اطیب البیان

ردِّ تقویۃ الایمان

مصنفہ
حامیِ سنت ماحیِ بدعت صدر الافاضل
حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہٗ

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَنَوَالِہٖ کہ کتابُ مستطابُ

اَطیَبُ البَیَان

رَدّ تقویَتُ الاِیمان

مُصَنَّفہ

حَامیٔ سُنَّت مَاحیٔ بِدعت صَدرُ الاَفاضِل

حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی قُدِّسَ سِرُّہٗ

نَاشِر

مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم۔ اے جناح روڈ کراچی ۱

مصنّفہ: حضرت مولانا مولوی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہٗ

ناشر: مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم۔اے جناح روڈ۔ کراچی

مطبوعہ: مشہور آفسٹ لیتھو پریس۔ کراچی

ایڈیشن، آفسٹ ایڈیشن

کاتب: مسعود احمد۔ حضرت کیلیانوالہ۔ ضلع گوجرانوالہ

قیمت:

صفحہ	مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِ ذَاتِہٖ وَکَمَالِ صِفَاتِہِ الْمُنَزَّہِ عَنْ شَوَائِبِ النَّقْصِ وَسِمَاتِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

آج مسلمانوں کی جو دردناک حالت ہے اُس نے دردمندان اسلام کو بے چین کر دیا ہے۔ سرد آہیں کھینچ کھینچ کر رہ جاتے ہیں۔
سینہ تھام تھام لیتے اور رو رو پڑتے ہیں۔ دشمنان دین کی جرأتیں اور بے باکیاں روز بروز بڑھتی جاتی ہیں انہیں اسلام کے دعویداروں میں سے اپنے مؤید و حامی مل جاتے ہیں جو کفار کی خوشنودی کے لیے ایسے ایسے حرکات کر گذرتے ہیں جن کی جرأت یک بیک کفار کو ہرگز نہ ہو سکتی۔

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر آتے تھے اُن میں دینداری بھی تھی غیرت اسلامی بھی۔ دنیا میں اُن کا وقار بھی تھا۔ اعتبار بھی۔ رعب و ہیبت بھی قوت و شوکت بھی۔ کفار اُن کے خوف سے کانپتے تھے کسی کی کیا مجال تھی کہ شریعت طاہرہ

یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں زبان کھول سکتا یا کوئی ناقص بات بول سکتا۔

مگر آج کفار کی دریدہ دہنی اور بدزبانی انتہا کو پہنچ گئی ہے وہ شرع مطہر اور بزرگان دین و اکابر اسلام پر سخت ناپاک حملے کرنے اور افترا و بہتان اٹھانے کے عادی و خوگر ہو گئے ہیں مسلمانوں کی دل آزاری اسلام کی توہین اُن کا شیوہ و پیشہ ہو گیا ہے۔

یہ کیوں اور اس کا باعث کیا۔

اس کا سبب صرف یہ ہے کہ خود مسلمانوں میں سے ایسے فرقے پیدا ہو گئے جنہوں نے حرمت اسلام پر ہاتھ صاف کیے۔ بزرگانِ دین۔ اولیائے کرام بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بے ادبی اور گستاخی اُن کا شغل ہو گیا۔

مسلمانوں نے اُن سے نفرت و بیزاری ظاہر کرنے میں بہت کوتاہی کی۔ اُن کے ساتھ میل جول ربط ضبط جاری رکھا۔ اس سے اُن کی جرأتیں بھی بڑھیں اور وہ بزرگانِ اسلام پر علی الاعلان بے خوف و خطر تبرا کرنے لگے۔ ناقص سے ناقص کلمات چھاپ چھاپ کر شائع کرنے لگے۔

اوّل اوّل تو کفار ان کی کتابوں کو بخوشی دیکھتے تھے مگر مسلمانوں سے چھپ کر پھر اُن کی دلیری اور مسلمانوں کا اُس سے متاثر نہ ہونا دیکھ کر اُن میں بھی دلیری پیدا ہوئی اور وہ مسلمانوں کو اُن لوگوں کے کلمات سناتے اور کبھی کبھی اُن پر اظہار افسوس بھی کر دیتے لیکن جب انہوں نے تجربہ کر لیا کہ مسلمان اس گالی گلوج سے کچھ اثر نہیں لیتے اور بزرگانِ اسلام کے بدگویوں کے ساتھ اُن کے میل جول میں کوئی فرق نہیں آتا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اسلامی غیرت و حمیت مر چکی اب انہوں نے بھی زبان کھول دی۔ طوفان برپا کر ڈالے اور جب تک مسلمان اپنی غیرت و حمیت کا ثبوت نہ دیں اور شریعت کے مخالف

بد مذہبوں سے میل جول رکھنے کا نتیجہ

اور انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کے بدگویوں کے ساتھ مخالطت و مصاحبت میل جول ترک نہ کریں یہ فتنہ جاری رہے گا۔

اگر مسلمانوں میں حمیت اسلام اور غیرت دین کی کوئی رمق باقی ہے تو وہ جلد از جلد تمام گمراہ بدین گستاخ فرقوں سے متارکت اور یک لخت علیحدگی کریں۔

وہ فرقہ جو انبیاء علیہم السلام کی جناب میں گستاخیوں کی جرأت پیدا کرنے کا سب سے زیادہ باعث ہوا وہ وہابیہ ہے۔

وہابی دراصل خارجی ہیں جو ابن عبدالوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں ان کے نزدیک دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں تمام عالم مشرک مباح الدم ہے اور بزرگانِ دین و مقبولین بارگاہ رب العالمین کی توہین ان کا دین و ایمان ہے۔ رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹ میں ہے۔

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اِعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اِعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ شَوْكَتَهُمْ وَخَرَبَ بِلَادَهُمْ وَظَفَرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَاَلْفٍ۔

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تبعین میں واقع ہوا جو نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر غالب ہوئے اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب ظاہر کرتے تھے لیکن دراصل

اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہی ہیں باقی سب مشرک ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل مباح سمجھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی اور ان کے شہر ویران کیے اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی ۱۲۳۳ھ میں فرقہ وہابیہ نے گمراہی کے عجیب وغریب اصول بنائے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر مسلمانوں کو مغالطہ دینا گمراہی میں گرفتار کرنا اُن کا دستور ہے جس طرح ہندوستان میں فرقہ آریہ مذہب کی آڑ میں سیاسی اغراض کا شکار کھیلتا ہے اسی طرح وہابیہ مذہب کے پردہ میں ملک حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

عبدالوہاب نجدی کا مقصد اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانانِ عالم کو مشرک وکافر قرار دینے سے یہی تھا کہ اُن پر جہاد جائز کیا جائے اور اپنے معتقدین کو اسلامی ممالک پر حملہ کرنے اور مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالنے پر آمادہ کیا جائے تاکہ اسلامی ممالک قبضہ میں آئیں چنانچہ اُس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اس ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی۔ اگر اُس نے گمراہی کے اصول بنا کر مسلمانوں کا مشرک ہونا اپنے معتقدین کے ذہن نشین نہ کیا ہوتا تو وہ ہرگز مسلمانوں پر تلوار اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوتے اور وہابیوں کی سلطنت ہاتھ نہ آتی۔ اس گروہ نے ملک ومال کی طمع میں دین وملت کو برباد کیا۔

نجدیوں کے سر میں ملک گیری کا سودا

ہندوستان میں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا اور ابن عبدالوہاب کی طرح وہ بھی پیرزادے تھے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان کے طول وعرض میں کافی اثر تھا بکثرت مسلمان اس خاندان کے ارادتمند معتقد تھے اس سروسامان کو دیکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب

کو خیال پیدا ہوا کہ عبدالوہاب نجدی کی پالیسی پر عمل کر کے وہ اپنے معتقدین کا ایک عظیم لشکر تیار کر سکتے ہیں جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر اُن کو قبضہ مل سکے گا۔

اس تخیل پر وہ چل پڑے اور شیخ نجدی کی پیروی کو انہوں نے ذریعہ کامیابی سمجھا اُسی کی کتاب التوحید کا چربہ اتارا اور اُسی کے مذہب کی ترویج کے درپے ہو گئے۔ اس مدعا کے لیے انہوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں سے **تقویۃ الایمان** بہت زیادہ مشہور ہے اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی اور ہزارہا بندگانِ خدا اس کتاب سے گمراہ ہو گئے۔ مولوی اسمٰعیل کے مقدر نے یاوری نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرمانروائی نصیب نہ ہوئی۔ لیکن اُس کے پروپیگنڈے سے ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی بے دین اور بندگان دین و اکابر اسلام حتیٰ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخ ہو گئے جس سے ہند کے کفار کو ہمت ہوئی۔ اور آئے دن وہ اسلام و پیشوایانِ اسلام کی شان میں گستاخانہ لب کشائی کرنے لگے۔

اس تقویۃ الایمان کی بدولت ہندوستان کے مسلم حصہ میں ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی۔ اور ہر ایک گھر مولوی اسمٰعیل صاحب کی بدولت معرکۂ جنگ بن گیا۔ مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم ہوا۔ اُن کے پہلوؤں میں اُن کے خونخوار دشمن پیدا ہوئے جو انہیں مشرک جانتے اور رات دن اُن سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور جس قدر اس کتاب کی اشاعت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اُسی قدر یہ جنگ وسیع ہوتی ہے۔

تقویۃ الایمان مسلمانانِ ہند میں خانہ جنگی کی بنیاد ہے

علمائے اسلام نے اس کتاب کے متعدد رد لکھے تحریر و تقریر سے اُس کے مفاسد کا اظہار فرمایا اور یہ اُن کا فرض تھا لیکن نہ معلوم کس وجہ سے وہ رد چھپ نہ سکے اور قلمی کتاب کی اشاعت ہی کیا ہو سکتی ہے۔ زمانہ گذرنے سے وہ نایاب ہو گئے بعض چھپے بھی مگر بہت مختصر تھے اور اب میسّر بھی نہیں آتے۔

اب دو چار سال سے تقویت الایمان کی اشاعت میں حد سے زیادہ اہتمام کیا گیا اور ملک کے ہر حصّہ میں وہ مفت تقسیم کی گئی تو ہر طرف سے میرے پاس اُس کے رد و جواب کی طلب میں خطوط آنے شروع ہوئے ناچار میں نے اُس کے رد کا قصد کیا اللہ سبحٰنہ اس کے اتمام کی توفیق دے اور حق کی حمایت میں مستقل رکھے نفس و شیطان کے شر سے بچائے۔ آمین!

حقیقت کا اظہار میرا فرض ہے میں اسی کے درپے رہوں گا۔ اور بتوفیقہ تعالیٰ ضد و نفسانیت سے بالکل اجتناب کروں گا۔ واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان۔

صاحب تقویت الایمان نے اپنی کتاب کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں لکھا ہے لیکن اس بحث کو شروع کرنے سے قبل انہوں نے دو اصول لکھے ہیں اور اُن پر بہت زور دیا ہے اُن کے لیے یہ دونوں اصول نہایت اہم اور بہت ضروری ہیں اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انہیں مسلمانوں کو راہ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں۔

یہ اصول جیسے وہابیہ کے لیے ضروری ہیں اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ مسلمانوں کے لیے خطرناک ہیں اُن سے گمراہیوں کی بے انتہا شاخیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور دین کا محکم و استوار نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔

وہابیت کے دو اصول

ان دو اصولوں میں سے (۱) یہ ہے کہ اسلاف کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا چاہیئے۔ اور متقدمین کی پیروی درست نہیں۔

(۲) یہ کہ علمائے دین اور آئمہ مجتہدین کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ ہر شخص قرآن و حدیث سمجھتا ہے اس کے لیے بڑا علم درکار نہیں۔

یہ دونوں اصول جس طرح وہابیت کو رواج دینے کے لیے ضروری ہیں ایسے ہی ہر بد مذہبی کے لیے لازم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب تک آدمی اپنے بزرگوں کے طریقے اور متقدمین کی روش کو نہ چھوڑے ان کا اتباع لازم سمجھے اُس وقت تک کوئی خود غرض گمراہ کنندہ اُس کو اپنا طریقہ دنہ ہب قبول کرانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب وہ اُس کو اپنی کوئی بات بتائے گا وہ فوراً انکار کرے گا اور کہے گا جناب میں اس کے ماننے سے مجبور ہوں یہ میرے بزرگوں کے خلاف ہے۔

جب اُس سے اُس کے دین کی کوئی بات چھڑانے کی کوشش کی جائے گی جبھی وہ چمک اٹھے گا اور راضی نہ ہو گا اور اُس کا یہ جواب بالکل مسکت ہو گا کہ میں اپنے بزرگوں کا طریقہ نہیں چھوڑ سکتا بلکہ وہ اس طریقہ کے خلاف کسی بات کا سننا گوارا نہ کرے گا اور گمراہ کنندہ ناکام نامراد رہ جائے گا۔

اب اگر وہ مضل دوسرے طریقہ سے بہکائے اور یہ کہے کہ تم جو یہ عمل کرتے ہو نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے دین اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے یا یہ جو نہیں کرتے ہو کرو

کہ قرآن وحدیث میں اس کا حکم ہے تو اس کا وہ یہ جواب دے گا کہ قرآن وحدیث پر تو میرا ایمان ہے لیکن یہ بات میں اپنے علماء سے دریافت کر لوں اگر وہ بتا دیں گے کہ قرآن وحدیث میں ایسا ہے تو میں سر جھکا کر تسلیم کر دوں گا۔ اور اگر انہوں نے فرمایا کہ قرآن وحدیث میں ایسا نہیں ہے تو اُن کے مقابل میں آپ کی بات باور کرنے اور مان لینے کے لیے تیار نہیں۔

یہ جواب سنتے ہی بیدین گمراہ کنندہ کی ہمت ٹوٹ جائے گی اور مایوسی اُس پر چھا جائے گی۔ وہ جانتا ہے کہ قرآن وحدیث کا نام لے کر جاہل کو بہکایا جا سکتا ہے۔ مگر وہ عالم کے پاس گیا تو وہ اُس پر حقیقت حال ظاہر کر دے گا۔ اور اس کا فریب کسی طرح نہ چل سکے گا۔ اس لیے وہ ضروری سمجھتا ہے کہ پہلے علماء کی طرف سے بدظن کرے اور اُن کے ساتھ تعلق قطع کرائے جب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے گا تمام گمراہ فرقے ان اصولوں پر کاربند ہونے کے لیے مجبور ہیں۔ سب سے پہلے روافض وخوارج نے یہ طریقہ اختیار کیا اور مسلمانوں کو اُن کے بزرگوں اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے بدگمان کرنے میں انتہائی کوششیں کیں اور جن لوگوں کو انہوں نے صحابہ کرام سے بدگمان کر لیا اور جن پر اُن کا یہ جادو چل گیا انہیں کو وہ دین سے منحرف کر کے گمراہ کر لینے میں کامیاب ہوئے اور جنہوں نے اپنے بزرگوں کا دامن نہ چھوڑا وہ اُن کے مکائد سے امن میں رہے۔

ہر فرقہ اسی بات کا مدعی ہے کہ قرآن وحدیث کے مطابق خاص اُسی کا مذہب ہے۔ رافضی۔ خارجی۔ وہابی۔ مرزائی وغیرہ کون اس کا دعویٰ نہیں کرتا ہر ایک اپنے

روافض وخوارج نے بھی گمراہی پھیلانے کے لیے یہی اصول تجویز کیا ...جس پر وہابیہ عامل ہیں۔

مدعائے باطل کی تائید میں آیات و احادیث پیش کرنے میں جری ہے۔

مگر علمائے اسلام اُن کا ملمع کھول دیتے ہیں اور آیات و احادیث کے پیش کرنے میں گمراہ لوگ جو دھوکا دیتے ہیں علماء اُس کو ظاہر کر دیتے ہیں اس لیے ہر گمراہ یہ کوشش کرتا ہے کہ مسلمان اپنے علماء سے تعلق چھوڑ دیں تاکہ وہ انہیں بہکا سکے

مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان میں اپنے مدعا کو شروع کرنے سے پہلے انہیں دو اصولوں کو بیان کیا اور ان پر بہت زور دیا اُن کی عبارت ملاحظہ کیجیے!

> اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔
>
> (تقویۃ الایمان مطبوعہ ... صفحہ ۳)

یہ وہابیت کا پہلا اصول ہے جس میں متقدمین کے طریق۔ بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد اور عقل کے فیصلے سب سے رد کا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہر طرح آنکھ میچ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کے حکم کو مان لو۔ اگر وہ متقدمین کے خلاف ہو تو انہیں بھی چھوڑ دو۔ اگر بزرگوں کے حالات اور سلف صالح کی روش کے مخالف ہوں تو ان کو بھی ترک کر دو۔ اگر علمائے دین اور ائمہ متقین کی تعلیم و ہدایت کے برعکس ہو تو اُن سے بھی ہاتھ اٹھاؤ۔ اگر اس سب کے باوجود تمہاری عقل میں نہ آئے تو اس سے بیزار ہو کر اور صمٌ بکمٌ ہو کر اسمٰعیل کا کہا مان لو۔ متقدمین اور اسلاف صالحین اور علماء دین اور عقل سب سے قطع تعلق کر کے تقویۃ الایمان کے متبع ہو جاؤ

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنی بدعات و اختراعات منوانے کا اصول تو ایجاد

کیا۔ مگر قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس گمراہی کے اصول کا پہلے ہی قلع قمع کر دیا گیا ہے۔

قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ رب العزۃ ارشاد فرماتا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝
ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے رستے کو اپنا سیدھا رستہ فرماتا ہے اور اس کی طرف ہدایت کی دعا تلقین فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے خلاف پہلوں کی رسموں بزرگوں کے حالات۔ علماء دین کی تدقیق عقل کے ارشاد سب کے چھوڑنے کو کہتے اور قرآن پاک مخالفت کرتے ہیں۔

عجیب بات یہ کہ پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے حالات علماء کے ارشاد عقل کا حکم تو ماننے کے قابل نہ ہو مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا حکم ماننے کے قابل ہو جائے اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور قرآن کی آیات کے خلاف ہو لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب بزرگوں کی رسمیں کہتے ہیں۔ قرآن پاک اُسی کو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ فرماتا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

پہلوں، بزرگوں، عالموں میں ائمہ علماء صلحاء اولیاء غوث۔ قطب تبع تابعین۔ تابعین۔ صحابہ۔ خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ہی آ گئے۔

دین کا تمام نظام درہم برہم کر دیا۔

ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا۔

حضرت امام علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی اپنی تفسیر مدارک التنزیل میں آیت مذکورہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالْاِشْعَارُ بِاَنَّ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ تَفْسِيْرُهٗ صِرَاطُ الْمُسْلِمِيْنَ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ شَهَادَةً لِصِرَاطِ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْاِسْتِقَامَةِ عَلٰى اَبْلَغِ وَجْهٍ وَّاٰكَدِهٖ۔

ترجمہ:۔ اور اس بات کا اشعار کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین یعنی مسلمانوں کی راہ ہے۔ اس لیے ہے تاکہ یہ مسلمانوں کی راہ کی استقامت کی ابلغ وجہ پر شہادت ہو۔

امام محی السنہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف بہ خازن اپنی تفسیر لباب التاویل میں فرماتے ہیں؛

هٰذَا بَدَلٌ مِنَ الْاَوَّلِ اَيِ الَّذِيْنَ مَنَنْتَ عَلَيْهِمْ بِالْهِدَايَةِ وَالتَّوْفِيْقِ وَهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَوْلِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔

ترجمہ: یہ اول کا بدل ہے یعنی صراط مستقیم اُن لوگوں کا رستہ ہے جن پر تو نے ہدایت و توفیق دے کر احسان فرمایا اور وہ انبیاء اور مومنین ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا۔ اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ الآیۃ وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی راہ صراطِ مستقیم ہے اور اسی کی طرف ہدایت کی دعاء اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے پہلی سورت میں تعلیم فرمائی۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے مخالف ہیں۔ وہ پہلوں کی رسموں بزرگوں کے قصوں، علماء کی تدقیق سب سے مسلمانوں کا علاقہ قطع کر دینا چاہتے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ دوسری آیت میں ارشاد فرماتا ہے :۔

پارہ ۵ سورہ النساء

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاۤءَتْ مَصِيْرًا ۟

رکوع ۱۴

ترجمہ :۔ اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ میں مومنین کی راہ چھوڑنے پر جہنم کی سزا مقرر فرمائی۔ یہ وہی مومنین کی راہ ہے جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں پہلوں کی رسمیں بزرگوں کے قصے۔ مولویوں کی باتیں بنا کر چھڑانا چاہتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ اصول قرآن پاک کی مخالفت پر مبنی ہے اور قرآن پاک کا یہ کمال ہے کہ مدتوں کے بعد پیدا ہونے والے گمراہ خلق کو بہکانے کے لیے جو اصول بناتے ہیں اس کتاب ہدایت میں پہلے ہی اُس کا رد فرما دیا گیا سو الحمد للہ اس مدعا پر صدہا آیات واحادیث پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر نظر بر اختصار دو ہی آیتوں پر اکتفا کیا گیا اب مولوی اسمٰعیل صاحب کا دوسرا اصول بھی اُن ہی کے الفاظ میں ملاحظہ

فرمائیے۔ تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔

وہابیت کا دوسرا اصول

اور یہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے اس کو بڑا علم چاہیئے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اُس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ گفتگو عوام الناس کے حق میں ہے جو بیچارے صاف اردو کی عبارتوں کے سمجھنے میں بھی قاصر ہوتے ہیں آپ ان کو فرماتے ہیں کہ تمہارا یہ خیال کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے اور اس کے لیے بڑا علم چاہیئے غلط ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہر جاہل قرآن پاک اور حدیث شریف سمجھ سکتا ہے اس کے لیے علم درکار نہیں۔ جہلا کو جرأت دلائی جاتی ہے کہ وہ بے علمی سے قرآن و حدیث میں رائے زنی کر کے علماء سے الجھیں اور گمراہی میں پڑیں۔ اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے۔ ہر جاہل اپنے آپ کو ائمہ دین سے افضل و بہتر سمجھنے لگا۔ اور قرآن و حدیث ہاتھ میں لے کر مسلمانوں سے درپئے جنگ و جدل ہوا۔ آج جو بہت سے فرقے مصروفِ جنگ نظر آ رہے ہیں وہ اسی اصول ضلالت کا نتیجہ ہیں۔ ستم یہ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے اس گمراہ کن اصول کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر کے اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہیں۔ حاشا کہ یہ ناپاک مضمون قرآن پاک میں ہو۔ اس جرأت کی کیا انتہا کہ اپنے دل سے ایک گمراہی کی بات

نکالی اور اُس کو قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا اور ثبوت میں آیت شریف بھی لکھ ڈالی اور یہ لکھ دیا کہ:

> اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا مشکل نہیں۔
>
> (تقویت الایمان ص۴)

یہ اللہ تعالیٰ پہ افترا ہے۔ قرآن کریم پر بہتان ہے اُس میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریف کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں اور عوام کو یہ جرأت نہیں دلائی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی یہ عبارت کسی آیت کا ترجمہ نہیں۔ اس کے بعد جو آیت انہوں نے پیش کی ہے اُس کو بھی ملاحظہ فرمائیے کہ یہ مضمون اس سے ثابت نہیں مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

> چنانچہ سورہ بقرہ میں فرمایا ہے:
>
> وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَکْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝
>
> ترجمہ: یعنی اور بے شک اتاریں ہم نے طرف تیری باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔
>
> ف: یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں یہ فائدہ بے فائدہ جناب اپنی طرف سے بڑھا کر کچھ آگے فرماتے ہیں۔
>
> (تقویت الایمان صفحہ ۴)

> اور اللہ رسول کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے کہ پیغمبر تو ناوانوں کے راہ بتانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کے علم سکھانے کو آئے تھے۔
>
> (تقویت الایمان صفحہ ۴)

قطع نظر اس کے کہ کلام شان ادب سے دور ہے یہ دعویٰ کہ اللہ رسول

کے کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے یعنی ہر جاہل سمجھ سکتا ہے بالکل باطل اور نہایت فتنہ انگیزی ہے آیات کا بینات کے ساتھ موصوف ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ قرآن پاک سیکھنے اور علماء سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں۔

> جو کوئی یہ آیت سنکر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور اُن کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا۔
>
> (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۰)

عوام کا تعلق علماء سے قطع کرانے میں مولوی اسمٰعیل صاحب کتنی کوشش بلیغ کر رہے ہیں یہاں تک کہہ گئے کہ جو یہ کہے کہ پیغمبر (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ اس نے اس آیت کا انکار کیا اور آیت کا انکار یقیناً کفر ہے تو دین کے سمجھنے کے لیے عالم کی ضرورت بتانے والا مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کافر خارج از اسلام ہے پہلے تو مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے قصیدہ کے دو شعر پڑھیے جو انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے اور اس کے بعد غور کیجئے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر خارج از اسلام منکر قرآن ہو گئے کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لیے عالم کو ضروری سمجھا لکھتے ہیں۔

(تقویۃ الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر)

پر نہ ہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم	ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں
کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول	کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآں دونوں

قصیدہ مولوی محمود حسن صاحب صفحہ ۱

مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتویٰ گھر میں ہی کام آگیا اور مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی اُن کی چھری سے ذبح ہو گئے۔ اب اس مسئلہ کے متعلق آیات و احادیث ملاحظہ فرمائیے

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ۔

ترجمہ: اے ہمارے رب اُن میں انہیں میں سے ایسا رسول مبعوث فرما جو اُن پر تیری آیات تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور انہیں پاک کرے

اسی طرح دوسرے پارہ میں ارشاد فرمایا۔

يُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ اسی طرح سورۂ جمعہ میں فرمایا

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

ان تمام آیات میں قرآن پاک کی تعلیم کا بیان ہے اور حضورؐ کی اس صفت کا ذکر ہے آپ اپنی امت کو قرآن پاک کی تعلیم فرماتے ہیں تو اگر قرآن پاک کو ہر جاہل اور بے علم بھی سمجھنا اور اُسے سیکھنے اور دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو حضور کا تعلیم فرمانا اور سکھانا بیکار ہوتا۔ اور قرآن پاک میں یہ حضور کی صفت نہ قرار دیا جاتا بیسویں پارہ میں ارشاد فرمایا:

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ۔

ترجمہ: یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر عالم۔ اب تو ثابت ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ قرآن پاک کے سمجھنے کے لیے علماء کی ضرورت نہیں۔ قرآن پاک کے بالکل خلاف ہے اس مدعا پر بکثرت آیات پیش کی جا سکتی ہیں مگر بخیال اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا گیا

اب حدیث ملاحظہ کیجئے۔

ترمذی شریف میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا:

حدیث: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَائِهٖ فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۵

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک میں اپنی رائے سے معنی بیان کرے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرآن کے معنی بغیر علم کے بیان کیے اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے اور انہیں امام ترمذی نے حضرت جندب سے روایت کیا۔

حدیث: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَائِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَأَ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۵)

یعنی حضور نے فرمایا جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اتفاقیہ وہ قول صحیح بھی ہوا جب بھی وہ خطا کار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام ترمذی نے روایت کی۔

حدیث: قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ۔ مشکوٰۃ شریف ص۳۵

حضورؐ نے فرمایا فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے قرآن پاک کے سیکھنے اور سکھانے کا حکم فرمایا اور بغیر علم کے قرآن پاک کے معنی بیان کرنے والے کو یہ فرمایا کہ جہنم میں اپنا

ٹھکانا بنلے۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب قرآن اور حدیث کے خلاف خدا اور رسول کے مخالف یہ اصول بنا رہے ہیں کہ قرآن پاک سمجھنے کے لیے علماء کی ضرورت ہی نہیں ہے اور ہر جاہل کو قرآن پاک میں دخل دینے کی جرأت دلاتے ہیں یہ گمراہی کے وہ اصول ہیں اور انہیں سے غیر مقلد وغیرہ بیدین پیدا ہوئے۔ اس اصول سازی سے پیشوائے وہابیہ کا مقصود یہ ہے کہ علماء مفسرین و محدثین و آئمہ مجتہدین و متکلمین کسی کا اتباع نہ کرنا پڑے۔ آیات و احادیث لکھ کر جو چاہے مطلب بیان کرے اور بیقیدی کے مزے اڑائے چنانچہ اس کتاب میں مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہی دستور ہے کہ آیتیں اور حدیثیں لکھ کر جو چاہا مطلب بنا دیا یہ پہلے ہی سمجھا چکے کہ کسی عالم سے قرآن سمجھنے کی ضرورت نہیں تو کسی محدث، مفسر، مجتہد کی انہیں کیا پرواہ تمام اکابر اسلام سے ان کا علاقہ قطع اور تمام کتب دینیہ سے ترک تعلق اس لیے اس کتاب میں کسی تفسیر کا حدیث کی شرح کا فقہ اصول عقائد وغیرہ کسی کتاب کا کہیں حوالہ نہیں۔ گمراہی کا راز تو یہی ہے کہ علماء سے قطع تعلق کرلے کیونکہ جس قوم کا علماء سے تعلق باقی رہے گا وہ کسی گمراہ کرنے والے کے فریب میں نہ آئیگی ہر بات علماء سے دریافت کرے گی اور وہ ظاہر کر کے اہل باطل کا پردہ فاش کر دیں گے۔ اسی لیے فرمایا حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(حاشیہ: اسمٰعیلی اصول سے غیر مقلد وغیرہ بیدین پیدا ہوئے)

فَقِیْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴)

یعنی ایک فقیہ (عالم) شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ سخت ہے اور فرمایا حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے،

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنْ عِبَادِهِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَأَضَلُّوْا متفق علیہ

یعنی اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہ کرے گا کہ اُس کو اپنے بندوں میں سے اٹھالے لیکن علم کو علماء کے اٹھانے کے ساتھ قبض فرمائے گا یہاں تک کہ جب عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے اور اُن سے مسئلہ پوچھا جائیگا وہ بغیر علم کے فتوٰی دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ شیطان کے بہکانے کا موقع جب ہی پورا ہوتا ہے جبکہ عوام علماء کے فیض سے محروم ہو جائیں اور بے علم کا فتوٰی باعث گمراہی ہوتا ہے اسی لیے حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے مسجد کوفہ سے اُس واعظ کو نکلوادیا جس کو ناسخ منسوخ کا علم نہ تھا۔

ولہٰذا ابو جعفر نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضٰے علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشان روزے در مسجد کوفہ داخل شدند دیدند کہ شخصے وعظ می گوید پرسیدند کہ ایں کیست مردم عرض کردند کہ ایں واعظ است کہ مردم را از خدای ترساند و از گناہان منع می کند فرمودند کہ غرض ایں شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد از وے پرسید تا ناسخ از منسوخ جدا

میداند یا نہ اوگفت کہ ایں علم نمی دانم فرمودند کہ ایں را از مسجد
بر آرید۔

دیکھیے حضرت علی مرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ناسخ و منسوخ کا علم نہ رکھنے والے
کو مسئلہ بتانے اور وعظ کہنے کی اجازت نہیں دیتے مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے
قرآن و حدیث کے خلاف یہ اصول تراشا کہ ہر کس و ناکس کو قرآن پاک میں دخل دینا
چاہیئے علمائے متبحرین کا پیتے ہیں اور معرفانئے واصلین تعراتے ہیں اسی لیے تفسیروں میں نقل
معتبر ہے۔ قرآن پاک میں اپنی رائے لگانا شریعت نے جائز نہیں کیا۔

فساد کے یہ اصول بیان کرنے کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنا مقصود
شروع فرمایا ہے کہ جس کا عنوان یہ ہے۔

پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں — تقویت الایمان صفحہ

توحید و شرک کا بیان

مولوی صاحب کو چاہیئے تھا کہ اس عنوان کے بعد توحید اور شرک کے صاف
صاف معنی لکھ دیتے تا کہ آئندہ جو آیتیں اور حدیثیں بیان کی جاتیں ہر شخص اُن کے
مطلب کو بہ آسانی سمجھ لیتا لیکن درحقیقت مصنف تقویت الایمان کا یہ مقصد ہی نہیں ہے
بلکہ اُن کا مدعا یہ ہے کہ لوگوں کو مغالطہ دے کر تمام اہل اسلام کا مشرک ہونا باور
کرایا جائے اس لیے انہوں نے ایسا نہ کیا اور ابتدا اس کلام سے کی۔

> اول سننا چاہیئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور
> اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی
> نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ حالانکہ شرک میں
> گرفتار ہیں۔

تقویت الایمان صفحہ ۵

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کو عام بھی کہا توحید کو نایاب بھی اور یہ بھی کہا کہ ایمان کا دعویٰ رکھنے والے معاذ اللہ شرک میں گرفتار ہیں لیکن توحید اور شرک کے صاف صریح معنی نہ بتائے تاکہ لوگ خود اندازہ کر سکتے کہ توحید یہ ہے اور آج وہ دنیا میں کس قدر پائی جاتی ہے اور شرک کے عام ہونے کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے۔

اب میں توحید اور شرک کے معنی بیان کر دوں تاکہ مسئلہ کے سمجھنے میں کوئی دقت واقع نہ ہو۔

توحید کے معنی، توحید وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں کامل طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود اکیلا ہے اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا دل سے یقین جاننا توحید کہلاتا ہے۔ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں:

(لَآ اِلٰہَ) لَا ھِیَ النَّافِیَۃُ لِلْجِنْسِ عَلٰی سَبِیْلِ التَّنْصِیْصِ عَلٰی نَفْیِ کُلِّ فَرْدٍ مِّنْ اَفْرَادِہٖ (اِلَّا اللّٰہُ) قِیْلَ خَبَرُ لَا وَالْحَقُّ اَنَّہٗ مَحْذُوْفٌ وَالْاَحْسَنُ فِیْہِ لَآ اِلٰہَ مَعْبُوْدٌ بِالْحَقِّ فِی الْوُجُوْدِ۔ اِلَّا اللّٰہُ وَیَکُوْنُ الْجَلَالَۃُ اِسْمًا لِلذَّاتِ الْمُسْتَجْمِعِ لِکَمَالِ الصِّفَاتِ وَعَلَمًا لِلْمَعْبُوْدِ بِالْحَقِّ قِیْلَ لَوْ بُدِّلَ بِالرَّحْمٰنِ لَا یَصِحُّ بِہِ التَّوْحِیْدُ الْمُطْلَقُ ثُمَّ قِیْلَ التَّوْحِیْدُ ھُوَ الْحُکْمُ بِوَحْدَانِیَّتِہٖ مَنْعُوْتًا بِالتَّنْزِیْہِ عَمَّا یُشَابِہُہٗ اِعْتِقَادًا وَقَوْلًا وَعَمَلًا یَقِیْنًا وَعِرْفَانًا ذَاتًا وَصِفَاتٍ وَّاَفْعَالًا ثُبُوْتًا وَّدَوَامًا۔

مرقات جلد اول صفحہ ۶۲

شرک کی تعریف: شرک وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ نے باطل کیا۔ یعنی اللہ کے سوا کسی اور کو معبود ٹھہرانا تفسیر خازن میں فرماتے ہیں۔

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ يَعْنِيْ يَجْعَلُ مَعَهٗ شَرِيْكًا غَيْرَهٗ۔

(تفسیر خازن جلد اوّل صفحہ ۲۲)

یعنی اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے ساتھ اُس کے غیر کو شریک ٹھہرا لے شرح عقائد میں فرمایا:

اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ فِى الْاُلُوْهِيَّةِ يَعْنِيْ وُجُوْبَ الْوُجُوْدِ كَمَا لِلْمَجُوْسِ اَوْ بِمَعْنٰى اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ۔

(شرح عقائد صفحہ ۱۱)

یعنی شرک ثابت کرتا ہے شریک کا الوہیت بمعنی وجوب وجود میں جیسا مجوس کرتے ہیں یا بمعنی استحقاق عبادت میں جیسا بت پرست کرتے ہیں۔ کذا فی شرح الفقہ الاکبر للملا علی القاری۔

حاشیہ صفحہ ۲۱

[1] یعنی لَا اِلٰہَ میں لا نفی جنس کا ہے جو ہر فرد الٰہ کی نفی پر نص ہے اور الا اللہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ لا کی خبر ہے اور حق یہ ہے کہ خبر محذوف ہے اور احسن تقدیر یہ ہے کہ ہستی میں کوئی الٰہ معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے کیونکہ اسم پاک اللہ ذات مستجمع صفات کمال کا اسم اور معبود برحق کا علم ہے کہا گیا کہ اگر اس کی جگہ الرحمٰن لایا جائے تو توحید مطلق اس سے صحیح نہ ہو پھر کہا گیا کہ توحید کسی شے کی وحدانیت کا حکم کرنا اور اس کو جاننا ہے لغۃ اصطلاح میں توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزہ ثابت کرنا اعتقاداً پھر قولاً و عملاً پھر یقیناً و عرفاناً پھر مشاہدۃً و عیاناً پھر ثبوتاً و دواماً۔

حضرت شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

[بالجملہ شرک سہ قسم است در وجود و در حقیقت و در عبادت] اشعۃ اللمعات جلد اوّل صفحہ ۷۱

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شرک تین طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو واجب الوجود ٹھہرائے دوسرے یہ کہ کسی اور کو اُس کے سوا حقیقۃً خالق جانے یا کہے تیسرے عبادت میں کہ غیر خدا کی عبادت کرے یا اُس کو مستحق عبادت سمجھے ان عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ واجب الوجود یعنی اپنی ذات و کمالات میں دوسرے سے بے نیاز اور غنی بالذات فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا کوئی نہیں اور فقط وہی عبادت کا مستحق ہے تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اس کی ذات یا کمالات میں غنی بالذات مانے یا مستحق عبادت ٹھہرائے وہ مشرک ہے تو جو شخص اللہ کے سوا کسی اور قدیم یعنی اس کو اپنی ذات میں غیر سے بے نیاز مانے وہ مشرک ہے جیسے ہمارے ملک کے آریہ جو اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی قدیم اور واجب الوجود مانتے ہیں اور اُن کی ذات کو بنانے والے سے بے نیاز جانتے ہیں۔ مشرک ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی کسی کے کمالات کو ذاتی مانے اور اُس کمال میں اُس کو دوسرے سے غنی اور بے نیاز سمجھے تو مشرک ہے خواہ وہ کمال علم ہو یا قدرت یا حیات یا سمع یا بصر جیسا ستارہ پرستوں کا خیال ہے کہ عالم کے تغیرات کواکب کے تاثیرات سے ہیں اور کواکب ان تاثیرات میں غنی بالذات ہیں کسی کے محتاج نہیں یہ عقیدہ بھی شرک ہے۔ اور ایسا اعتقاد رکھنے والے مشرک اسی طرح اگر کوئی دوسرے کی عبادت کرے جس کو ہندی میں پوجا اور فارسی میں پرستش کہتے ہیں۔ وہ بھی مشرک ہے جیسے بت پرست جو بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور اُن کو پرستش کا

مستحق جانتے ہیں یہ بھی مشرک ہیں لیکن جو لوگ اللہ کے عطا کیے ہوئے کمالات اُس کے بندوں کے لیے ثابت کرتے ہیں اور کمالات کو عطائے الٰہی جانتے ہیں وہ مشرک نہیں مثلاً کوئی شخص آدمی کو سمیع و بصیر کہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو سمع و بصر عطا فرمائی تو وہ مومن ہے موحد ہے مشرک نہیں مشرک جب ہوتا جبکہ یہ اعتقاد کرتا کہ انسان کے لیے سمع و بصر ذاتی ہے اور وہ اس میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا ہے:

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ یعنی ہم نے انسان کو صاحب سمع و بصر کیا۔

باوجودیکہ قرآن پاک ہی میں سمیع و بصیر اللہ تعالیٰ کی صفات میں وارد ہے لیکن پھر بھی انسان کو سمیع و بصیر فرمایا یہ شرک نہیں ہوا کیونکہ انسان کے لیے جو سمع و بصر ثابت کی گئی ہے وہ عطائے الٰہی سے ہے تو وہ بے نیاز نہ ہوا۔ لہٰذا شرک نہیں یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے لیے کسی ایک ذرہ پر قدرت یا اختیار یا علم ثابت کرنا اگر بالذات ہو تو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا شرک نہیں حقیقت یہ ہے کہ کافر آثار کو اسباب کی طرف منسوب کرتا ہے اور انہیں مستقل بالذات مؤثر جانتا ہے جیسے کواکب پرست اجرام سماویہ کی تاثیرات پر اعتقاد رکھتا ہے اور انہیں تاثیر میں مستقل بالذات سمجھتا ہے۔ مگر مسلمان اسباب کو وسائل جانتا ہے اللہ قادر مطلق کے دست قدرت کو ان وسائل کے حجابات میں دیکھتا ہے۔ قدرت و اختیار بالذات اُسی کا سمجھتا ہے یہ فرق اگر نہ ہو تو پھر انسان ہر بات میں مشرک ہو جاتا ہے یہ کہئے کہ میں دیکھتا ہوں تو مشرک میں سنتا ہوں تو مشرک میں زندہ ہوں تو مشرک میں موجود ہوں تو مشرک میں سمجھا ہوں تو مشرک کوئی بات شرک سے خالی نہ ہو۔ غذا نے قوت دی۔ پانی نے سیراب کیا۔ دوا نافع ہوئی۔ سردی نے ضرر کیا۔ یہ سب باتیں شرک ہو جائیں اور

ایمان کی کوئی راہ ہی نہ ہے۔ مگر ایسا نہیں شرک جبھی ہوگا کہ جب کسی کو کسی کمال میں مستقل بالذات سمجھے اور اگر مستقل بالذات نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کا محتاج جانتا ہے اُس کی عطا سے یہ کمال اُس میں حاصل مانتا ہے۔ یہ تو کہتا ہے کہ میں دیکھتا ہوں مگر اعتقاد یہ ہے کہ دیکھنے میں اللہ تعالیٰ کے کرم کا محتاج ہوں وہ دیکھنے کی قوت عطا نہ فرمائے تو کچھ نہ دیکھ سکوں تو وہ بے شک موحد ہے مشرک نہیں اِس کو مشرک لکھنے والا جاہل بدعقل گمراہ ہے کیونکہ اُس کو مشرک کہنے کے یہ معنی ہوں گے کہ بینائی کا کمال عطائی شرک ہے یعنی معاذ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہے دوسرے کو اُس میں شریک کردینا شرک ہوا یہ سراسر باطل اور گمراہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا نہیں ہر کمال اُس کا ذاتی اور غیر مکتسب ہے تو ظاہر ہوگیا کہ عطائی کمال کسی کے لیے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا۔ مگر وہابیت اب تک اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے جاہل ہیں۔ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ سُبحٰنہٗ کے تمام کمال ذاتی ہیں کسی سے حاصل کیے ہوئے نہیں کسی کے لیے کمال عطائی ماننے سے شرک لازم نہیں آسکتا۔

اِنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ٥

پارہ ۳ سورۃ آل عمران ۵

ترجمہ: میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ

میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی صورت بناتا ہوں۔ پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں اندھے اور برص والے کو اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پرندہ بنانا، مردے زندہ کرنا، اندھوں و کوڑھیوں کو تندرست کرنا

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰت والتسلیمات نے خلق (پیدا کرنے) اندھے اور برص والے کو اچھا کرنے مُردہ کو زندہ کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں جمع کر رکھتے ہو اُس کی میں خبر دیتا ہوں اور یہ فرمایا کہ اگر تم مومن ہو تو اس میں تمہارے لیے نشانی ہے آیت ہے یہ توحید کے عَلَم بردار اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰت والسلام کا کلام ہدایت نظام ہے جس کو قرآن پاک نے نقل فرمایا اس سے صریح اور یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ خلق اور احیاء و ابراء یعنی پیدا کرنے جلانے تندرست کرنے کی نسبت غیر خدا کی طرف اگر اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ یہ بات اُس کو اللہ کی عطا سے حاصل ہے تو یہ شرک نہیں ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ شرک یہ ہے کہ دو معبود یا زیادہ قرار دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔

(پارہ ۱۴ سورۂ نحل)

یعنی دو معبود نہ بناؤ سوائے اس کے نہیں کہ مستحق عبادت وہ ایک ہی ہے اللہ اور جو اللہ تعالیٰ کے صفاتِ افعال میں کسی کو اُس کا مشابہ ٹھہرائے

یہ بھی شرک ہے۔ جیسا کہ سمع بصر کلام خلق رزق احیاء اماتت نفع ضرر تو جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کے سوا دوسرا اور معبود بھی ہے جو اپنی ذات میں مستقل ہے یا صفات میں اُس کے مشابہ ہے یا افعال میں اُس کا شریک ہے کہ پیدا کرتا ہے اور روزی دیتا ہے اور جلاتا ہے اور مارتا ہے اور ضرر دیتا ہے اور نفع دیتا ہے ان باتوں میں مستقل بالذات ہے۔ اللہ کے اذن و عطا کا محتاج نہیں تو ایسا اعتقاد رکھنے والا یقیناً مشرک خارج از ایمان مخلد فی النار ابدی جہنمی ہے اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں۔ یہی توحید کا منافی اور اُس کا مقابل ہے اسی کے حق میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا اس کو کہ شرک کیا جائے اُس کے ساتھ اور بخشے گا ماسوا اس کے جس کو چاہے اسی کو شرک اکبر کہتے ہیں اور اطلاقات شرعیہ میں جب مطلقاً شرک بولا جاتا ہے تو اُس سے اکثر یہی مراد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شرک کا اطلاق کبھی ایک اور معنی پر بھی ہوتا ہے اس کو شرک اصغر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بندہ عبادت میں اخلاص نہ کرے بلکہ ریاکاری کرے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔

(اَلرِّیَاءُ شِرْکٌ خَفِیٌّ)

ترجمہ: یعنی ریاکاری چھپا شرک ہے۔

اب توحید و شرک کے معنی سمجھ لینے کے بعد تقویت الایمان کی عبارت کی طرف ذرا توجہ فرمائیے اوّل یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شرک سے شرک اکبر مراد لے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کو انہوں نے توحید کا مقابل قرار دیا ہے اور یہ لکھا ہے۔

[شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب] تقویۃ الایمان صفحہ ۵

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام شرک اکبر میں ہے جس سے آدمی ہمیشہ کے لیے جہنمی ہو جاتا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس سے آگے جو آیتیں پیش کی ہیں وہ بھی وہی ہیں جو شرک اکبر کے حق میں ہیں اب یہ غور کر لینا ہے کہ اُن کا یہ دعوےٰ

مولوی اسمٰعیل کی کلام شرک اکبر میں ہے۔

> کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب لیکن اکثر لوگ توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۵

کہاں تک صحیح ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اکثر مسلمانوں کو شرک میں گرفتار بتاتے ہیں اور توحید کو نایاب کہتے ہیں۔ اُن کے خیال میں توحید شاید انہیں کے چند مریدوں معتقدوں میں رہ گئی ہو گی۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ دعویٰ کتنی اصل رکھتا ہے اکثر کو چھوڑیئے کیا اقل مسلمان بھی ایسے ہیں جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو معبود برحق جانتے ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال میں اُس کا مشابہ و شریک سمجھتے ہوں یا غیر خدا کی عبادت اور پرستش کرتے ہوں اور جب ایسا نہیں ہے تو شرک کا حکم اُن پر افترا ہے بہتان ہے وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اب یہ جرنیلی حکم کیوں ہوا کس خطا میں کس قصور میں۔ انہیں دین و اسلام سے خارج کر کے مشرک کیوں بنایا گیا وہ قصور یہ ہے ملاحظہ ہو۔

مسلمانوں پر شرک کا حکم صاحب تقویۃ الایمان کا بہتان ہے۔

> سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور اُن سے مرادیں مانگتے ہیں اور اُن کی منتیں مانتے

تقویۃ الایمان کا مضمون ۵

ہیں اور حاجت برآئی کے لیے اُن کی نذر و نیاز کرتے ہیں اور بلا کے ٹلنے کے لیے اپنے بیٹوں کو اُن کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش، حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین۔ کوئی غلام معین الدین اور اُن کے جینے کے لیے کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے۔ کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے۔ کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے۔ غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعوے مسلمانی کیے جاتے ہیں۔

سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوے۔

فائدہ: تقویۃ الایمان کا مقصد ہندوستان کے مسلمانوں کی بیشتر تعداد کو اسلام سے خارج کرنا۔

اس ظلم و ستم کی کچھ نہایت ہے کہ پیروں، پیغمبروں، اماموں شہیدوں اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارنا ان کے ایصال ثواب کی منتیں ماننی حاجت روائی کے لیے اُن کی روح کو ایصال ثواب کرنا برکت کے لیے اپنی اولادوں کے نام اُن کے ناموں پر رکھنا یہ سب شرک قرار دے دیا اور کروڑوں مسلمانوں کو بیدردی کے ساتھ اسلام سے خارج کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ اس دعوے پر نہ دلیل ہے نہ برہان نہ حدیث نہ قرآن، نہ ثبوت نہ شہادت نہ کوئی حوالہ، نہ کسی کتاب کی عبارت نئی شریعت بنا ڈالی اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک کہہ دیا۔ کوئی اس ظالم سے پوچھے شریعت کے

معاملہ میں اپنی رائے کو دخل دینا اور جس امر کو چاہنا شرک کہہ جانا کس سے سیکھا ہے۔ یہ نئی شریعت بنانا کیا دعوٰئے خدائی کا نہیں ہے اور جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ان بے اصل باتوں کو مانتے ہیں۔ اور تقویت الایمان کے کلمہ پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ خود اسی کے حکم سے مشرک ہیں۔ چنانچہ تقویت الایمان میں لکھا ہے:

[یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اُس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں۔ مولویوں اور درویشوں کو تو اس بات کا اُن کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے اُن پر شرک ثابت ہوتا ہے۔]

جن لوگوں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تقلید پر کمر باندھی ہے اور آنکھیں میچ کر اُن کی ہاں میں ہاں ملائے چلے جاتے ہیں۔ اور تقویت الایمان کی ہر بات پر ایمان رکھتے ہیں وہ تقویت الایمان کی اس عبارت کو غور سے پڑھ کر سمجھیں کہ اسی کتاب سے وہ مشرک خارج از ایمان ہو گئے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی سورہ بقر میں فرماتے ہیں۔

افعال عادی الٰہی را مثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق و شفاء مریض و امثال ذلک را مشرکان نسبت بارواح خبیثہ و اصنام می نمایند و کافر می شوند و موحدان از تاثیر اسمار الٰہی یا خواص مخلوقات اومیدانند از دو یہ و عقاقیر یا دعائے صلحاء بندگاں

[او کو ہم از جناب او در خواستہ انجاح مطالب میکتا نند می فہمند و
در ایمان ایشان خلل نمی افتد۔]

یعنی اللہ کے افعال عادی مثل بیٹا دینے رزق وسیع کرنے بیمار کو شفا دینے وغیرہ کو مشرکین ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اور کافر ہو جاتے ہیں اور اہل توحید اللہ کے ناموں کی تاثیر یا اس کی مخلوقات ادویہ وغیرہ کی خاصیت یا اللہ کے نیک بندوں کی دعا کی تاثیر سمجھتے ہیں۔ جو اللہ کی جناب میں درخواست کر کے خلق کی حاجت روائی کراتے ہیں۔ اس اعتقاد سے اُن کے ایمان میں کچھ خلل نہیں آتا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کے خود ساختہ شرک سے تو شاہ صاحب بھی نہیں بچتے۔ وہ بزرگوں کی دعا سے بیٹا ملنا، رزق وسیع ہونا بیمار کا تندرست رہنا اور خلق کی حاجت روائی اس سب کے قائل ہیں اور یہ فرق کرتے ہیں کہ موحد اگر ان چیزوں کو اہل اللہ کے دعا کی تاثیر مانے تو اُس کے ایمان میں کچھ خلل نہیں۔ کیونکہ وہ ان امور میں صلحاء کو مستقل بالذات اور مؤثر حقیقی نہیں جانتا بلکہ وسیلہ سمجھتا ہے اور مشرک ارواح خبیثہ یا اپنے بتوں کی طرف ان امور کو نسبت کرے تو یہ اُس کا کفر ہے کیونکہ وہ ان بتوں وغیرہ کو مستقل بالذات اور مؤثر حقیقی اعتقاد کرتا ہے یہ شاہ صاحب کا منصفانہ اور ایماندارانہ فیصلہ ہے وہ مشرک و مومن میں فرق کرتے ہیں۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب ایمانداروں کو ہنود کی مثل ٹھہرا کر ایمان سے خارج کر کے مشرک بنا رہے ہیں۔ اسی تفسیر میں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

واصلاح قسم سوم تحصیل ربط با ارواح طیبہ صلحاء و اولیاء ست کہ اکثر اویسی مشربان بعمل می آرند و در حوائج خود و دیگر خلق بآں منتفع می شوند و در طریق تحصیل آں نیز طہارت و تلاوت و ارسال ثواب صدقات برائے آں ارواح منظور مے دارند واصلاح قسم پنجم عقد ہمت ست کہ از مشائخ کبار و اولیائے ابرار برائے حل مشکلات بوقوع آمدہ وآں تعلیق ہم متکیف بکیفیت عظمیٰ است کہ بسبب استغراق در ملاحظہ اسمی از اسماء الٰہی دست دادہ کہ سراسر مبنی بر نزاہت روح و ترقی آں از عالم ادناس والواس است۔

ارادہ یا دعا کے لئے اولیاء و صلحاء کی ارواح سے نفع (فیض) اٹھانا

یعنی تیسرے طریقہ کی اصلاح۔
اولیاء اور صلحاء کی پاک روحوں کے ساتھ ربط حاصل کرنا ہے جو اکثر اویسی مشرب لوگ عمل میں لاتے ہیں اور اپنی اور دوسری مخلوق کی حاجتوں میں اس سے نفع پاتے ہیں۔ اُس کے طریقہ تحصیل میں بھی طہارت اور تلاوت اور صدقات کا ثواب اُن روحوں کو پہنچانا منظور رکھتے ہیں۔
پانچویں قسم کی اصلاح عقد ہمت ہے کہ مشائخ کبار اور اولیاء ابرار سے حل مشکلات کے لیے وقوع میں آتا ہے اور وہ تعلیق بھی ایک کیفیت عظمیٰ کے ساتھ متکیف ہے جو اسماء الٰہی میں سے کسی اسم کے ملاحظہ میں استغراق کے سبب سے حاصل ہوئی کہ وہ سراسر روح کی پاکیزگی اور اس کے عالم ادناس والواث سے ترقی کرنے پر مبنی ہے۔

اب دیکھئے شاہ صاحب نے فاتحہ بھی بتا دی صلحاء اور اولیاء کی ارواح کے لیے نذر و نیاز کی بھی تعلیم و تلقین کر دی اُن کی ارواح طیبہ سے خلق کی حاجت روائی بھی بتائی اور اولیاء ابرار سے حل مشکلات کا بھی امیدوار کیا۔

پوچھو مولوی اسمٰعیل صاحب سے دیکھو تو تقویت الایمان میں شاہ صاحب کے ایمان کی بھی کوئی سبیل باقی رہی۔ ظالم نے اُن کو بھی مشرک کر ڈالا۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

اب ایک ایک چیز کو جانچیے انبیاء و اولیاء اور صالحین و شہداء کو مشکل کے وقت پکارنا آیا شریعت اسلامیہ میں جائز ہے یا نہیں۔ اور اس سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں اور ان کا توسل مشکلات میں کچھ کام آتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ اس قدر کھلا ہوا تھا جس میں کوئی شک و شبہ کا موقعہ نہ تھا۔ کسی کو پکارنا شرک ہو یہ بات تو بداہتہً باطل ہے کیونکہ مسلمان خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ واجب الوجود جانتا ہے نہ اس کے کمالات کو ذاتی سمجھتا ہے نہ غیر خدا کی عبادت کو جائز جانتا ہے نہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کا ارادہ کرتا ہے۔ ہاں بزرگانِ دین کو انبیاء و اولیاء کو وسیلہ جانتا ہے اور اُن کی وساطت سے بارگاہ الٰہی میں اپنی حاجت عرض کرتا ہے اور اُن کی برکت سے حل مشکلات چاہتا ہے یہ کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا۔ اوپر شرک کے معنیٰ بیان ہو چکے ان پر نظر کر کے ہر عاقل یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ مسلمانوں پر انبیاء اور اولیاء سے توسل و استعانت کرنے کی بنا پر شرک کا حکم دینا محض باطل اور مسلمانوں کی بے سبب تکفیر ہے اب رہے یہ امور جن کی بنا پر مولوی اسمٰعیل صاحب نے مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا۔ اُن کی نسبت

بزرگوں کو منصبِ شفاعت [illegible]

قرآن وحدیث سے معلوم کیجئے کہ وہ ناجائز ہیں یا جائز۔ اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

[وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا] پارہ ۱

یعنی حضور کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضور کے نام مبارک کے وسیلے سے کافروں پر فتح ونصرت طلب کرتے تھے اور حضور کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں ان کے مہمات میں کامیاب اور اعداء پر مظفر ومنصور فرماتا تھا۔ تفسیر خازن میں ہے۔

وكانوا يعني اليهود (من قبل) اى قبل بعثة النبي صلى الله عليه وسلم يستفتحون اى يستنصرون به (على الذين كفروا) يعني مشركي العرب وذلك انهم كانوا اذا احزنهم امر ودهمهم عدو يقولون اللهم انصرنا بالنبي المبعوث في اخر الزمان الذي نجد صفته في التوراة فكانوا ينصرون۔

تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۱

یعنی یہود حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے قبل آپ کی برکت اور آپ کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکین عرب پر فتح ونصرت مانگتے تھے۔ جب انہیں کوئی مشکل پیش آتی یا غنیم چڑھائی کرتا تو یہ دعا کرتے یارب ہماری مدد فرما اُس نبی کا صدقہ جو آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گے جن کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ کذا فی المدارک وروح البیان وغیرہا من التفاسیر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب

مدارک مصری جلد اول صفحہ ۳۴ روح البیان جلد اول صفحہ ۱۴۶ اور تفسیر عزیزی پارہ ۱

حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں۔

> ہمیں بودند ایں یہودیاں قبل از نزول ایں کتاب معترف و مقر
> نبوت ایں شخص و بزرگی او بر جمیع انبیاء زیرا کہ در وقت جنگ و خوف
> شکست بر خود مے خواستند یعنی طلب فتح و نصرت می کردند از
> جناب الٰہی و مید انستند کہ نام او ایں قدر برکت دارد کہ بسبب ذکر
> آں و توسل بآں فتح و نصرت حاصل می شود۔

ترجمہ: یہودی قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کے معترف و مقر تھے۔ اس لیے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت جناب الٰہی سے حضور کے نام کے ساتھ فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ کا نام پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر و توسل سے فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔

یہ ہے قرآن پاک کا بیان انبیاء کے پکارنے کی برکت اور مشکلوں میں اُن کے توسل سے حاجت براری کا ثبوت جس کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں اور قرآن پاک کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُن کے نزدیک انبیاء و اولیاء کو پکارنا شرک ہے۔ اور یہ مسئلہ جناب کا طبع زاد ہے یا نجدی گمراہوں کی تقلید شریعت نے اُس کو شرک نہیں بتایا ناجائز نہیں فرمایا۔ بلکہ ثابت کیا ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت سے ابھی ثابت ہوا۔ قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنا کتنا بڑا ستم ہے اس پر بھی عقل کے اندھے اس تقویۃ الایمان پہ جان دیتے اور گمراہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو پکارنا شرک ہو تو دنیا میں کوئی شخص شرک سے نہ بچے۔ ماں باپ کو پکارا اور مشرک

نوکر اور خادم کو پکارا اور مشرک۔ نماز پڑھی اگر اُس میں کوئی ایسی آیت آگئی۔ جس میں غیر خدا کو ندا ہے۔ جیسے:

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ - یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ یَا یَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ وَمَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یَا مُوْسٰی اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ الاٰیۃ یَا عِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ الاٰیۃ یَا بَنِیْٓ اٰدَمَ الاٰیۃ یَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الاٰیۃ یَا اَهْلَ الْكِتٰبِ یَا اَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ الاٰیہ۔

ان آیات میں غیر اللہ کو ندائیں ہیں اگر کسی نے نماز میں یہ آیات پڑھیں تو نماز کہاں تقویۃ الایمان کے حکم سے ایمان ہی رخصت ہوا۔ یہ عجیب قسم کی کتاب ہے جس کے حکم سے قرآن کا پڑھنے والا تو مومن رہ ہی نہیں سکتا اور جو نماز میں چھانٹ کے ایسی آیتیں پڑھیں جن میں کہیں کوئی ندا نہ ہو تو آخر نماز میں جب قعدہ کے لیے بیٹھا اور تشہد میں پڑھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور حضور کے نام نامی کو پکارا اور حاضر کے صیغہ سے خطاب کر کے اللہ کی عبادت نماز کے حریم میں صلوٰۃ وسلام عرض کیا تو اب پوچھو مولوی اسمٰعیل صاحب سے کیسا ڈبل شرک ہوا۔ ایک تو غیر اللہ کا پکارنا اور وہ بھی نماز میں تو تقویۃ الایمان کے حساب سے ہر نمازی مشرک اور شرک عبادت میں داخل۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ پھر یہ ندا بھی محض حکایۃً نہیں بلکہ انشاء ہے۔ اس میں حضور پر سلام مقصود ہے۔

تقویۃ الایمان کے حکم سے ہر نمازی مشرک ہے اور شرک عبادت میں داخل ہے۔

درمختار میں ہے:

وَيَقْصِدُ بِأَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيهَا مُرَادَةً لَهُ عَلَى وَجْهِ الْإِنْشَاءِ كَأَنَّهُ يُحَيِّي اللّٰهَ وَيُسَلِّمُ عَلَى نَبِيِّهِ وَعَلَى نَفْسِهِ وَأَوْلِيَائِهِ لَا الْإِخْبَارَ عَنْ ذٰلِكَ ذَكَرَهُ فِي الْمُجْتَبٰى ۔

درمختار جلد اول صفحہ ۳۵۲

یعنی تشہد کے الفاظ سے اُس کے معانی اپنی مراد ہونے کا ارادہ کرے انشا کے طور پر گویا کہ نمازی اللہ کی تحیت کرتا ہوا اور اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُس کے اولیاء پر اور اپنے اوپر سلام پیش کرتا ہے اخبار کا ارادہ نہ کرے اس پر علامہ ابن عابدین شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں۔

اَيْ لَا يَقْصِدُ الْإِخْبَارَ وَالْحِكَايَةَ عَمَّا وَقَعَ فِي الْمِعْرَاجِ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَمِنَ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ۔

ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۳۵۲

یعنی التحیات میں السلام علیک ایہا النبی میں واقعہ معراج کی نقل وحکایت کا ارادہ نہ کرے حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کی شرح میں فرماتے ہیں،

ونیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان وقرۃ العین عابدانست درجمیع احوال واوقات خصوصاً درحالت عبادت وآخر آں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی ترست وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ ست درذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود وحاضر ہیں

اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۰۱

موجود و حاضر ست پس مصلی باید کہ ازیں معنیٰ آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد۔

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں کے پیش نظر اور عبادت کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال اوقات میں خاص کر حالت عبادت میں اور اس کے اخیر میں کہ نورانیت و انکشاف زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے۔ بعض عرفا نے فرمایا ہے ایہا النبی کا خطاب اس جہت سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرّوں اور ممکنات کے افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں نمازی کو چاہیئے کہ اس سے باخبر رہے اور اُس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ انوار قرب اور اسرار معرفت کے ساتھ متنور اور فائز ہو اکابر علماء محدثین اور عرفاء کاملین تو حدیث کی شرح میں یہ فرماتے ہیں نماز میں حضور کو ندا کرتے ہیں اور حضور کو موجود و حاضر سمجھتے ہیں کائنات کے ذرہ ذرہ میں حقیقت محمدیہ کو ساری جانتے ہیں اب پوچھو تقویت الایمان والے سے جو شرک کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے کس تحت الثریٰ میں پہنچا تشہد نماز میں واجب ہے اور تشہد میں حضور کی ندا اور بقول وہابی عقیدہ میں شرک تو روزانہ پانچوں وقت نمازوں میں تقویت الایمان والے کا شرک واجب ہوتا ہے لعنت اس جبے دینی پر۔

احیاء العلوم میں محی السنۃ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذاتوں میں موجود و حاضر ہیں

تقویۃ الایمان کی رو سے نمازوں میں شرک واجب ہے

وَ اَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ شَخْصَهُ الْكَرِیْمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَلْیَصْدُقْ اَمَلُكَ فِیْ اَنَّهٗ یَبْلُغُهٗ وَیَرُدُّ عَلَیْكَ مَا هُوَ اَوْفٰی مِنْهُ

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو اپنے دل میں حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی صورت مبارکہ کو حاضر کرے اور حضور کا تصور دل میں جما کر السلام علیک ایہا النبی عرض کرے اور یقین جانے کہ یہ سلام حضور کو پہنچتا ہے اور حضور اس کا جواب وافی اپنی شان کرم کے لائق عطا فرماتے ہیں. یہ ہیں آئمہ دین اور مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کو ان عبارتوں سے پھنک جاتے ہیں انہیں تو تمام دنیا بھی شرک ہی نظر آتا ہے اُن کے مخالفِ قرآن واحادیث عقیدہ پر. تو نماز بھی شرک اور سارے نمازی مشرک۔ اس عقیدۂ ناپاک پر لعنت اسی جلن میں تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے صراط المستقیم میں کفری قول لکھا جس سے مومن کا رُواں رُواں کانپ جاتا ہے اُس کی عبارت یہ ہے۔

> وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان مے چسپد بخلاف خیال گاؤ خر (لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)

انبیاء کو ندا کرنا شریعت نے عبادت میں داخل کیا ہے۔

ایماندار کی زبان وقلم سے ایسے گستاخانہ کلمے کس طرح نکل سکتے ہیں جنہیں سنکر دل کانپ جاتا ہے نماز میں حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال لے جانے کو اُس ناپاک گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے۔ اُس بے دین کو نہ سوجھا کہ خیال کیسے نہ آئے گا۔ تشہد میں تو حضور پرنور پر عرض سلام کی تعلیم ہے اور تشہد واجب شریعت میں تو حضور پر سلام عرض کرنے سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے عبادت اپنے کمال کو پہنچتی ہے عظمت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو دشمنی ہے تو بیدین نماز چھوڑے اور نماز کیا اُس نے دین ہی ترک کر دیا۔ دیندار اور بد دین میں یہ فرق ہے جو مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت اور امام حجۃ الاسلام غزالی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارتوں میں ظاہر ہے۔ آپ کو صاحب تقویت الایمان کی شقاوت وسیہ باطنی کا تو پتہ چلا۔ اب پھر اصل مسئلہ کی طرف رجوع کیجئے کہ انبیاء کو پکارنا۔ ندا کرنا۔ جس کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔ شریعت نے اُس کو عبادت میں داخل کیا ہے یہ حقیقت ہے اُن چیزوں کی جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک بتاتے ہیں۔

حضور کو ندا اور حضور کے وسیلہ سے بینا ہونے کی دعا

ترمذی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ ایک نابینا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیے کہ اللہ تبارک وتعالےٰ میری آنکھیں کھول دے۔ فرمایا جا وضو کر پھر دو رکعت پڑھ پھر یہ دعا کر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ اَنْ تَکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ فَرَجَعَ وَقَدْ کَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ۔

شیخ السنۃ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں۔

عَزَاهُ الْمُصَنِّفُ اِلَی النَّسَائِیِّ وَاَخْرَجَهٗ اَیْضًا التِّرْمِذِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ وَصَحَّحَاهُ۔

یعنی مصنف نے اس حدیث کی نسبت صرف نسائی کی طرف کی ہے اور اس کو ترمذی اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم و بیہقی نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے اور حصن حصین میں بھی یہ حدیث ترمذی و ابن ماجہ و نسائی سے روایت کی ہے۔

غرضکہ حدیث صحیح ہے محدثین نے اس کی تصحیح کی ہے صحاح کی تین کتابوں میں مروی ہے۔

ترجمہ: الفاظ حدیث کا یہ ہے کہ حضور نے اس بینا کو حکم فرمایا کہ اس طرح دعا کرے یارب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبی رحمۃ ہیں متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے کہ میری آنکھیں کھول دے اس حدیث کی شرح میں علامہ شیخ حسن عدوی حمزاوی للدر الفیاض میں فرماتے ہیں؛

قَوْلُهٗ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ اَیْ مُلْتَجِیًا وَمُتَوَسِّلًا بِکَ۔

الدر الفیاض

تقویت الایمان میں پیغمبروں کے پکارنے کو شرک بتایا ہے۔ حدیث شریف میں آپ نے دیکھا کہ شرک کے مٹانے والے حضور پر نور سید انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا محمد پکارنا اور اپنے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرنا تلقین فرمایا اور وہ ایسا کام آیا کہ نابینا کو حضور کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بینا کر دیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی آپ کا پائے مبارک سو گیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے سب سے پیارے کا نام لیجئے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ یہ سنکر انہوں نے ایک نعرہ مارا (یا محمداہ) اور پاؤں اچھا ہو گیا حدیث یہ ہے۔

رُوِيَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُهٗ فَقِيْلَ لَهٗ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ يَزُلْ عَنْكَ فَصَاحَ مُحَمَّدَاهُ فَانْتَشَرَتْ۔

شفاء قاضی عیاض ج ۲ ص ۲۰

علامہ شیخ جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفا ص ۳۳ میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابن سنی نے عمل الیوم واللیلہ میں روایت کیا دیکھئے برابر احادیث سے ندا کا ثبوت مل رہا ہے۔ امام عبد اللہ سمہودی خلاصۃ الوفا میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

صَحَّ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ۔

خلاصۃ الوفا ص ۲۰۱

یعنی بصحت ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر

سے آتے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر صدیق السلام علیک یا ابتاہ یعنی اے والد۔ اس میں حضور کو بھی ندا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی ندا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ندا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور ندائیں کر رہے ہیں شفا شریف میں ہے۔

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ إِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

حضرت علقمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مسند امام اعظم میں حضرت امام عالی مقام امام الائمہ سراج الامۃ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ تَأْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ اِلَى الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ تَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ۔

(مسند امام اعظم صفحہ ۱۲۶)

یعنی حضرت امام ابو حنیفہ نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے حاضر ہو اور قبلہ کو پشت کر کے قبر مبارک کی طرف منہ کر کے عرض کر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (فتح القدیر میں ہے)

ثُمَّ يَقُوْلُ فِي مَوْقِفِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَةَ اللّٰهِ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّكَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْغُمَّةَ اس سے آگے چل کر فرماتے ہیں وَيَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَاجَتَهٗ مُتَوَسِّلًا فِيْ حَضْرَةِ نَبِيِّهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ پھر فرماتے ہیں ثُمَّ يَسْأَلُ النَّبِيَّ الشَّفَاعَةَ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى اللّٰهِ فِيْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰى مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ۔

(عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۶۵)

یعنی زائر حضور کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو پھر عرض کرے سلام آپ پر یا رسول اللہ سلام آپ پر اے بہترین خلق خدا سلام آپ پر اے برگزیدہ مخلوق الٰہی سلام آپ پر اے اللہ کے حبیب سلام آپ پر اے اولاد آدم کے سردار سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی۔ امانت ادا کی امت کی نصیحت وخیر خواہی کی شک وشبہہ کی اندوہناک پوشیدگیوں کو کھولا۔

اور زائر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت حضور کی درگاہ میں متوسل ہو کر مانگے پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کر اور عرض کرے یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ اللہ کی طرف توسل کرتا ہوں کہ مسلمان مروں آپ کی ملت و سنت پر۔

دیکھئے شرع میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ مرتبہ ہے ائمہ دین مزار پرانوار پر باادب کھڑے ہوں بار بار آپ کے اوصاف کے ساتھ ندائیں کر کے سلام عرض کرنے توسل کرنے حاجتیں مانگنے شفاعت چاہنے، شفا طلب کرنے اسلام پر قائم رہنے کی دعا آپ کے وسیلہ سے مانگنے کی تلقین و تعلیم فرما رہے ہیں۔

صاحب تقویت الایمان نے ان سب امور کو شرک ٹھہرا کر تمام ائمہ دین اور صحابہ و تابعین اور کافۂ مسلمین بلکہ خود شرع مبین کو معاذ اللہ مشرک گر قرار دیدیا اللہ تعالےٰ اُس کے شر سے اپنے بندوں کو محفوظ رکھے۔ اسی فتح القدیر میں ابو فدیک سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ میں نے جن حضرات کو پایا اُن میں سے بعض سے سُنا کہ فرماتے ہیں۔

مَنْ وَقَفَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِنَّ اللهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الْاٰيَةَ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ يَا مُحَمَّدُ سَبْعِيْنَ مَرَّةً نَادَاهُ مَلَكٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ يَا فُلَانُ وَلَمْ تَسْقُطْ لَهٗ حَاجَةٌ ۔

یعنی جو شخص حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر یہ آیت پڑھے
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ پھر ستر بار کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ
فرشتہ اُس کو ندا کرتا ہے کہ حضور پر اللہ کا درود و سلام اور سابق پہلے سلف اور جو
لوگ حاضر آستانہ نہ ہو سکیں اور دور ہوں سکے ذریعہ درود و سلام عرض کرائیں حضرت
عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام سے حضور پر نور پر سلام عرض کرنے
کے لیے قاصد بھیجتے تھے کما فی فتح القدیر و خلاصۃ الوفا و کثیر من کتب الفقہ والسیر پھر
اتنا ہی نہیں کہ خاص حضور ہی کو ندا کرنا شرع میں ثابت ہو بلکہ صحابہ کبار پر ندا کے
ساتھ عرض سلام کتب دینیہ میں بکثرت مذکور ہے اور اوپر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی حدیث میں خلاصۃ الوفا سے نقل ہو چکا اور فتح القدیر میں شیخین جلیلین حضرت
ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر کسی قدر پیچھے ہٹ کر سلام عرض کرنے
کی اس طرح تلقین فرمائی

فتح القدیر جلد اول ص ۵۹۵

فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
ثَانِيَهٗ فِي الْغَارِ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا
ثُمَّ يَتَاَخَّرُ كَذَالِكَ قَدْرَ ذِرَاعٍ فَيُسَلِّمُ عَلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
لِاَنَّ رَاْسَهٗ مِنَ الصِّدِّيْقِ كَرَاْسِ الصِّدِّيْقِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ
اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَيْرًا ۔

یعنی نزدیک کہے آپ پر سلام اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور ثانی اثنین فی الغار ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ آپ کو اُمت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جزا عطا فرمائے۔ پھر ایک گز ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض کرے اور کہے تم پر سلام اے امیر المومنین عمر فاروق اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو حضور کی امت کی طرف سے جزائے خیر رحمت فرمائے اور فتاوے قاضی خاں میں ہے:

ثُمَّ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي اَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰى قَبَضَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِيدًا مَحْمُودًا فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ صَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ وَاَزْكَاهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَقْرَبَ النَّبِيِّيْنَ وَاَعْطِهِ الدَّرَجَةَ وَالْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَاَوْرِدْنَا حَوْضَهُ وَاسْقِنَا بِكَاْسِهِ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ قَبْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَيَدْعُوْ لِصَاحِبَيْهِ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَيَسْاَلُ حَاجَتَهُ وَيُكْثِرُ الصَّلَاةَ۔

فتاویٰ قاضی خاں جلد اول صفحہ ۲۰۰

اس میں بھی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ندا کے ساتھ عرض سلام اور درخواست شفاعت و طلب حاجت ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

ثُمَّ يَنْهَضُ فَيَتَوَجَّهُ إِلَى قَبْرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقِفُ عِنْدَ رَأْسِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدْنُو مِنْهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا يَضَعُ يَدَهُ عَلَى جِدَارِ التُّرْبَةِ فَهُوَ أَهْيَبُ وَأَعْظَمُ لِلْحُرْمَةِ وَيَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلٰوةِ وَيُمَثِّلُ صُوْرَتَهُ الْكَرِيْمَةَ الْبَهِيَّةَ كَأَنَّهُ نَائِمٌ فِي لَحْدِهِ عَالِمٌ بِهِ يَسْمَعُ كَلَامَهُ كَذَا فِي الْاِخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ ثُمَّ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِي أَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰى قُبِضَ رُوْحُكَ حَمِيْدًا مَحْمُوْدًا فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ صَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا خَيْرَ الْجَزَاءِ وَصَلّٰى عَلَيْكَ أَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَأَزْكَاهَا وَأَتَمَّ التَّحِيَّةِ وَأَنْمَاهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ نَبِيَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَقْرَبَ النَّبِيِّيْنَ وَاسْقِنَا مِنْ كَأْسِهِ وَارْزُقْنَا مِنْ شَفَاعَتِهِ وَاجْعَلْنَا مِنْ رُفَقَائِهِ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ بِقَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ إِلَيْهِ يَا ذَا الْجَلَالِ

فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۶۵

وَالْاِكْرَامِ كَذَا فِي الْمُحِيْطِ فِي اٰخِرِ فَصْلِ تَعْلِيْمِ اَعْمَالِ الْحَجِّ وَلَا يَرْفَعُ صَوْتَهٗ وَلَا يَقْصُدُ كَذَا فِي غَايَةِ السَّرُوْجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ وَيُبَلِّغُهٗ سَلَامَ مَنْ اَوْصَاهُ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانٍ يَسْتَشْفِعُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهٗ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ وَجْهِهٖ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ وَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَا شَآءَ وَيَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ رَأْسَ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَفِيْقَهٗ فِي الْاَسْفَارِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْنَهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى اِمَامًا عَنْ اُمَّةِ نَبِيِّهٖ وَلَقَدْ خَلَفْتَهٗ بِاَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهٗ وَمِنْهَاجَهٗ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ اَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْاِسْلَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ نَاصِرًا لِاَهْلِهٖ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا عَلٰى حُبِّهٖ وَلَا تُخَيِّبْ سَعْيَنَا فِي زِيَارَتِهٖ بِرَحْمَتِكَ يَا كَرِيْمُ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ حَتّٰى يُحَاذِيَ قَبْرَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ

جزاك الله عنا افضل الجزاء ورضي عمن استخلفك فقد نظرت
الاسلام والمسلمين حيا وميتا فكفلت الايتام ووصلت الارحام
وقوي بك الاسلام وكنت للمسلمين اماما مرضيا وهاديا مهديا
جمعت شملهم واغنيت فقيرهم وجبرت كسيرهم والسلام
عليك ورحمة الله وبركاته ثم يرجع قدر نصف ذراع فيقول السلام
عليكما يا ضجيعي رسول الله صلى الله عليه وسلم ورفيقيه ووزيريه
ومشيريه والمعاونين له على القيام في الدين والقائمين
بعده بمصالح المسلمين جزاكما الله تعالى احسن الجزاء
جئناكما نتوسل بكما الى رسول الله ليشفع لنا
الخ

یعنی زائر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کی طرف متوجہ ہو کر سر مبارک کے مقابل قبلہ رو کھڑا ہو بقدر تین یا چار گز کے فاصلہ پاس سے زیادہ قریب نہ ہو اپنا ہاتھ بنظر ادب واحترام تربت مبارک کی دیوار پر نہ رکھے اس طرح کھڑا ہو۔ جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور کی صورت مبارکہ کا تصور کرے۔ کہ آپ قبر شریف میں آرام فرما ہیں زائر کو جانتے اور اس کے کلام کو سنتے ہیں۔ پھر عرض کرے یا نبی اللہ آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی امانت ادا کی۔ امت کو درست کیا۔ آخر تک راہ خدا میں مجاہدہ فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے چھوٹے بڑے سب کی طرف سے بہتر جزا دے اور آپ پر بہترین

صلوٰۃ وسلام اور کامل ترین تحیت نازل فرمائے یارب روز قیامت ہمارے نبی کو تمام انبیاء سے اقرب کر اور ہمیں اُن کے جام سے سیراب فرما اور اُن کی شفاعت نصیب فرما۔ اور روز قیامت ہمیں حضور کے رفقاء میں قبول کر۔ یارب ہماری یہ زیارت روضۂ پاک کی آخری زیارت نہ ہو ہمیں پھر حاضری نصیب کر اور زائر کو چاہیئے کہ جن لوگوں نے اس سے کہہ دیا ہو اُن کا سلام اس طرح عرض کرے یا رَسُوْلَ اللّٰہ آپ پر فلاں شخص کی طرف سے سلام وہ حضور کے رب کی جناب میں حضور کی شفاعت چاہتا ہے۔ حضور اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں۔

پھر حضور کے چہرۂ مبارک کے قریب قبلہ کو پشت کر کے کھڑا ہو اور جس قدر ہو سکے حضور پر درود وسلام بھیجے پھر بقدر ایک گز کے ہٹ کر حضرت صدیق اکبر کے سر مبارک کے سامنے کھڑا ہو کر اس طرح سلام عرض کرے۔ آپ پر سلام اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے راز دار آپ پر سلام اے رسول اللہ کے موافق سفر آپ پر سلام۔ اے رسول اللہ کے رفیق آپ کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے اس سے بہتر جزائیں دے جو کسی امام کو اُس کے نبی کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہوں اور بے شک آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت حسن وخوبی کے ساتھ انجام دی اور آپ حضور کے طریقہ کی بہتر راہ چلے۔ آپ نے مرتدین و اہل بدعت سے قتال کیا اور اسلام کی خوب خدمت کی اور صلہ رحمی فرمائی اور امر حق کے قائل اور اہل حق کے مددگار رہے اور آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ یارب ہمیں اُن کی محبت میں مار اور اُن کی زیارت کی سعی سے ہم کو نامراد نہ کر اپنی رحمت کا صدقہ یا کریم پھر ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرے آپ پر سلام

اے امیر المومنین آپ پر سلام اے اسلام کے مددگار۔ آپ پر سلام اے بت شکن اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے بہتر جزا دے اور اس سے راضی ہو جس نے آپ کو خلیفہ بنا کر اسلام اور مسلمین پر شفقت فرمائی۔ آپ نے یتیموں کی پرورش کی صلہ رحمی فرمائی اسلام کو آپ سے قوتیں پہنچیں آپ مسلمانوں کے پسندیدہ امام اور راہ یاب رہنما ہیں آپ نے اُن کی جماعت کو جمع کیا اور اُن کے ناداروں کو غنی کیا اور شکستہ حالوں کی خبر گیری فرمائی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اُس کی برکتیں پھر بقدر نصف گز کے ہٹ کر عرض کرے تم دونوں پر سلام اے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک میں آرام کرنے والو اور اے آپ کے رفیقو اور وزیرو اور مشیرو اور قیام فی الدین پر آپ کی مدد کرنے والو اور بعد آپ کے مسلمانوں کے مصالح میں سرگرمی سے مستعد رہنے والو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو بہتر جزا عطا فرمائے ہم تم دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ تم دونوں کو بارگاہ رسالت میں وسیلہ بنائیں کہ حضور ہماری شفاعت کریں اور ہمارے رب سے دعا کریں پھر وہ ہماری سعی قبول فرمائے اور ہمیں آپ کی ملت پر زندہ رکھے اسی پر مارے اور آپ کے زمرہ میں ہمارا حشر فرمائے۔ اسی طرح قاضی خاں جلد اوّل میں ہے۔

ثُمَّ يَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ اَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰى قَبَضَكَ اللّٰهُ (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَيَدْعُوْ لِصَاحِبَيْهِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمَا وَيَسْاَلُ حَاجَتَهٗ ۔

فتاویٰ قاضی خاں جلد اوّل صفحہ ۱۶۴

اسی طرح مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے۔

وتقول السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا نبی الرحمۃ السلام علیک یا شفیع الامۃ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا مزمل السلام علیک یا مدثر (الی ان قال) ثم تتحول قدر ذراع حتی تحاذی رأس الصدیق ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ وتقول السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ۔ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ و انیسہ فی الغار ورفیقہ فی الاسفار (الی ان قال) ثم تتحول مثل ذلک حتی تحاذی رأس امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تقول السلام علیک یا امیر المومنین السلام علیک یا مظہر الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام۔

(مراقی الفلاح مطبوعہ مصر ۳۴۲) [margin note; reading uncertain]

شمس السنۃ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

ویقول السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا امین اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا صفوۃ اللہ السلام علیک یا خیرۃ اللہ السلام علیک یا احمد السلام علیک یا محمد السلام علیک یا ابا القاسم السلام علیک یا ماحی السلام علیک یا عاقب السلام علیک یا حاشر

(احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۲۸۱) [margin note; reading uncertain]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا طَاهِرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) وَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ۔

ان عبارات میں نداؤں کا سلسلہ باندھ دیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضور کے اوصاف کے ساتھ بار بار ندائیں حضور کے اصحاب کبار حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ندائیں اُن کے اوصاف کے تذکرے خوبیوں کے بیان ان کے ساتھ توسل استمداد طلب حاجت، طلب شفاعت نماز کی ہیئت سے باادب دربار میں حاضر ہونا صورت مبارکہ کا تصور کرنا اور یہ جاننا کہ حضور کو ہماری حاضری کا علم ہے اور حضور ہماری التجائیں سنتے ہیں۔ وہ امور جن کو مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ محدثین فقہا ائمہ دین نے کس شد و مد کے ساتھ بیان فرمائے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس ندا کا سُنت ہونا نقل فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا حضور کو ندا کرنا اور حضور کا خود ندا، توسل کی تعلیم فرمانا اوپر حدیث سے مذکور ہو چکا ہے اور پہلی امتوں کا اپنی حاجت و ضرورت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ کے نام پاک کی برکت اور حضور کے توسل سے حاجت روائی چاہنا قرآن پاک کی آیت اور تفاسیر سے اسی کتاب کے صفحہ ۳۶، ۳۷ میں گزر چکا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کے قول سے تو قرآن پاک تفاسیر احادیث کتب فقہ سب شرک کی تعلیم سے لبریز ہیں۔ معاذ اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دربار اقدس میں ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا

کیسا ناپاک عقیدہ اور کیسی گمراہی کی تعلیم ہے۔ وہابی صاحبو! ہوش میں آؤ، خدا و رسول کی راہ اختیار کرو۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی محبت و طرفداری میں گمراہ نہ ہو۔

حصن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے۔

وَاِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّتُهٗ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَکُمُ اللّٰهُ

موص۔

ظفر جلیل میں نواب قطب الدین خاں صاحب نے اس کا ترجمہ و شرح اس طرح لکھی ہے) اور جب بھاگ جاوے جانور کسی کا پس چاہیئے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندوں خدا کے نقل کی یہ بزار نے ابن عباس سے اور ابن شیبہ نے اس کے ساتھ لفظ رحمکم اللہ کا بھی زیادہ نقل کیا ہے۔ لیکن موقوفاً یعنی یہ قول ابن عباس کا ہے: ف مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات ابن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں پس چاہیئے کہ کہے۔

یَا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسُوْا۔ یَا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسُوْا۔ یَا عِبَادَ اللّٰهِ احْبِسُوْا۔

یعنی اے بندگان خدا روکو اس کو پس تحقیق اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں ان کو پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانور ان کا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے تھے انہوں نے یہ کلمے

کہے فی الحال اللہ تعالیٰ جانور ان کا پھیر لایا۔

دیکھئے یہاں ندا بھی ہے استمداد بھی مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو پکارنا بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی اور خود حضور سے بھی کہاں تک وہابی انکار کریں گے اور اپنی بے سند بے دلیل غلط بات پر جمے رہیں گے پھر اسی حصن حصین میں اس کے بعد ایک اور حدیث مذکور ہے جس کو نواب قطب الدین خاں صاحب کی شرح و ترجمہ کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ - يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ - يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ اور جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیئے کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری نقل کی یہ طبرانی نے۔ ف یہ قول راوی کا ہے میرک شاہ نے بعض علمائے ثقات سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور محتاج ہیں طرف اس کے تمام مسافر اور مشائخ سے روایت کی گئی ہے کہ یہ مجرب ہے اس مقدمہ میں اور نزدیک ہے ساتھ اس کے فتح مقصود پر کذا ذکر الفقیر العلی۔

مروی حضرت ابن عباس سے ندا و طلب مدد کا ثبوت

مظفر جلیل شرح حصن حصین صفحہ ۲۰۲

وہابیوں کی خیانت مظفر جلیل کی عبارت میں تحریف و ترمیم

---

[1] مظفر جلیل کی یہ عبارت میں نے اس قدیم اصلی نسخہ سے نقل کی ہے جس کو نواب قطب الدین خاں صاحب مصنف نے ۱۲۵۵ھ میں عبدالغفور شاہجہاں آبادی کے مطبع میں چھپوایا ہے وہابیہ کی خیانت اور شرمناک چالاکی اور قابل عبرت فریب یہ ہے کہ اس کے بعد کے نسخوں میں سے انہوں نے

باقی صفحہ ۷۵ پر

حاشیہ صفحہ ۵۷ میرک شاہ کی عبارت بالکل اُڑا دی جس میں حدیث کو حسن بتایا تھا اور اس پر مشائخ کا تجربہ نقل کیا تھا اور بجائے اُس کے ایک جعلی عبارت جس کا اصل کتاب میں نام و نشان نہیں اپنی طرف سے بڑھا دی اُس میں اس حدیث کو ضعیف بھی کہا اور یہ بھی کہا کہ عباد اللہ سے ملائکہ مراد ہیں اور

نادانوں کو یہ نہ سوجھی کہ ابھی چند سطر اوپر اسی ظفر جلیل میں یہ لکھا ہے کہ مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ پھر چار سطر بعد اس کے خلاف کیسے لکھدیں۔ قطع برید کی ہی تھی تو اس عبارت کو بھی نکال دیا ہوتا۔ مگر خدا نے عقل مار دی اور جھوٹے کا پردہ فاش کرنے کے لیے یہ عبارت رہ گئی اس چالاکی اور بددیانتی کو دیکھیے کہ اپنے مطلب کے خلاف دیکھا تو کتاب کی قطع برید کر دی۔ اور جھوٹ نے یہ نہ کریں تو کیا کریں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے مکر سے بچائے خلق خدا اس کتاب کو دیکھ کر نواب قطب الدین خاں صاحب سے بدگمان ہو گی جن کے پاس اصل کتاب موجود ہے انہیں مقابلہ کرنے سے اس عیاری کا پتہ چل جائے گا دوسرے غریب کیا جانیں۔ علامہ علی قاری رحمہ الباری اس حدیث کے تحت اپنی شرح میں فرماتے ہیں۔

رَوَاہُ الطَّبرَانِی عَن زَیدِ بنِ عَلِیٍّ عَن عُتبَۃَ بنِ غَزوَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا ضَلَّ اَحَدُکُم شَیئًا اَو اَرَادَ عَونًا وَھُوَ بِاَرضٍ لَیسَ بِھَا اَنِیسٌ فَلیَقُل یَا عِبَادَ اللہِ اَعِینُونِی فَاِنَّ لِلہِ عِبَادًا لَا نَرَاھُم وَقَد جُرِّبَ ذٰلِکَ اَی ذٰلِکَ مُجَرَّبٌ مُحَقَّقٌ وَاِی رَوَاہُ الطَّبرَانِی مِن حَدِیثِ عُتبَۃَ بنِ غَزوَانَ اَیضًا قَالَ بَعضُ العُلَمَاءِ الثِّقَاتِ حَدِیثٌ حَسَنٌ یَحتَاجُ اِلَیہِ المُسَافِرُونَ وَرُوِیَ عَنِ المَشَایِخِ اِنَّہٗ مُجَرَّبٌ قُرِنَ بِھَا النُّجحُ ذَکَرَہٗ مِیرَکُ۔ یعنی اس حدیث کو طبرانی نے زید بن علی سے انہوں نے عتبہ بن غزوان سے روایت کیا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو اور وہ مدد چاہے اور ہو ایسی سرزمین میں جہاں اس کا کوئی

ہمدرد نہیں تو چاہیئے کہ پکارے لے اللہ کے بندو میری مدد کرو بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے
ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے اور یہ عمل تجربہ کیا ہوا ہے اس کو بھی طبرانی نے عتبہ بن غزوان ہی کی
حدیث سے روایت کیا بعض علمائے ثقات نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ مسافروں کو اس کی بہت
حاجت ہے اور مشائخ سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اس سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ اس کو میرک
شاہ نے ذکر کیا اب دیکھئے کہ شراح محققین اور علمائے محدثین تو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں مگر مجہول
وہابی اس کو ضعیف ٹھہرانے کے لیے کتاب کی عبارت بدلتا ہے اور ذرا خدا کا خوف نہیں کرتا۔
فرض کرو کہ حدیث ضعیف ہوتی تو بھی باب فضائل میں مقبول اور قابل عمل تھی۔ جبکہ حضرت
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مقدمہ مشکوٰۃ شریف میں اور دوسرے
علماء نے اپنی تصانیف میں فرمایا ہے۔ اَلْحَدِیْثُ مَحْکُوْمٌ عَلَیْہِ بِالضُّعْفِ وَ
مَعْمُوْلٌ بِہٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ نہ یہ کہ حدیث میں شرک کا اثبات اور اس کی تعلیم ہو اور
پھر ائمہ دین اس کو اپنی تصانیف میں نقل کریں اس کو حسن بتائیں اس پر عمل کی ترغیب
دیں، اس عمل کو بزرگوں کا مجرب بتائیں، یہ کوئی وہابی ہی سمجھ سکتا ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ
اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۵۷ ختم ہوا۔)

حصن حصین میں یہ دو حدیثیں ذکر کیں جن میں ندائے استعانت کی تعلیم و تلقین
ہے پہلی حدیث اَعِیْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ مرفوع ہے جس کو بزار سے نقل کیا ہے اس کے
بعد لفظ رحمکم اللہ ابن ابی شیبہ سے موقوفاً روایت کیا۔ دوسری حدیث طبرانی کی
نقل کرکے فرمایا وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِکَ یعنی یہ تجربہ کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ
اس حدیث کی صحت پر اعتماد ہے اور اسی وجہ سے اسلاف کرام کا اس پر عمل رہا ہے

جو محدث اس حدیث کو روایت کرتا ہے وہی تجربہ کی بھی خبر دیتا ہے۔ میں نے اس حدیث کا ترجمہ ظفر جلیل شرح حصن حصین سے نقل کیا جس کے مصنف نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی ہیں۔ یہ وہابیہ کے معتمد ہیں انہوں نے میرک شاہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ علماء ثقات نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور اس کے مؤید ایک اور حدیث کا مضمون فائدہ میں بیان کیا اور پہلی حدیث کے بعد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت اسی کی تائید میں بیان کی جس میں یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا وارد ہے اور پھر ایک بزرگ کا تجربہ بھی نقل کیا تو اب یہ چار حدیثیں ہوئیں دو تو امام جزری صاحب حصن حصین نے بیان کیں اور ان کو مجرب بتایا اور دو شاہ محمد اسحٰق صاحب دہلوی کے شاگرد اور وہابیہ کے معتمد نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی مصنف ظفر جلیل نے مولانا فخر الدین اور علامہ علی قاری کے حوالہ سے نقل کیں تو اگر وہابیہ امام جزری کی حدیثوں کو نہ مانیں تو اپنے نواب کی نقل کی ہوئی حدیثیں تو مانیں۔ اور نہ ماننے کی تو ان کے بھی کوئی وجہ نہیں کیونکہ نواب صاحب نے میرک شاہ صاحب سے اُس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا اور شاہ اسحٰق صاحب نے کتاب ظفر جلیل کا حرف حرف دیکھا ہے اور شاہ اسحٰق صاحب تمام وہابیہ کے استاد الاساتذہ ہیں جب وہ ملاحظہ کر چکے اور انہوں نے حدیث کے حسن ہونے پر اور تائیدی حدیثوں اور ان کے تجربوں پہ کوئی اعتراض نہ کیا تو اب کس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔

وہابیہ کے لیے تو جبری ہو گئی کہ ان حدیثوں کو دیکھ کر شاہ اسحٰق صاحب نے کوئی نوٹ نہ لکھا کہ اس پہ عمل نہ کرنا ایمان جاتا رہے گا۔ یہ تو کھلا شرک ہے بلکہ اُس کی تائید میں جو اور دو حدیثیں نواب صاحب نے نقل کر دی تھیں اُن پر بھی قلم نہ پھیرا اس سے وہابیہ

پریشان ہوئے۔ اور بجز اس کے کوئی اور ترکیب اُن کی سمجھ میں نہ آئی کہ انہوں نے کتاب ہی پر ہاتھ صاف کیا ظفر جلیل کی عبارتیں نکال ڈالیں اور اپنی طبعزاد داخل کر دیں چنانچہ نواب صاحب کے بعد کی چھپی ہوئی ظفر جلیل میں یہ تحریف موجود ہے۔

اہل انصاف غور فرمائیں کتنا بڑا ظلم ہے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں کتابیں محرف کی جا رہی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ایسی ضدی قوم کی اصلاح کی کیا اُمید کی جائے۔

جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ الْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ عَلَیْہِمْ بِوَجْہِہٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قبروں پر گزر فرمایا تو اپنے روئے انور سے اہل قبور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم پر سلام اے قبر والو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے۔ دیکھئے یہ حدیث ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں۔ وہابیہ کہاں تک آیات و احادیث کا انکار کرتے رہیں گے۔ امام المحدثین خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الصدور میں بروایت بیہقی فاطمہ خزاعیہ سے نقل کرتے ہیں۔

وَقَفْنَا عَلٰی قَبْرِہٖ فَقُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَسَمِعْنَا کَلَامًا رُدَّ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَمَا قُرْبَنَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ۔

یعنی ہم حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر ٹھہرے اور ہم نے عرض کیا آپ پر سلام اے عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سنا اور ہمارے قریب کوئی آدمی نہ تھا۔ یعنی قبر شریف سے جواب

ط۔ اسی شرح الصدور میں بحوالہ ابن جوزی نقل فرمایا:

اِنَّ ثَلَاثَةَ اِخْوَةٍ مِّنَ الشَّامِ کَانُوْا یَغْزُوْنَ وَکَانُوْا فُرْسَانًا شُجْعَانًا فَاَسَرَهُمُ الرُّوْمُ مَرَّةً فَقَالَ لَهُمُ الْمَلِكُ اِنِّیْ اَجْعَلُ فِیْكُمُ الْمُلْكَ وَاُزَوِّجُكُمْ بَنَاتِیْ وَتَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ النَّصْرَانِیَّةِ فَاَبَوْا وَقَالُوْا یَا مُحَمَّدَاهُ فَاَمَرَ الْمَلِكُ بِثَلَاثَةِ قُدُوْرٍ فَصُبَّ فِیْهَا الزَّیْتُ ثُمَّ اُوْقِدَ تَحْتَهَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ یُعْرَضُوْنَ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ عَلٰی تِلْكَ الْقُدُوْرِ یُدْعَوْنَ اِلٰی دِیْنِ النَّصْرَانِیَّةِ فَیَاْبَوْنَ فَاُلْقِیَ الْاَكْبَرُ فِی الْقِدْرِ ثُمَّ الْاَدْنٰی ثُمَّ اُدْنِیَ الْاَصْغَرُ فَجَعَلَ یَفْتِنُهٗ عَنْ دِیْنِهٖ بِكُلِّ اَمْرٍ فَقَامَ اِلَیْهِ عِلْجٌ فَقَالَ اَیُّهَا الْمَلِكُ اَنَا اَفْتِنُهٗ عَنْ دِیْنِهٖ قَالَ بِمَا ذَا قَالَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ الْعَرَبَ اَسْرَعُ شَیْءٍ اِلَی النِّسَاءِ وَلَیْسَ فِی الرُّوْمِ اَجْمَلُ مِنْ اِبْنَتِیْ فَادْفَعْهُ اِلَیَّ حَتّٰی اُخَلِّیَهٗ مَعَهَا فَاِنَّهَا سَتَفْتِنُهٗ فَضَرَبَ لَهٗ اَجَلًا اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَدَفَعَهٗ اِلَیْهِ فَجَاءَ بِهٖ فَاَدْخَلَهٗ مَعَ اِبْنَتِهٖ وَاَخْبَرَهَا بِالْاَمْرِ فَقَالَتْ لَهٗ دَعْهُ فَقَدْ كَفَیْتُكَ اَمْرَهٗ فَقَامَ مَعَهَا نَهَارَهٗ صَائِمٌ وَلَیْلَهٗ قَائِمٌ حَتّٰی مَضٰی اَكْثَرُ الْاَجَلِ فَقَالَ الْعِلْجُ لِاِبْنَتِهٖ مَا صَنَعْتِ قَالَتْ مَا صَنَعْتُ شَیْئًا

شرح الصدور صفحہ ٩٥

هٰذا رجلٌ فقد اخويه فی هٰذه البلدة فاخاف ان یکون امتناعه من اجلهما فلما رای آثارهما ولکن استرد الملک فی الاجل والقتی وایاه الی بلد غیر هٰذا فرادہ ایاما فاخرجهما الی قریة اخری فمکث علی ذٰلک ایاما صائم النهار قائم اللیل حتی اذا بقی من الاجل ایام قالت له الجاریة لیلة یا هٰذا انی اراک تقدس ربا عظیما وانی قد دخلت معک فی دینک وترکت دین ابائی قال لها فکیف الحیلة فی الهرب قالت انا احتال لک وجائته بدابة فرکباها فکانا یسیران باللیل ویکمنان بالنهار فبینما هما یسیران لیلة اذ سمعا وقع الخیل فاذا هو باخویه ومعهما ملٰئکة رسل الیه فسلم علیهما وسالهما عن حالهما فقالا ما کانت الا الغطسة التی رأیت حتی خرجنا فی الفردوس وان اللّٰه ارسلنا الیک لیشهد تزویجک بهٰذه الفتاة فزوجوه ایاها ورجعوا۔

خلاصہ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ ملک شام کے تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے ایک مرتبہ رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا ان سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں ملک دوں گا اپنی بیٹیوں سے شادی کر دوں گا۔ تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمداہ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھدی گئیں۔

اور اُن میں روغن زیتون سوزش کیا گیا تین دن تک وہ تیل کھولتا رہا۔ سدزاہنیں رہ دکھایا جاتا۔ اور نصرانیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے اس پر پہلے بڑا بھائی اُس کھولتے تیل میں ڈالا گیا۔ پھر دوسرا۔ پھر تیسرا قریب لایا گیا اس کو بادشاہ نے دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی اس پر ایک درباری نے عرض کیا اے بادشاہ اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کر لوں گا بادشاہ نے پوچھا کس طرح کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کیجئے تاکہ میں اُس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں وہ اس کو بہکا لے گی۔ چالیس روز کی میعاد مقرر کر کے بادشاہ نے اُس کو اس درباری کے سپرد کیا وہ اپنے مکان پر لایا اور اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا اور اُس کو واقعہ کی اطلاع دی۔ لڑکی نے کہا تم بے فکر رہو یہ میرا کام ہے اب یہ شامی دن بھر روزہ دار رہتا تمام شب عبادت میں گزارتا یہاں تک کہ میعاد آخر ہوئی تو اُس درباری نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا تو نے کیا کیا۔ اُس نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس شخص کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ اُن کی وجہ سے باز رہے اس لیے مناسب ہے کہ بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس شخص کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن شامی کی حالت وہاں بھی یہی رہی دہی روزانہ کا روزہ اور ہر شب کی شب بیداری یہاں تک کہ یہ دوسری میعاد بھی ختم کے قریب پہنچی تو ایک شب اُس لڑکی نے کہا کہ اے شخص میں تجھے رب عظیم کے تقدیس و طاعت میں مشغول دیکھتی ہوں اس سے میرے دل پر یہ اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا آبائی دین ترک کر کے تیرا دین اختیار کر لیا اب دونوں

مشورہ کرکے وہاں سے ایک سواری پر اس طرح بھاگ نکلے کہ رات میں چلتے اور دن میں کہیں چھپ رہتے ایک شب یہ دونوں جارہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی۔ دیکھا تو وہ شامی کے دونوں بھائی تھے اُن کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی۔ شامی نے اُن دونوں کو سلام کیا اور اُن کا حال دریافت کیا کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم نے کھولتے تیل میں مارا اور ہم جنت فردوس میں جا نکلے اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم شرکت کریں۔ چنانچہ شادی کرکے وہ واپس ہوگئے اس عبارت سے بھی مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنا اور ندا کرنا ثابت ہوا فقہ کی معتبر و متداول کتاب ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ نے افادہ فرمایا۔

قَرَّرَ الزِّيَادِيُّ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ وَّاَرَادَ اَنْ يَّرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلٰى مَكَانٍ عَالٍ مُّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَيَقْرَاُ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِيْ ثَوَابَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِسَيِّدِيْ اَحْمَدَ بْنِ عَلْوَانَ وَيَقُوْلُ

يَا سَيِّدِيْ اَحْمَدُ يَا ابْنَ عَلْوَانَ اِنْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْاَوْلِيَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرُدُّ عَلٰى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ضَالَّتَهٗ بِبَرَكَتِهٖ اَجْهُوْرِيْ مَعَ زِيَادَةٍ كَذَا فِيْ حَاشِيَةِ شَرْحِ الْمَنْهَجِ لِلدَّاوُدِيْ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِلَّا مِنْهُ۔

ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۹۲

گمشدہ چیز واپس ملنے کے لئے حضرت سیدی احمد بن علوان کو ندا

یعنی زیادی نے بیان کیا کہ جب آدمی کی کوئی چیز گم ہوجائے اور وہ چاہے کہ خدا اُس کو واپس دلائے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد بن علوان رضی اللہ عنہ کو پہنچائے اور کہے اے سید احمد اے ابن علوان اگر میری گی چیز تم نے واپس دلا دی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفتر اولیاء سے کاٹ دوں گا۔ اس عمل سے برکت اُن ولی کے اللہ تعالیٰ وہ گمی چیز واپس دلا دے گا۔

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ ۱۔ مشکل کے وقت اہل اللہ کو پکارنا اور ان سے مدد چاہنا ۲۔ انہیں فاتحہ کا ثواب پہنچانا ۳۔ کسی کو فاتحہ کا ثواب پہنچانا ہو تو اس کا طریق یہ ہے کہ پہلے حضور انور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کرے پھر جسے چاہتا ہے ثواب پہنچائے۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں حضرت شیخ ابو العباس احمد زروق علیہ الرحمۃ کے یہ شعر نقل کیے ہیں۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ جَامِعٌ لِشَتَاتِہٖ	اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَکْبَةٍ
میں اپنے مرید کا اس کی پراگندگیوں میں جامع ہوں	جبکہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے
وَاِنْ کُنْتَ فِیْ ضِیْقٍ وَکَرْبٍ وَّوَحْشَةٍ	فَنَادِ بِیَا زَرُّوْقُ اٰتِ بِسُرْعَةٍ
اور اگر تو تنگی و سختی و وحشت میں ہو	تو یا زروق کہہ کر پکار میں جلد آؤں گا

بستان المحدثین ص ۱۲۱

یہ مسئلہ نادان انسان نہ سمجھیں تو تعجب حیوان و نباتات بھی جانتے ہیں قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ صَحْرَاءَ فَنَادَتْہُ ظَبْیَةٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا حَاجَتُکِ قَالَتْ صَادَنِیْ ھٰذَا الْاَعْرَابِیُّ وَلِیْ خَشْفَانِ فِیْ ذٰلِکَ الْجَبَلِ فَاطْلِقْنِیْ حَتّٰی اَذْھَبَ فَاُرْضِعَھُمَا وَاَرْجِعَ قَالَ اَوَ تَفْعَلِیْنَ قَالَتْ نَعَمْ فَاَطْلَقَھَا فَذَھَبَتْ وَرَجَعَتْ فَاَوْثَقَھَا فَانْتَبَہَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَکَ حَاجَةٌ قَالَ تُطْلِقُ ھٰذِہِ الظَّبْیَةَ فَاَطْلَقَھَا فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ فِی

الصَّحرَاءِ وتقول اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً رسول الله۔

یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحرا میں تھے ایک ہرنی نے ندا کی یا رسول اللہ فرمایا کیا حاجت ہے عرض کیا مجھے اس اعرابی نے پکڑ لیا ہے اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں مجھے کھول دیجئے کہ میں انہیں دودھ پلا آؤں فرمایا تو ایسا کرے گی عرض کیا ضرور حضور نے اس کو کھول دیا وہ گئی اور دودھ پلا کر واپس آگئی پھر اس کو باندھ دیا اب اعرابی بیدار ہوا عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ حکم ہے فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ اس نے ہرنی کو کھول دیا۔ وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ کہتی ہوئی جنگل میں دوڑ گئی۔

ہرن نے بھی مشکل کے وقت حضور کو ندا کی اور اس کو کامیابی ہوئی اسی شفا شریف میں ہے:

مَا اسْتَقْبَلَهٗ شَجَرٌ وَلَا جَبَلٌ اِلَّا قَالَ لَهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔

جو درخت یا پہاڑ حضور کے سامنے آتا ہے السلام علیک یا رسول اللہ عرض کرتا یہ تو شجر و حجر ہیں کعبہ معظمہ جو تمام عالم کے مسلمانوں کا قبلہ عبادت ہے جس کی طرف ہم سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں وہ خود روضۂ طاہرہ پر حاضر ہو کر بہ ندا سلام عرض کرے گا۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں

ابن مردویہ و اصبہانی در ترغیب و ترہیب و دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ آوردہ اند کہ آنحضرت فرمودند کہ چوں روز قیامت شود کعبہ را فرشتہا مانند عروس بزیب و زینت آراستہ بحشر گاہ برند چوں شائے راہ بر قبر من گذار افتد پس کعبہ بزبان فصیح بگوید کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ در جواب بگویم کہ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا بَيْتَ اللهِ

یا تو امتِ من چہ سلوک کرد و تو با اینہا چہ سلوک خواہی کرد کعبہ بگوید کہ یا محمد ہر کہ از امت تو بزیارت من آمد پس من او را کفایت کنم و شفیع او خواہم شد از طرفِ او خاطر خود را فارغ دار۔ و ہر کہ بزیارت من رسید پس تو او را کفایت کن و شفیع او شو۔

یعنی ابن مردویہ و اصبہانی ترغیب و ترہیب میں اور دیلمی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور نے فرمایا کہ جب روز قیامت ہو فرشتے کعبہ معظمہ کو دلہن کی طرح زیب و زینت سے سجا کر محشر میں لیجائیں اثنائے راہ میں میری قبر مبارک پر گذر ہو تو کعبہ زبانِ فصیح سے عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ میں جواب میں فرماؤں وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یا بیت اللہ تیرے ساتھ میری امت نے کیا سلوک کیا اور تو اُن کے ساتھ کیا سلوک کرے گا کعبہ عرض کرے گا یَا مُحَمَّدُ آپ کا جو اُمتی میری زیارت کے لیے آیا میں اس کی لیے کفایت کروں گا۔ اور اس کا شفیع ہوں گا۔ آپ اس کی طرف سے خاطر جمع رکھیں اور جو میری زیارت کو نہ پہنچا حضور اس کے لیے کفایت کریں اور اس کے شفیع ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روضۂ طاہرہ پر سلام بندا شرک نہیں ورنہ مولوی اسمٰعیل کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک ولاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کعبہ بھی شفاعت کرے گا اور حضور بھی شفاعت فرمائیں گے اور وہ شفاعت عاصیوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگی والحمد للہ

امام علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفاء میں فرماتے ہیں۔

حَكَاهُ اَصْحَابُنَا عَنِ الْعُتْبِيِّ مُسْتَحْسِنِيْنَ لَهُ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الاٰية وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِّنْ ذَنْبِيْ مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلٰى رَبِّيْ ثُمَّ اَنْشَاءَ يَقُوْلُ

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ ۔ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ ۔ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَغَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَقَالَ يَا عُتْبِيُّ اِلْحَقِ الْاَعْرَابِيَّ فَبَشِّرْهُ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَهٗ ۔

وفاء الوفاء صفحہ ۵۰۸

یعنی ہمارے اصحاب نے مستحن جان کر عتبی سے نقل کیا کہ میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے روضۂ طاہرہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ الآیۃ تو اے حضور میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے اور پروردگار عالم کے حضور آپ کی شفاعت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں پھر وہ اعرابی یہ اشعار پڑھنے لگا ؎

اے بہتر ان سب سے جو زیر زمین مدفون ہوں ۔ ہو معطر ان کی خوشبوؤں سے گورستان کی خاک

میری جان اس قبر پر قربان کہ جس میں آپ ہیں ۔ اس میں ہے جود و عفاف و موہبت اے جان پاک

اعرابی تو یہ عرض و معروض کر کے روانہ ہوا اور مجھے نیند آئی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا ارشاد فرمایا کہ اے عتبی اس اعرابی سے مل کر اس کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمائی۔

اعرابی کا روضۂ پاک پر پہنچ کر سلام عرض کرنا اور حضور کا مغفرت پانا

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قصیدہ اطیب النغم میں فرماتے ہیں۔

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ ۔ وَيَا خَيْرَ مَامُوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ

تم پر درود کبریا اے بہترین کائنات ۔ اے بہترین امید گہ اے بہترین صاحب عطا

وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ ۔ وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

اے بہتر ان میں سے جن سے ہے دفع مصیبت کی امید ۔ فائق ہے جود ابر سے سرکار کی جود و سخا

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ وَاهِبُ فَضْلِهٖ ۔ وَاَنَّكَ مِفْتَاحٌ لِكَنْزِ الْمَوَاهِبِ

شاہد ہوں میں اس پر حق راحم ہے اپنے خلق پہ ۔ اور ذات عالی آپ کی مفتاح گنج ہر عطا

شاہ ولی اللہ صاحب کا حضور کو رحمت عالم اور حاجت روا مان کر ... اور دافع بلا و مصیبت اور مفتاح ... حاجت روا جانا

وَاَنَّکَ اَعْلَی الْمُرْسَلِیْنَ مَکَانَۃً ‏ وَاَنْتَ لَھُمْ شَمْسٌ ھُمْ کَالتَّوَاقِبِ

سب مرسلوں میں آپ کا اعلیٰ ہے بیشک مرتبہ ‏ مہر درخشاں آپ ہیں مثل کواکب انبیاء

وَاَنْتَ شَفِیْعٌ یَوْمَ لَاذُوْ شَفَاعَۃٍ ‏ بِمُغْنٍ کَمَا اَثْنٰی سَوَادُ بْنُ قَارِبٍ

اس روز شافع آپ ہیں جس دن کوئی شافع نہیں ‏ حاجت روا جیسا سواد ابن قارب نے کہا

وَاَنْتَ مُجِیْرٌ مِّنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ ‏ اِذَا اَنْشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

سختی کے حملوں سے نہیں در گے پناہ اے شاہ دین ‏ جب دل میں پنجے ڈال دے بدتر مصیبت کی بلا

فَمَا اَنَا اَخْشٰی اِذْ تَمَۃٌ مُدْلَھِمَّۃٍ ‏ وَلَا اَنَا مِنْ رَیْبِ الزَّمَانِ بِرَاھِبٍ

اندیشہ پھر کیا ہو مجھے غم کے جو تاریک سے ‏ اور کیسے خائف کر سکے ریب زمان بے وفا

فَاِنِّیْ مِنْکُمْ فِیْ تَلَاعٍ حَصِیْنَۃٍ ‏ وَحَدِّ حَدِیْدٍ مِنْ سُیُوْفِ الْمَحَارِبِ

میوں میں جو گیر آپ کے محفوظ قلعوں میں شہا ‏ کیا کر سکے گی پھر مرا تیغ یل جنگ آزما

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدہ میں ندائیں بھی کیں حضور سے مدد بھی چاہی آپ کو راہب اور دافع بلا و مصیبت بھی مانا آپ کو شفیع و حاجت روا بھی کہا۔ آپ کی ذات پر بھروسہ بھی کیا عطاؤں کی کنجیاں بھی آپ ہی کے ہاتھ میں بتائیں دیکھیے مولوی اسمٰعیل کے ماننے والے شاہ صاحب پر بھی حکم شرک کرتے ہیں۔ یا یہ حربہ دوسروں ہی کے لیے کام میں لایا جاتا ہے اور اپنوں کا کوئی فعل قابل گرفت نہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اے محمد گر قیامت را برآری سر ز خاک ‏ سر برآور دیں قیامت در میان خلق بیں

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ فرماتے ہیں

ز مہجوری برآمد جان عالم ‏ ترحم یا نبی اللہ ترحم

اولیاء کرام اور علمائے دین نے جو ندائیں عرض کی ہیں ان سے دفتر کے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔ کہاں تک نقل کی جائیں وہابیہ کے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں:

جو انبیاء ہیں وہ آگے تری نبوت کے — کریں ہیں اُمتی ہونے کا یا نبی اقرار
کروروں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام — کرے گا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اب آخر میں یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیلَانِی شَیْئًا لِلّٰہِ پڑھنے کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

فتویٰ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اس کا پڑھنا شرک اُس وقت ہے کہ شیخ کو عالم غیب و متصرف مستقل جانے اور جو اس لفظ میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے ایسے پڑھنے پر نہ تکفیر ہو سکے اور نہ تفسیق اگرچہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں اور کسی مسلمان پر گمان کفر و شرک فسق کا کرنا جب تک تاویل اُس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں ہاں اگر وہ اقرار کرے کہ میری مراد معنی کفر کے ہیں تو مضائقہ نہیں اور جب تک کہ وہ اقرار کچھ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بتاوے اور جو تاویل اچھی بیان کرے تو پھر اس پر گمان بد کرنا خود معصیت ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ لہٰذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور پہلی صلوٰۃ بھی درست ہے اور یہ باتفاق واجب ہے فقط واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ [رشید احمد]

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے اس فتویٰ میں صاف اقرار کیا کہ اگر شیخ کو عالم غیب اور متصرف مستقل جانے تو شرک ہے اور اگر مستقل نہ جانے تو شرک نہیں ایسے شخص کو کافر فاسق کچھ نہ کہا جائے اس کی امامت درست اور جو اُس پہ گمان بد کرے وہ گناہ گار ہے۔

(حاشیہ: یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنے کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ)

لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی تقویۃ الایمان میں کوئی عذر نہیں سنتے مسلمانوں

پر شرک کا حکم لگانے میں ذرا بھی پس وپیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بیدریغ حکم دیتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ میں ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں اور یہ قدرت تصرف اسی نے اُن کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں (تقویت الایمان صلا) دوسری جگہ لکھا ہے۔

[تو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔] (تقویت الایمان)

اس کے بعد پھر لکھتے ہیں۔

[پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔] (تقویت الایمان)

اس کے بعد پھر لکھتے ہیں:

[پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔] (تقویت الایمان)

مولوی اسمٰعیل صاحب اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی کسی کے لیے علم و تصرف ماننے والے کو بڑے زور و شور سے مشرک اور ابو جہل کی برابر کہہ رہی ہے یہ جملہ تمام امت اور اکابرین پہ تو ہوا ہی مگر خود اُن کے اپنے گھر والے بھی نہ بچے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی قاسم صاحب اور مولوی رشید احمد صاحب سب اس حکم سے مشرک ٹھہرتے ہیں۔ اب وہابی صاحبان غور کریں کہ آیا ان کے یہ تمام پیشوا مشرک ہیں یا مولوی اسمٰعیل صاحب اپنے اس حکم شرک سے خود بھی نہیں بچتے۔ ملاحظہ کیجئے صراطِ مستقیم۔

[برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔] (صراط مستقیم)

اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل صاحب ارواح و ملائکہ اور اُن کے مقامات کے

عبدالنبی علی بخش غلام محی الدین وغیرہ نام رکھنا

کشف اور زمین و آسمان و جنت و دوزخ تمام امکنہ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لیے دورہ کا شغل بتارہے ہیں۔ دورہ کے شغل سے جو ان کو غیوب کے علوم حاصل ہوں گے وہ صاحب شغل کے لیے یا ذاتی ہوں گے یا بعطائے الٰہی اور تقویۃ الایمان میں دونوں طرح ماننا شرک بتایا ہے اب یہ جناب اپنے ہی قول سے خود مشرک بلکہ مشرک گر ہوئے یہ حالت ہے مولوی اسمٰعیل صاحب اور اُن کی تقویۃ الایمان کی اس پر بھی لوگ اس کو مانیں تو اُن کی عقلوں پر افسوس مولوی اسمٰعیل صاحب نے بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور اُن کے نام عبدالنبی۔ علی بخش۔ غلام محی الدین وغیرہ رکھنے کو بھی تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵ میں شرک فرمایا ہے۔ عبارت اُن کی اس کتاب کے صفحہ ۲۹ پر نقل ہو چکی ہے۔

بحکم تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل اور ان کے ماننے والے خارج از اسلام ہو گئے

یہ مسئلہ بھی غلط اور باطل ہے اور اس کو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دل سے تراشا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے شرک ہونا ثابت نہیں۔ مولوی صاحب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۹ میں مولویوں اور درویشوں کی بات ماننے کو شرک بتا چکے ہیں جیسا کہ ہم اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ میں نقل کر چکے ہیں لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب کا بیٹوں کو بزرگوں کی طرف نسبت کرنے اور عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے کو بے حکم خدا و رسول اپنی طرف سے شرک بتانا اور معتقدین کا اس کو ماننا بحکم تقویۃ الایمان صفحہ ۹ شرک ہوا یہ تو مولوی اسمٰعیل صاحب کا اپنا حکم ہے جو ان پر اور ان کے معتقدین پر عائد ہوا اور تقویۃ الایمان کی رو سے مولوی اسمٰعیل صاحب اور اُن کے ماننے والے مشرک اور خارج از ایمان ہو گئے تو وہ اپنا انجام سوچیں۔

مسئلہ کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ بلا کے ٹلنے کے لیے بیٹوں کی نسبت

بزرگوں کی طرف کرنا یا عبدالنبی ۔ علی بخش ۔ حسین بخش ۔ پیر بخش ۔ مدار بخش ۔ سالار بخش غلام محی الدین ۔ غلام معین الدین نام رکھنا شرک نہیں ۔ یہ تو ایک خیال خام ہے کہ غلام محی الدین نام مسلمان اس لیے رکھتے ہیں کہ بلائیں ٹلیں بچہ بیمار نہ ہو ۔ اس کو کوئی آسیب نہ پہنچے بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ ان بزرگوں کی یاد رہے اور بچہ سن شعور کو پہنچ کر اپنے نام سے ایک عمدہ نصیحت اور پند پاتا رہے اور سمجھے کہ ان بزرگوں کی پیروی میرے حق میں بہتر ہے ۔ میرے والدین نے میرا یہ نام اس لیے رکھا ہے کہ میں ان مقدس بزرگوں کا اتباع کروں اور جو گمراہ ان مقبولان بارگاہ کے خلاف راہ چلتے ہیں ان سے دور رہوں ۔ اور اگر وہ بچہ اپنے عالم ہوش میں والدین کو نہ پائے تو اس کو اپنے نام سے ان کے طریقہ و مشرب کا پتہ چل جائے ۔

اگر یہ کہا جائے کہ گمراہی تو بڑی بلا ہے اُس سے بچنے کا فائدہ ملحوظ رکھ کر نام رکھا گیا تو بھی بلا ٹلنے کے لیے ہوا تو ہم تسلیم کر لیں گے کہ اس بلا کا ٹلنا ملحوظ ہونا ہی چاہیے اور ضرور بزرگوں کا اتباع ایسی بلاؤں سے بچنے میں کارآمد ہوتا ہے اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ رواہ رزین عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

یعنی میرے اصحاب ستاروں کی مثل ہیں جس کا اتباع کرو گے راہ یاب ہو گے بکثرت آیات و احادیث سے یہ مضمون ثابت ہے اور انبیا اسی لیے مبعوث فرمائے جاتے ہیں کہ اُن کی فرمانبرداری و اطاعت کی برکت سے آدمی گمراہی اور غضب الٰہی

سے محفوظ رہے تو اس لیے بزرگوں کی طرف نسبت کس طرح شرک ہو گی اور اگر یہی فرض کیا جائے کہ کوئی شخص بزرگوں کے ناموں پر اس لیے نام رکھتا ہے کہ اُن کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سی ارضی وسماوی بلاؤں۔ بیماریوں۔ آسیبوں وغیرہ کو دور فرمائے تو یہ بھی شرک نہیں کیونکہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک تو نسبت اور ایک یہ اُمید کہ اللہ تعالیٰ ان مقبولوں کی برکت سے مصیبت کو دفع فرمائے۔ تو محض نسبت تو شرک نہیں ورنہ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ چشتی۔ قادری۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ رفاعی۔ شاذلی۔ صدیقی۔ فاروقی۔ عثمانی۔ انصاری۔ قریشی۔ ہاشمی۔ مکی۔ مدنی۔ عربی۔ عجمی۔ بخاری۔ قشیری۔ ترمذی۔ سجستانی۔ نسائی۔ قزوینی۔ دارمی۔ دارقطنی۔ بیہقی۔ ہندی۔ دہلوی۔ وغیرہ سب نسبتیں ہیں اور بے شمار نسبتیں شب و روز علماء۔ صلحاء۔ اتقیاء کی زبانوں پہ آتی ہیں۔ نسبت محض شرک ہو تو ساری دنیا ہی مشرک ٹھہر جائے معاذ اللہ یہ تو بداہۃً باطل ہے اور یہ شاید کوئی وہابی بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ محض نسبت ہی شرک ہے۔

بزرگوں کے وسیلہ اور ان کی برکت سے بلاؤں اور مصیبتوں کا دفع ہونا

اب رہا یہ خیال کہ بزرگوں کے وسیلہ اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مصیبتیں اور بلائیں دفع فرماتا ہے اس کو شرک بتانا قطعاً گمراہی اور شریعت مطہرہ کی مخالفت ہے ہم اسی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر آیۂ مبارکہ فَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا نقل کر چکے ہیں جس میں بیان ہے کہ حضور کی بعثت مبارکہ سے قبل یہودی اپنی حوائج ومشکلات اور خوف دشمن و اندیشۂ شکست کے وقت حضور کے نام پاک کی برکت وتوسل سے اپنی مراد طلب کرتے اور پاتے تھے اور اپنے اعدا پہ مظفر ومنصور ہوتے تھے اور ہولناک مصیبت سے امن میں رہتے تھے۔ نیز صفحہ ۳۰ پر حضرت عثمان بن حنیف

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم وارشاد سے ایک نابینا نے توسل حضور دعا کی اور نابینائی کی بلا سے نجات پائی۔ قرآن پاک میں اللہ سبحنہ ارشاد فرماتا ہے۔

اللہ ورسول کا غنی فرمانا

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورۂ توبہ پارہ ۱۰)

اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نا کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اللہ ورسول کا فضل وعطا

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ غنی کرنے کی نسبت صاف حضور کی طرف فرماتا ہے۔ دوسری آیت مطالعہ کیجئے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (سورۂ توبہ)

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔ سورۂ احزاب میں فرمایا۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (سورۂ احزاب پارہ ۲۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔ دیکھئے قرآن پاک میں حضور کا غنی کر دینا عطا فرمانا فضل فرمانا۔ نعمت دینا بیان کیا گیا۔ ہے وہابی قرآن پاک کے خلاف اس کو کس کے حکم سے شرک قرار دیتے ہیں یہ کیسا شرک ہے جو جا بجا قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا باذن الٰہی مردوں کو زندہ کرنا

حضرت مسیح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے۔

وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ (تلک الرسل)

میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے کیا بیمار کو تندرست کرنا مردے کو جلانا دفع بلا نہیں ہے پھر اگر کوئی مسلمان بزرگوں کی نسبت

یہ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے بلا کو دفع فرمائے گا یا یہ کہ مقبولان بارگاہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کوئی بلا دفع فرما دیں تو یہ شرک کیسے ہو گیا اس مضمون سے تو قرآن و حدیث مالامال ہیں کیا وہابیہ قرآن و حدیث پر بھی شرک کا الزام لگائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ۔

یعنی ابدال شام میں ہوتے ہیں وہ چالیس مرد ہیں جب اُن میں سے کسی کا انتقال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک قائم مقام کر دیتا ہے انہیں کی وجہ سے ابر لائے جاتے ہیں انہیں کی بدولت دشمنوں پر نصرت دی جاتی ہے انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیے جاتے ہیں۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری نے مرقاۃ المفاتیح میں ایک حدیث ابن عساکر سے بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کی ہے۔ اس میں ہے بِھِمْ یُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کہ اُن کی برکت سے اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے اسی کو مولوی اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان میں شرک بتاتے ہیں۔ شدم شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کے اشعار اوپر گزرے جن میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مصیبتوں اور بلاؤں سے پناہ دینے والا فرماتے ہیں۔

وَاَنْتَ مُجِیْرٌ مِّنْ ھُجُوْمِ مُلِمَّۃٍ ‏ ‏ ‏ اِذَا نَشَبَتْ فِی الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ

شاہ صاحب نے تو یہی فرمایا کہ بلاؤں کے ہجوم سے آپ پناہ دینے والے ہیں اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی تو تمام کائنات کی ہستی کو آپ کا طفیل بتاتے ہیں۔

طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی ‏ ‏ ‏ بجا ہے کہیے اگر تم کو مبدء الآثار

عجب نہیں تری خاطر سے تیری امت کے ۔ گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار

دیکیں گے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں ۔ کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم پہ ہوگی نثار

تقویۃ الایمان کے حکم سے مولوی قاسم صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی مشرک اور تمام علماء وائمہ دین اور کل مومنین بھی مشرک۔ اس بدلگامی کی کچھ انتہا ہے اس پر بھی نادان اُس باطل کتاب کو نہیں چھوڑتے اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

بہرحال قرآن پاک کی آیات سے حدیث شریف سے اور خود پیشوایانِ وہابیہ کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ محبوبانِ خدا باذن اللہ تعالیٰ اہل حاجت کو غنی کرتے ہیں فضل فرماتے ہیں نعمتیں دیتے ہیں بیماروں کو تندرست کرتے ہیں اندھوں کو بینا کرتے ہیں مردوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی برکت سے مینہ برساتا ہے مقابلہ اعداء میں نصرت عطا فرماتا ہے۔ عذاب دفع کرتا ہے۔ وہ بلاؤں کے ہجوم سے پناہ دیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر سے امت کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ آپ کے طفیل میں کائنات کو ہستی ملی۔ جب ایسا ہے تو اگر کسی نے غلام محی الدین غلام معین الدین یا عبدالنبی۔ عبدالرسول نام رکھ لیا اور یہ امید کی کہ ان مقبولانِ بارگاہ الٰہی کے ناموں کی برکت سے اللہ تعالیٰ برکت فرمائے گا۔ اور بچوں کو بلاؤں آسیبوں سے محفوظ رکھے گا۔ تو یہ بالکل آیات واحادیث کے مطابق ہے۔ اس کو شرک بتانا شرع مطہر سے انحراف اور مسلمانوں پر ظلم عظیم ہے۔

ناموں میں منقول ہونا تو بالاتفاق شرط نہیں کہ جو نام زمانہ اقدس یا زمانہ صحابہ میں مسلمانوں کے رکھے گئے ہیں وہ تو رکھے جائیں اور نیا کوئی نام نہ رکھا جائے ایسا ہو تو رشید احمد، خلیل احمد، اشرف علی، محمود حسن، احمد حسن، حسین احمد، مرتضیٰ حسن وغیرہ یہ سب نام ناجائز ہوجائیں کہ زمانہ اقدس وزمانہ صحابہ میں ایسے نام نہیں

نام نہیں پائے جاتے۔ اب اگر کوئی نام ناجائز ہوگا تو فسادِ معنی کی وجہ سے یعنی اُس کے معنی ایسے ہوں جو شرعاً جائز نہیں تو یہ اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ عبدالنبی، عبدالرسول، نبی بخش غلام محی الدین وغیرہ ناموں میں کوئی ایسا نام نہیں جس کے معنی شرعاً درست نہ ہوں۔ بزرگوں کا باذنہٖ تعالیٰ نفع پہنچانا تندرستی دینا۔ شفا بخشنا۔ نعمتیں دینا۔ غنی کرنا وغیرہ خود قرآن وحدیث سے ثابت ہو چکا ہے تو اب کسی نام کے جواز میں کچھ شبہ نہ رہا۔ البتہ عبدالنبی وغیرہ ناموں میں ممکن ہے کہ کوئی وہابی لفظ عبد کا دھوکا دے اس لیے معلوم ہونا چاہیئے کہ لفظ عبد کا استعمال غلام خادم اور مطیع کے معنی میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں اللہ سبحٰنہٗ فرماتا ہے۔

لفظ عبد کے معنی اور اس کا اطلاق

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ اگر عبد کا لفظ شرک ہوتا تو قرآن پاک میں کس طرح وارد ہو سکتا تھا۔ حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ یعنی مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ اس حدیث میں مسلمانوں کے غلام کو اُن کا عبد فرمایا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خطبہ فرماتے ہوئے اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عبد و خادم فرمایا۔

کنز العمال جلد اول صفحہ ۱۴۹

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ

تُؤنِسُوْنَ مِنِّیْ شِدَّۃً وَّغِلْظَۃً وَذٰلِکَ اِنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکُنْتُ عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ وَکَانَ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔

حضرت ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب امیرالمومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے آپ نے منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطبہ فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد حاضرین سے خطاب کرکے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے شدت وغلظت پاتے تھے اس کا باعث یہ تھا کہ میں حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا اور آپ کا عبد و خادم تھا اور آپ حسب ارشاد آلہی مومنین پر رؤف ورحیم۔

اب قرآن وحدیث سے معلوم ہوا کہ لفظ عبد بمعنی خادم ومملوک شرع میں بکثرت مستعمل ہے اور اس لفظ کی اضافت بندگان خدا کی طرف قرآن وحدیث میں آئی ہے۔ پھر اس کو شرک کہنا کس قدر ظلم ہے۔ ہاں اگر کوئی اپنے آپ کو حقیقۃً بندہ کا مملوک اور اس کو مالک حقیقی سمجھے تو بغیر عبدالرسول وغیرہ نام رکھے ہی مشرک ہے کہ یہ اعتقاد ہی سرے سے باطل وشرک۔ مگر مسلمان کے وہم میں بھی کبھی یہ وسوسہ نہیں گذرتا کہ خداوند عالم کے سوا کوئی اور مالک مستقل یا متصرف بالذات ہے مسلمانوں پر یہ اتہام نہایت قبیح ہے تو یہ ثابت ہوا کہ عبدالنبی۔ علی بخش۔ حسین بخش۔ پیر بخش۔ سالار بخش۔ غلام محی الدین غلام معین الدین وغیرہ نام رکھنا شرک نہیں۔ اسی سلسلہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے کسی کے نام کا جانور کرنا بھی شرک میں داخل کیا ہے۔ اگر اس سے یہ مراد ہو کہ وقت ذبح بجائے بسم اللہ اللہ اکبر کے غیر خدا کا نام لیا جائے تو یقیناً وہ ذبیحہ نعوذ باللہ حرام مگر مسلمانوں میں کہیں یہ دستور نہیں اور کوئی مسلمان ذبح کے وقت سوائے بسم اللہ اللہ اکبر کے

اور کچھ نہیں کہتا اور کسی کا نام نہیں لیتا یہ مسلمانوں پر افتراء و بہتان ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر یہ مراد ہے کہ لڑکے کے عقیقہ یا دوست کی ضیافت یا کسی بزرگ کے ایصال ثواب کے لیے کوئی جانور خریدا اور اس کو یہ کہا گیا کہ فلاں کے عقیقہ یا ضیافت یا فلاں بزرگ کے ثواب کے لیے ہے اور اس کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا گیا وقت ذبح اللہ کے سوا کسی کا نام نہ لیا جب بھی شرک ہے تو یہ حکم شرک غلط و باطل ہے تفسیر احمدی میں ہے۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ ذُبِحَ بِهٖ لِاِسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ مِثْلِ لَاتَ وَعُزّٰى وَاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَاِنْ اَفْرَدَ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ اَوْ ذَكَرَ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ عَطْفًا بِاَنْ يَّقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْجَرِّ حُرِّمَ الذَّبِيْحَةُ وَاِنْ ذَكَرَ مَعَهٗ مَوْصُوْلًا لَا مَعْطُوْفًا بِاَنْ يَّقُوْلَ بِاسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُرِهَ وَلَا يُحَرَّمُ وَاِنْ ذَكَرَ مَفْصُوْلًا بِاَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ اَنْ يُّضْجِعَ الذَّبِيْحَةَ وَبَعْدَهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ هٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا يَنْذِرُوْنَهَا لَهٗ۔

تفسیر احمدی [illegible] صفحہ [illegible]

یعنی مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنی یہ ہیں کہ جانور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات اور عزیٰ بتوں کے نام پر یا انبیاء علیہم السلام کے نام پر تو اگر

ہیں۔ یہ سب اسلامی عقائد اور قرآن و حدیث کے مطابق ہیں۔ اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری و غلامی کرنے والے اللہ کے پیارے اور محبوب ہیں۔

قرآن پاک میں فرمایا: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ فرما دیجئے کہ اگر اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تمہیں اللہ محبوب رکھے گا۔ پھر محبوبانِ خدا کے اختیارات جو بارگاہ الٰہی سے انہیں عطا ہوئے اُن کی شمار کون کر سکے۔ حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔ رواہ البخاری والمسلم بن عقبۃ ابن عامر (کذا فی المشکوٰۃ فی صفحہ ۵۴۷) تفسیر بیضاوی میں فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا کی تفسیر میں فرمایا: أَوْ صِفَاتُ النُّفُوسِ الْفَاضِلَةِ حَالَ الْمُفَارَقَةِ فَإِنَّهَا تَنْزِعُ عَنِ الْأَبْدَانِ غَرْقًا أَيْ نَزْعًا شَدِيدًا مِنْ إِغْرَاقِ النَّازِعِ فِي الْقَوْسِ تَنْشِطُ إِلَى عَالَمِ الْمَلَكُوتِ وَتَسْبَحُ فِيهِ فَتَسْبِقُ إِلَى حَظَائِرِ الْقُدُسِ فَتَصِيرُ لِشَرَفِهَا وَقُوَّتِهَا مِنَ الْمُدَبِّرَاتِ **خلاصہ** یہ کہ یہ نفوس فاضلہ کی صفات ہیں جب وہ بدن سے جدا ہوتے ہیں اور عالم الملکوت کی طرف نکلتے اور اس میں شناوری کر کے حظائر قدس تک فائز ہو کر اپنے شرف و قوت سے مدبرات میں سے ہو جاتے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اسی مضمون کو ایک عمدہ پیرایہ میں بیان کر کے فرماتے ہیں۔

فَتُدَبِّرُ بِالرُّجُوعِ إِلَى الْكَثْرَةِ أَمْرَ الدَّعْوَةِ إِلَى الْحَقِّ وَالْهِدَايَةِ وَأَمْرَ النِّظَامِ فِي مَقَامِ التَّفْصِيلِ بَعْدَ الْجَمْعِ

حضور کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں

تصرف

اِنتھی ثُمَّ اِنَّ النُّفُوسَ الشَّرِیفَةَ لَا یَبعُدُ اَن یَّظهَرَ مِنهَا اٰثَارٌ فِی هٰذَا العَالَمِ سَوَاءٌ کَانَت مُفَارِقَةٌ عَنِ الاَبدَانِ اَوْلَا فَتَکُونُ مُدَبِّرَاتٍ ۔

یعنی نفوس فاضلہ علائق بدنیہ سے مفارقت کے بعد بجار صفات شناوری کر کے مقام فنافی الوحدۃ میں سابق ہوتے ہیں پھر کثرت کی طرف رجوع کر کے امر دعوت الی الحق وہدایت اور مقام تفصیل میں امر نظام کی تدبیر کرتے ہیں اب سمجھئے ان کے اختیارات عالم کی تدبیر ان سے متعلق ہے پھر شفاعت میں تو صدہا حدیثیں وارد ہیں اور اس مسئلہ کا بیان کسی قدر تفصیل سے ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے رہا یہ کہ ان محبوبان خدا کے ملنے سے خدا ملتا ہے یہ آیہ کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ سے اور بکثرت آیات واحادیث سے ثابت اور ہر مومن کے نزدیک یقینی انبیاؑ و اولیاء کے پکارنے سے قرب حاصل ہونا اس کے متعلق مسئلہ ندا میں بکثرت نصوص ذکر کیے جا چکے ان انبیاء اولیاء کے ماننے سے اللہ سے نزدیکی حاصل ہوتی ہے یہ مومن کا ایمان ہے۔ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰکُم عَنهُ فَانتَهُوا قرآن پاک میں ارشاد ہے جو رسول تمہارے پاس لائیں اس کو لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُولِهٖ اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر کہیئے یہ ماننا ہوا یا کچھ اور ایک اور آیت میں ارشاد ہے اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَاُولِی الاَمرِ مِنکُم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ رسول پر ایمان لانا فرض۔ ایمان نہ لائے تو کافر۔ مگر مولوی

اسمٰعیل صاحب کو اس پر بھی اعتراض ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس شخص کا کیا مطلب ہے کیا لوگ رسول کو ماننا چھوڑ دیں اُن سے ملنا ترک کر دیں یہ باتیں کس طرح شرک ہیں اور مسلمان ان عقیدوں سے کیسے مشرک ہو جاتا ہے قرآن وحدیث چھوڑ کر اپنے دل سے ایک نیا شرک گھڑ کر تمام مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا اور وہابیہ نے آنکھ میچ کر تقلید شروع کر دی۔

اس غضب کو تو دیکھئے کہ ان تمام ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا اور دھوکہ دینے کے لیے قرآن پاک کی آیت وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ لکھدی جو مشرکین اور بت پرستوں یا یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی آیت کا ترجمہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اور تفاسیر میں بھی یہی بتایا گیا۔

تفسیر مدارک التنزیل میں ہے۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُهُمْ فِیْ اِقْرَارِهٖ بِاللّٰهِ وَبِاَنَّهٗ خَلَقَهٗ وَخَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِلَّا وَهُوَ مُشْرِكٌ بِعِبَادَةِ الْوَثَنِ اَلْجُمْهُوْرُ عَلٰی اَنَّهَا نَزَلَتْ فِی الْمُشْرِكِیْنَ لِاَنَّهُمْ مُقِرُّوْنَ بِاَنَّ اللّٰهَ خَالِقُهُمْ وَرَازِقُهُمْ وَاِذَا حَزَبَهُمْ اَمْرٌ شَدِیْدٌ دَعَوُا اللّٰهَ وَمَعَ ذٰلِكَ یُشْرِكُوْنَ بِهٖ غَیْرَهٗ۔

خلاصہ یہ کہ وہ (مشرکین) اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت اور اس کے آسمان وزمین پیدا کرنے کے اقرار سے مومن نہیں ہوگئے وہ بت پرستی کی وجہ سے مشرک ہیں۔ جمہور اس پر ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت و رازقیت کے مقر ہیں اور مصیبت کے وقت اس کو

جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں انہیں مسلمانوں پر چسپاں کرنا خوارج کا طریقہ ہے

پکارتے بھی ہیں مگر باوجود اس کے غیروں کو اُس کا شریک کرتے ہیں۔

تفسیر میں صاف بتا دیا گیا کہ آیت مشرکین کے حق میں ہے کس قدر ظلم ہے کہ مولوی اسمٰعیل نے اس آیت کا مصداق مسلمانوں کو ٹھہرایا اور جو حکم قرآن پاک نے مشرکین کے حق میں فرمایا تھا وہ مسلمانوں پر لگایا یہ خوارج کا طریقہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو بدترین خلق جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں یہ اُن کو مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے مولوی اسمٰعیل نے اپنی تمام کتاب میں خوارج کے اس طریقہ پر عمل کیا ہے اور وہابیہ کا یہ شیوہ ہی ہو گیا ہے۔ درحقیقت وہابیہ خوارج کی ایک شاخ ہیں جیسا علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمحتار میں فرمایا۔

وہابی خارجی ہیں

كَمَا وَقَعَ فِىْ زَمَانِنَا فِىْ اَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَّتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفِرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَّثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَاَلْفٍ۔ (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

یعنی جیسا ہمارے زمانہ میں واقع ہوا عبدالوہاب کے متبعین میں جنہوں نے

تنہا غیر خدا کا نام لیا گیا یا غیر خدا کا نام خدا کے نام کے ساتھ عطف کر کے لیا گیا مثلاً یہ کہہ کر بسم اللہ و محمد رسول اللہ جبر کے ساتھ تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر خدا کے نام کے ساتھ غیر کا نام ملا کر بے عطف لیا مثلاً یہ کہا کہ بسم اللہ محمد رسول اللہ تو ذبیحہ مکروہ ہے حرام نہیں اور اگر غیر خدا کا نام جدا ذکر کیا مثلاً ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔ اور اس سے پہلے یا جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر کا نام لیا تو کچھ مضائقہ نہیں ایسا ہی ہدایہ میں ہے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے لیے نذر کی جاتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا خواہ وہ اس کی ان کے لیے نذر کرتے ہوں۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانے والا اُن لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو۔ اور افعال شرک کے کرتے ہو یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک جب ہوتا کہ ہم اُن انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے ہوتے تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم اُن کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اسی کا مخلوق اور یہ قدرت تصرف اُسی نے ان کو بخشی ہے اُس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور اُن کا پکارنا

یعنی اللہ ہی کا پکارنا ہے اور اُن سے مدد مانگنی یعنی اُسی سے مدد مانگنی ہے اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافائیں بکتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل صاحب اس عبارت میں مسلمانوں کو مشرک تیار رہے ہیں۔ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ وَهُم مُّشْرِكُونَ کے تحت میں داخل کرتے ہیں۔ اور کوئی عذر نہیں سنتے سب کو خرافات بتاتے ہیں اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ شرک جب ہے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم اُن کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اُسی کی مخلوق یعنی یہ اعتقاد بھی انہیں شرک سے نہیں بچاتا وہ ہر طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہیں اور اُن کے مذکورہ بالا تمام اعتقاد شرک معاذ اللہ۔

انصاف کیجئے کہ جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کی برابر نہیں سمجھتے بلکہ اُس کا بندہ اور اُسی کی مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہو گیا اُس کا یہ اعتقاد تو بالکل قرآن و حدیث کے مطابق اور توحید کا اعلیٰ اعلان ہے۔ رد شرک کا یہ بہتر طریقہ ہے چنانچہ اسی لیے حضرت مسیح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا۔ (سورہ مریم)

کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی اور نبی کیا اسی طرح مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء اولیاء و شہداء کو قدرت تصرف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے اُس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں بالکل حق ہے۔ قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد موجود ہے۔

اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِیُٔ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ۔

میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ دیکھو یہ قدرت تصرف اللہ نے بخشی قرآن نے بتائی حضرت مسیح نے ظاہر فرمائی اُسی کے ماننے والے کو مولوی اسمٰعیل مشرک کہتے ہیں۔ کیا تمام عالم کے وہابی مل کر اس کو مشرک ثابت کر سکتے ہیں۔ ہاں قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنے کی جرأت کر جائیں جب تو اس اسمٰعیلی شرک کی حمایت کر سکتے ہیں ورنہ کسی طرح ممکن نہیں۔

ایسے ہی مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہل اللہ کو پکارنا عین اللہ ہی کو پکارنا ہے اور اُن سے مدد مانگنی عین اُسی سے مدد مانگنی ہے۔ بالکل صحیح اور شرع اسلام کے مطابق ہے اسی لیے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کے ساتھ حضور کو

ندا کرنا تعلیم کیا گیا۔ عثمان بن حنیف کی حدیث ہم اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۱ میں اور حضرت
ابن عمر اور حضرت علقمہ کی حدیثیں صفحہ ۳۴ میں نقل کر چکے ہیں اور بکثرت روایات نقل
کی جا چکی ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر
عزیزی میں فرماتے ہیں۔

استعانت بالغیر

تفسیر عزیزی صفحہ

اگر التفات محض بجانب حق ست و اورا یکے از مظاہر عون دانستہ و
نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری
نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیاء و
اولیا دراین نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت این نوع استعانت
بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست نہ از غیر۔

یعنی اگر التفات خاص حق تعالیٰ کی طرف ہو اور بندہ مقرب کو مدد الٰہی کا مظہر
جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کر کے ظاہر غیر سے
استعانت کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز و روا
ہے اور انبیاء و اولیاء نے غیر سے اس طرح کی استعانت کی ہے اور در حقیقت
اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔ اب کہیے اسمٰعیلی
دین میں شاہ صاحب بھی مشرک ہوئے اُن کی بات بھی خرافات ہوئی۔
لاحول ولا قوۃ الا باللہ علیٰ ہٰذا مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ
کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں۔ اس کی جناب میں ہمارے سفارشی
ہیں۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب
حاصل ہوتا ہے۔ جتنا ہم ان کو مانتے ہیں۔ اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے

اسمٰعیلی دین میں شاہ صاحب مشرک

اب انصاف کیجئے کہ یہ تعمیم قرآن پاک کے کون سے لفظ سے مستفاد ہوئی ہے کہ کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے اس آیت کے معنی میں یہ دوسری تحریف ہے آیت میں تو بتوں کی شفاعت کا انکار ہے۔ خود تقویت الایمان میں جو ترجمہ کیا گیا ہے اُس سے بھی یہی ظاہر ہے چنانچہ لکھا ہے کہ (یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں) اس میں یہ کہاں ہے کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں یہ قرآن پاک پر افترا ہے خدا پر بہتان ہے۔ کتاب الٰہی کی مخالفت ہے اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وہ کون ہے جو اُس کے یہاں سفارش کرے بے اُس کے حکم کے اس آیت میں بتوں کی شفاعت کا انکار اور محبوبان خدا کی شفاعت کا اثبات ہے۔

تفسیر خازن میں ہے۔

وَالْمَعْنٰی لَا یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ زَعَمُوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ فَاَخْبَرَ اَنَّهٗ لَا شَفَاعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ بِقَوْلِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ شَفَاعَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَةَ بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَشَفَاعَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ۔

یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے یہاں بغیر اُس کے امر و ارادہ کے کوئی شفاعت نہ کرے گا یہ اس لیے کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بت اُن کی شفاعت کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی کی شفاعت نہیں سوائے ان کے

جن کو اللہ تعالیٰ نے اِلَّا بِاِذْنِہٖ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

حضور کو شفاعت کا اذن مل چکا آپ ماذون و موعود ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

فِی التَّاوِیْلَاتِ النَّجْمِیَّۃِ ھٰذَا الْاِسْتِثْنَاءُ رَاجِعٌ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ وَعَدَلَہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَھُوَ الشَّفَاعَۃُ فَالْمَعْنٰی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَبْدُہٗ مُحَمَّدٌ فَاِنَّہٗ مَاذُوْنٌ مَوْعُوْدٌ یُعِیْنُہُ الْاَنْبِیَاءُ بِالشَّفَاعَۃِ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تفسیر روح البیان جلد اول ص۲۹۴

تاویلات نجمیہ میں ہے کہ یہ استثناء حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف راجع ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے مقام محمود کا وعدہ فرمایا اور وہ شفاعت ہے تو معنی یہ ہیں کہ کون ہے کہ روز قیامت اللہ کے حضور شفاعت کرے سوائے اس کے پیارے بندے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آپ ماذون ہیں آپ کو اذن دیا گیا ہے آپ سے وعدہ کیا گیا ہے اور انبیاء شفاعت میں آپ کے معین ہوں گے قرآن پاک میں بتوں کی شفاعت کا ابطال اور محبوبانِ خدا کی شفاعت کا اثبات ہے اور صدہا احادیث اس مضمون میں وارد ہیں مگر صاحب تقویت الایمان سب کو چھوڑ کر انبیاء کی شفاعت کے انکار پر اڑا ہوا ہے۔ اور شفاعت انبیاء کو لیے فائدہ بتاتا ہے۔ قرآن و حدیث سے اس کو کس قدر مخالفت اور کتنی ضد ہے۔ پھر جو آیت مشرکین اور بتوں کے حق میں تھی اس کو مومنین اور محبوبانِ خدا پر ڈھالنا بھی خارجیوں کا طریقہ ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ قول کہ تمام زمین و آسمان میں کوئی کسی کا ایسا

سفارشی نہیں ہے کہ اُس کو مانے اور اُس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے یہ قرآن پاک پر بہتان ہے اللہ تعالیٰ پر افترا ہے قرآن و حدیث میں یہ کہیں نہیں فرمایا گیا۔ اس جرأت و دلیری کو دیکھئے کہ قرآن شریف پر بہتان اٹھا دیا۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص۱۹۴ میں ہے لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْعِصْيَانِ اَعْظَمُ مِنَ الْبُهْتَانِ کہ کوئی گناہ بہتان سے بڑھ کر نہیں ہے اور بہتان بھی خدا پر العیاذ باللہ تعالیٰ انکار شفاعت کا عقیدہ فاسدہ وہابیہ نے فرقہ ضالہ معتزلہ سے لیا ہے چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح فقہ اکبر ص۱۹ میں فرماتے ہیں:

وَتَقْيِيدُ الْمُعْتَزِلَةِ تِلْكَ الشَّفَاعَةَ بِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ يَأْبَى تَخْصِيصَهُ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ وَعِنْدَهُمْ لَمَّا امْتَنَعَ الْعَفْوُ فَلَا فَائِدَةَ فِي الشَّفَاعَةِ وَاسْتَدَلُّوْا بِقَوْلِهِ تَعَالٰى فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ مَعَ اَنَّ الْاٰيَةَ فِي الْكُفَّارِ بِاِجْمَاعِ الْمُفَسِّرِيْنَ عَلٰى اَنَّ اَصْحَابَنَا اسْتَدَلُّوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلٰى ثُبُوْتِ الشَّفَاعَةِ لِلْمُؤْمِنِيْنَ لِاَنَّهٗ ذُكِرَ ذٰلِكَ فِي مَعْرِضِ التَّهْدِيْدِ لِلْكُفَّارِ وَلَوْ كَانَ لَا شَفَاعَةَ لِغَيْرِ الْكُفَّارِ اَيْضًا لَمْ يَكُنْ لِتَخْصِيْصِ الْكُفَّارِ بِالذِّكْرِ فِي حَالِ تَقْبِيْحِ اَمْرِهِمْ

یعنی معتزلہ کا اس شفاعت میں رفع درجات کی قید لگانا اہل کبائر کی تخصیص کے خلاف ہے اور معتزلہ کے خیال میں چونکہ اللہ تعالیٰ گناہ معاف نہیں کر سکتا اس لیے شفاعت بے فائدہ ہے۔ وہ آیہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ کو اپنی دلیل بناتے ہیں۔ باوجودیکہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں ہے علاوہ بریں ہمارے حضرات نے اسی آیت سے مومنین کے لیے شفاعت کے ثابت ہونے پر استدلال فرمایا ہے کیونکہ یہ تہدید کفار کا مقام ہے اگر غیر کفار کی بھی شفاعت نہ ہو تو کفار کی تخصیص کوئی

معنی نہ رکھے گی۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب تقویۃ الایمان نے گمراہی کا یہ سبق فرقہ معتزلہ سے سیکھا اور جس طرح انہوں نے وہ آیت جو کفار کے حق میں نازل ہے مومنین پر چپکائی اسی طرح انہوں نے وہ آیتیں جن میں کفار کی بدنصیبی کا ذکر ہے مسلمانوں پر چپیاں کیں۔ البتہ معتزلہ سے اتنے اور آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے صرف اہل کبائر کے عفو جرم کی نفی کے لیے شفاعت کا انکار کیا تھا اور رفع درجات کے حق میں شفاعت کے قائل تھے انہوں نے اتنا بھی گوارا نہ کیا اور مطلقاً شفاعت کے لیے کوئی گنجائش نہ رکھی۔ صاف کہہ دیا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی ہے کہ اس کو ماننے اور اُس کو پکارنے سے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔ ان کا نمبر گمراہی میں معتزلہ سے بڑھا رہا۔

یہاں تو صرف یہ دکھانا ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے قرآن پاک کے معانی میں کیسی کیسی تحریفیں کر رہا ہے اور خدائے تعالیٰ پہ کیسے کیسے افترا اٹھا رہا ہے۔ شفاعت کا مسئلہ تو ان شاء اللہ العزیز آئندہ شرح و بسط سے ذکر کیا جائے گا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس آیت کے مطلب میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ نے اُن کو کچھ قدرت نہیں دی باوجودیکہ آیت میں لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان کو نہ نقصان پہنچائیں نہ نفع یعنی بت بالذات نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے اور جو بالذات نفع نقصان نہ پہنچا سکے۔ وہ ہرگز معبود و مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ کسی طرح اُن سے نفع و نقصان متصور ہی نہیں کیونکہ اگر کسی سے

نجد سے خروج کر کے حرمین طیبین میں تغلب کیا اور وہ حنبلی مذہب بنتے تھے۔ لیکن درحقیقت اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ فقط وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی بھی اُن کے اعتقاد کا مخالف ہے وہ مشرک ہے اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی شوکت توڑی اور اُن کے شہر ویران کیے اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں اُن پر فتحیاب فرمایا۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ ہندوستان میں نجدی دین کے مبلغین کے سرخیل اور میر لشکر ہیں انہوں نے بھی شیخ نجدی کے اتباع میں یہی کوشش کی ہے کہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک قرار دے ڈالیں تاکہ مسلمانوں کو قتل کر کے اُن کے اموال کو لوٹنے کا حیلہ مل جائے۔

مولوی اسمٰعیل تو یہ تک بھی کر چکے ہیں اور جہاد کے نام سے مسلمانوں کے قتل وغارت کے لیے انہوں نے ہنگامہ آرائی کی مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا۔

اس عالم سے کوئی پوچھے کہ انبیاء کے شفیع جاننے والے کو تو مشرک و بُت پرست کہتا ہے تو بے دین بُت کس کو بناتا ہے۔ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَكَ خدا کا غضب کہ یہ بے دین اپنے جوشِ تعصب میں مسلمانوں کو انبیاء و اولیاء کے ماننے سے مشرک ٹھہراتا ہے تو کیا خود انبیاء کو نہیں مانتا۔ اگر ایسا ہے تو کافر ہوا کہ انبیاء کا ماننا مومن ہونے کے لیے ضرور حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب میں فرمایا جبکہ انہوں نے دریافت کیا تھا کہ ایمان کیا ہے۔

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	[illegible]

وَ نُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ ۔

لیعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کو مانے اُس کے ملائکہ کو مانے اُس کی کتابوں کو مانے اُس کے رسولوں کو مانے روزِ آخر یعنی قیامت کو مانے اور بُرے بھلے کو تقدیر سے مانے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسولوں کو ماننا تو مومن ہونے کے لیے ضروری ہے جو نہ مانے وہ مومن نہیں لہٰذا اگر اسمٰعیل انبیاء کو نہ مانے تو کافر اور مانے تو اپنی تحریر سے مشرک یہ وہ شرک ہے جس سے اسمٰعیل بھی نہ بچا اور اُس کے تمام معتقدین کا بھی یہی حال ہوا قرآن پاک کی آیات کو خلاف محل لکھنے کا یہی انجام ہونا چاہیئے اسی مدعائے باطل کے لیے مولوی اسمٰعیل صاحب نے دوسری آیت لکھی اور اُس کا غلط مطلب بیان کر کے دنیا کو دھوکہ دیا ہے (ملاحظہ ہو)

اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین اپنی تحریر کی رو سے مشرک قرار

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ الخ اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس الخ (اس ترجمہ کے بعد (ف) لکھ کر مطلب یہ بتایا ہے) یعنی جن[1] کو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہو سو اس کو بتاتے ہو جو

تقویت الایمان صفحہ ۵

[1] لفظ جن کو تقویت الایمان مطبوعہ فاروقی دہلی سے نقل کیا گیا مگر کتاب پریس کی چھپی ہوئی تقویت الایمان میں اس کی جگہ لفظ جو غلطی کاتب سے چھپ گیا ہے لہٰذا وہ نہ لیا گیا ۱۲

وہ نہیں جانتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اُس کو ماننے اور اُس کو پکارنے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

قرآن پاک کی آیت لکھ کر صاحب تفویت الایمان نے مطلب غلط بیان کیا کہ یعنی جن کو لوگ پکارتے ہیں، آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے آیت میں۔ وَیَعۡبُدُوۡنَ ہے وَیُنَادُوۡنَ نہیں ہے خود ترجمہ میں لکھا (اور پوجتے ہیں) اور مطلب میں پوجنے کا پکارنا بنا دیا۔ کیا چالاکی ہے کیسی تحریف ہے بات یہ ہے کہ اگر پوجنے کو پکارنے سے نہ بدلتا۔ تو مسلمانوں کو مشرک کہنے کا موقع نہ ملتا صاف آیت کا ترجمہ بتا رہا تھا کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں ہے جو خدا کے سوا مخلوق کو پوجتے ہیں وہ انہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ ضرر۔ وہ ان کے خدا کے یہاں شفیع بھی نہیں تو پوجنا ہر طرح باطل ہے۔ اس آیت میں بُت پرستی کا حماقت ہونا اور بتوں کا محض بے نفع و ضرر ہونا بیان کیا گیا ہے یہ مسلمانوں پر انبیاء و اولیاء پر کسی طرح چسپاں ہو ہی نہیں سکتی تھی اس لیے صاحب تفویت الایمان نے آیت کے معنی کو بگاڑا اور پوجنے کو پکارنا بنایا تاکہ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگائے اور مقربان بارگاہِ الٰہی کی شفاعت اور خدا داد اختیارات کا انکار کرے باوجودیکہ اہل اللہ کو پکارنا ندا کرنا اور ان کا باذن الٰہی امداد فرمانا نفع پہنچانا اور بارگاہ الٰہی میں شفیع ہونا آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ مسئلہ ندا ہم بہ تفصیل ذکر کر چکے ہیں۔ اور اہل اللہ کے خدا داد اختیارات بھی قرآن و حدیث سے ثابت کیے گئے ہیں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باذنہ تعالیٰ مردے جلانا بیماروں کو تندرست کرنا اندھوں کو بینا کر دینا۔ یہود کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے اپنے اعدا پر فتح و ظفر

تفویت الایمان والے نے قرآن کے معنی میں تحریف کی

طلب کرنا اور کامیاب ہونا یہ سب قرآن پاک سے ثابت ہو چکا ہے چہل ابدال کے صدقہ میں بارشیں ہونا روزی دیا جانا۔ اعدا پر مظفر کیا جانا۔ کوئی چیز گم جائے یا کوئی مدد درکار ہو تو اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ کہہ کر بندگانِ خدا کو ندا کرنا اور ان سے مدد چاہنا اور ان کا حاجت روائی کرنا اور نفع پہنچانا سب احادیث سے ذکر کیا جا چکا۔ اس سب کا انکار کرنے کے لیے مولوی اسمٰعیل نے آیت کے معنی کو بدلا آیت شریفہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ بُت محض بے اختیار ہیں وہ کوئی نفع ضرر نہیں پہنچا سکتے اور بارگاہ الٰہی میں شافع بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ شافع تو محبوب ہو سکتے ہیں نہ مغضوب اور بت تو مغضوب ہیں قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ۔ یعنی اے بت پرستو تم اور وہ چیزیں جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں۔ تو جو جہنم کا ایندھن ہے وہ شفاعت کیا کرے گا اس کو شفیع جاننا یقیناً باطل۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے یہ غضب کیا کہ قرآن پاک نے بتوں اور مغضوبوں اور جہنمیوں پر جو حکم دیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں مقربوں اولیاء و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر لگایا اور یہ کہہ دیا کہ۔

قرآن پاک نے بتوں پر جو حکم دیا تھا وہ تقویۃ الایمان میں انبیاء و اولیاء پر لگایا۔

> اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے۔

لہ جس طرح مذکورہ بالا آیات میں جہاں بتوں کا ذکر ہے اس سے وہابیہ نے انبیاء و اولیاء علیہم السلام مراد لیے خیر گزری کہ اس آیت میں وَمَا تَعْبُدُوْنَ سے انبیاء علیہم السلام مراد نہ لیے ورنہ اس بےتقیدی کے زمانہ میں کوئی ان کا کیا کر لیتا۔ ۱۲

نفع یا نقصان پہنچے مگر وہ بالذات نہ پہنچا سکے بلکہ اس میں وہ حضرت قادر مطلق کا محتاج ہو تو وہ معبود نہیں ہو سکتا اس لیے نفی نفع وضرر بالذات کی ہے ورنہ نفع وضرر باعتبار سببیت تو خود قرآن کریم نے بتوں کے لیے ثابت فرمایا ہے۔

چنانچہ جمل حاشیہ جلالین میں ہے۔

(جمل جلد ۴ صفحہ ۱۸۲)

وَنَفْيُ الضَّرِّ وَالنَّفْعِ هُنَا عَنِ الْاَصْنَامِ بِاعْتِبَارِ الذَّاتِ وَاثْبَاتُهُمَا لَهَا فِي الْحَجِّ فِي قَوْلِهٖ يَدْعُوْ لَمَنْ ضَرُّهٗ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ بِاعْتِبَارِ السَّبَبِ۔

غرض کہ صاحب تقویت الایمان نے آیت کے معنی میں طرح طرح کی غلطیاں کی ہیں۔

اس آیت کے ترجمہ اور مطلب میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے اور بھی کئی غلطیاں کی ہیں کہاں تک شمار کرائی جائیں اس کے بعد آیہ کریمہ نقل کرتے ہیں۔

(تقویت الایمان صفحہ ۲)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ۔

اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں درے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لیے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں بیشک اللہ حکم کرے گا ان میں اس چیز میں کہ اختلاف ڈالتے ہیں۔ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکر کو۔

یہ آیت کریمہ بھی کفار کے حق میں نازل ہوئی اور بتوں کی پرستش میں جو ان

کے باطل عذر تھے اس میں اُن کا ابطال کیا گیا اس کو مسلمانوں پہ ڈھان اور بتوں کی بجائے بزرگان اسلام کے ساتھ توسل وشفاعت کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی تحریف اور اللہ تعالیٰ پر افتراء اور خارجیوں کی تقلید ہے صاحب تقویت الایمان اس کا عادی ہو گیا وہ ہر جگہ یہی فریب کاری کر کے مسلمانوں کو مشرک بناتا ہے تمام تفاسیر میں اس آیت کو کفار کے حق میں نازل بتایا ہے۔ جلالین میں ہے۔

> وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ (الْاَصْنَامَ) اَوْلِيَاءَ وَهُمْ كُفَّارُ مَكَّةَ ـ

وہابیہ کے سردار مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے ترجمہ میں اس آیت کے شان نزول میں لکھا ہے۔

> جبیر ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت تین قبیلوں عامر اور کنانہ اور بنی سلمہ کے حق میں نازل ہوئی ہے جو بتوں کو پوجتے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

ترجمہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۵۰

اس غضب کا کیا ٹھکانا کہ جو آیت بت پوجنے والوں کے حق میں نازل ہو وہ مومنین پر چپکائی جائے۔ اس کے بعد تقویت الایمان میں ایک اور آیت لکھی ہے جو مع ترجمہ نقل کی جاتی ہے۔

> قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ـ

تقویت الایمان صفحہ ۹

ترجمہ :- کہہ کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا جو تم جانتے ہو سو

تقویت الایمان میں قرآن پاک پر افتراء اور تحریف کر کے بتوں کے بت پرستوں کا حکم مسلمانوں پر لگا دیا

[وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے کہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہیں۔]

صاحب تقویت الایمان کا خود اپنا ترجمہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ہر چیز کا تصرف اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں اس قادر حکیم کے سوا کوئی بالذات متصرف نہیں وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا یعنی جسے وہ ذلیل و خوار کرے اس کو کوئی عزت و آسائش نہیں دے سکتا اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے خود اپنے ترجمہ کا کہاں تک لحاظ کیا اور اس آیت سے جو نتیجے انہوں نے نکالے، ترجمہ اُن کی کہاں تک تائید کرتا ہے اب وہ نتیجے ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

(۲) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔

(۳) یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبرِ خدا کے وقت کا فر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اُسی کا مخلوق اور اُسی کا بندہ سمجھتے تھے۔

(۴) یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی اُن کا کفر و شرک تھا۔

(۵) جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

اب اس کے متعلق آپ غور کیجئے (۱) اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔ اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء و مرسلین و اولیاء و صحابہ و تابعین

وغیرہم سب سے قطع تعلق کر دے چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے کہ جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے سوا کو نہ مانے۔ صفحہ ۲۰ میں لکھا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان۔

اسمٰعیل صاحب کے ان کلاموں کا حاصل یہ ہے کہ نہ انبیاء کو مانو نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ جنت دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے منکر ہو بیٹھو پھر غضب یہ کہ پیغمبروں پر افترا کر دیا کہ جتنے پیغمبر آئے وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے کہ اللہ کو مانو اور اس کے سوا کسی کو نہ مانو۔ باوجودیکہ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہو رہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۱۳

(النساء پ ۵ ع ۱۷)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اس کتاب پر جو پہلے نازل فرمائی اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کو اور رسولوں کو اور کتابوں کو اور قیامت کو ماننے کا حکم دیا اور جو نہ مانے اس کو انتہا کا گمراہ (کافر) فرمایا۔ مگر مولوی اسمٰعیل صاحب قرآن پاک کے خلاف کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مانو۔ اور پھر یہ طوفان بکنا کہ ہر رسول یہی حکم لایا۔ وہابیوں میں کوئی ہے جو بتائے کہ کون رسول یہ حکم لائے جو

شخص خدا اور رسول پر بہتان اٹھائے اُس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا۔ پھر خود اس نے یہ کتاب تقویت الایمان کیوں تحریر کی اس کو کون مانے گا جب خدا کے سوا اور کا ماننا شرک ہے تو اسمٰعیل اور تقویت الایمان کا ماننا کب جائز یہ بھی تو شرک ہوگا۔ جو لوگ مولوی اسمٰعیل اور تقویت الایمان کو مانتے ہیں اور ایمان کی درستی کے لیے اکسیر اعظم جانتے ہیں وہ سب تقویت الایمان کے اس حکم سے مشرک ہوئے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خدا کے سوا اور کسی کو نہ ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اور کسی کو قادر و متصرف بالذات نہ مانے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو عبارت میں اس پر دلالت نہیں علاوہ بریں یہ خود تقویت الایمان کی تصریح کے خلاف ہے۔ چنانچہ اس میں ہے:

> پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت اُن کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی قوت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی اگر انبیاءُ اولیاءُ کے لیے قدرت تصرف مانے جب بھی شرک تو یہ توجیہ بھی درست نہیں بیٹھتی۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہ مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ مانے تو یہ بات بھی تقویت الایمان کی عبارت سے نہیں سمجھی جاتی بلکہ اس سے اس کے خلاف ثابت ہے ملاحظہ ہو تقویت الایمان۔

> سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک مشرک ہونے کے لیے کسی کو خدا یا معبود ماننا ہی ضرور نہیں بلکہ اللہ کا عابد بندہ اور مخلوق جانے جب بھی ابوجہل کی برابر مشرک ہو جاتا ہے۔

یہ توجیہہ بھی بیکار گئی اور نتیجہ وہی رہا کہ خدا کے سوا کسی کو ماننا صاحب تقویت الایمان کے نزدیک درست نہیں خواہ اُس کو معبود نہ جانتے بہر حال تقویت الایمان کا یہ قول کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے بالکل باطل اور خلاف شرع ہے۔

(۲) علیٰ ہٰذا القیاس مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا بالکل غلط اور قرآن کریم پر افترا ہے آیت کریمہ میں یہ کہیں بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اسی آیت میں کیا تمام قرآن پاک کی کسی آیت میں نہیں کسی حدیث میں نہیں۔ بلکہ یہ باطل مضمون بکثرت آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب کے اوّل میں مشرح ذکر کر چکے ہیں۔ اسی طرح مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اُن کی پیش کی ہوئی آیت سورہ مومنون سے ثابت نہیں قرآن پاک پر افترا کرنے کی اس شخص کو بڑی جرأت ہے اور لوگ اسی دھوکہ میں گمراہ ہوتے ہیں کہ آیت لکھ کر اپنے تراشیدہ غلط و باطل مدعا کو اُس کی طرف نسبت کر دیتا ہے۔ عوام بیچارے سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن کا حکم ہے انہیں کیا خبر کہ مفتری نے دل سے گھڑا اور فریب کاری سے قرآن شریف کی طرف نسبت کر دیا۔ لطف یہ ہے کہ اُس کا یہ مضمون خود اُس کے اپنے ترجمہ سے بھی تو مستفاد نہیں ہوتا ترجمہ میں تو لکھا اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا۔ جس سے ظاہر کہ اس کی مرضی کے خلاف اس کے مقابل ہو کر کوئی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حال میں بھی نہیں کر سکتا نہ خدا کی مرضی نہ اُس کے قدرت دینے سے دیکھیے یہ کیسا دھوکا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان فریب کاریوں سے بچائے آمین سوہابیہ ان تحریفات سے بھی نہیں شرماتے افسوس۔

تقویۃ الایمان کا قرآن کریم پر افترا اور تحریف

(۳) مولوی اسمٰعیل صاحب نے سورۂ مؤمنون کی اس آیت سے ایک یہ بھی نتیجہ نکالا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اُسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ تقویت الایمان صفحہ ۸

سورۂ مومنون کی آیت اور خود مولوی اسمٰعیل کا لکھا ہوا ترجمہ خوب غور سے پڑھ لیجئے اُس میں کہیں بھی یہ مضمون نہیں ہے جو مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے دل سے تراش کر بے دریغ قرآن پاک کی طرف نسبت کر دیا۔ اب رہی یہ بات کہ یہ مضمون صحیح ہے یا غلط اس کی نسبت اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ تمام اہل علم جانتے ہیں کہ کفار میں وہ بھی تھے جو اپنے معبودان باطل کو معبود تو جانتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے رتبہ میں کم سمجھتے تھے اور وہ بھی تھے جو اپنے مزعوم شرکاء کو خدا کی برابر مانتے تھے۔ قرآن پاک میں ہر قسم کے مشرکین کا ابطال فرمایا گیا۔

(۴) تقویت الایمان میں اسی آیت سورۂ مومنون کے فوائد میں یہ بھی درج کیا ہے کہ یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اُن کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا یہی اُن کا کفر و شرک تھا۔ تقویت الایمان صفحہ ۸

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے نزدیک کفار بت پرستی تو کرتے نہ تھے بلکہ فقط بتوں کو پکارنا اُن کی منتیں ماننی نذر و نیاز کرنی اُن کو وکیل و سفارشی سمجھنا فقط اتنی ہی باتوں پر قرآن پاک نے کفر و شرک کا حکم دیا۔ اب کوئی اسمٰعیل پرست بتائے کہ آیہ سورۂ مؤمنون میں یہ مضمون کہاں ہے اور اگر اس آیت میں نہیں ہے تو قرآن پاک کی اور کسی آیت میں دکھائے قرآن پاک پر افترا کر کے تو اس شخص نے مذہب ہی بنایا ہے ورنہ یہ بے دینی کس طرح چلتی باوجودیکہ اس

آیت سے اوپر خود ہی سورہ زمر کی آیت مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی لکھ کر اُس کا ترجمہ لکھا ہے کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم اُن کو سو اس لیے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں ۔ اس آیت میں اُن کا اصل شرک بتوں کا پوجنا ذکر فرمایا گیا اور اُس کے ساتھ بُت پرستی کا یہ عذر باطل کہ حصول قرب کی نیت سے بُت پرستی کرتے ہیں اس میں اسمٰعیل نے وَیَعۡبُدُوۡنَ سے آنکھیں میچ کر یہ حکم کر دیا کہ وکیل وسفارشی جاننا ہی اُن کا کفر و شرک تھا تو کیا بتوں کی عبادت کرنا اسمٰعیل کے نزدیک کفر و شرک ہے اس میں جہاں سورۂ مومنون کی آیت پر افترا ہے۔ اور اپنے تراشیدہ مضمون کو خداوند عالم عزوعلا کی طرف غلط نسبت کیا ہے۔ وہاں قرآن پاک کی صدہا آیتوں کا انکار بھی ہے جن میں مشرکین وکفار کے کفر و شرک بت پرستی متعدد الٰہ ماننے وغیرہ قبائح کا بیان ہے۔

(۵) مولوی اسمٰعیل کا یہ قول کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرتے گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل شرک میں برابر ہیں ۔ یہ ایک دعویٰ ہے۔ اور قرآن پاک کی طرف اُس کو نسبت کرنا خدائے پاک پر افترا ہے نہ سورۂ مومنون کی آیت میں یہ مضمون نہ قرآن پاک کی کسی اور آیت میں نہ کسی حدیث میں نہ ائمہ دین کے کسی قول میں ۔ مولوی اسمٰعیل کے اس قول سے اہل اللہ کو پکارنے والا غیبی ماننے والا نذر و نیاز کرنے والا ، اولیاء انبیاء کو شفیع سمجھنے والا ، اور اس کے ساتھ ہی یہ اعتقاد کرنے والا کہ وہ اللہ کے بندے اور اُس کی مخلوق ہیں ، معاذ اللہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے تو کیا اُس کے اعتقاد میں ابو جہل انبیاء کو شفیع مانتا تھا یا اہل اللہ کو پکارتا تھا یا خاصان خدا کی نذر و نیاز کرتا تھا کس طریقہ پر نذر و نیاز کرتے

تقویت الایمان کا قرآن پاک پر پانچواں افتراء

والے مسلمان ابوجہل کی برابر مشرک ہو گئے۔ دنیا بھر میں کوئی اسمٰعیلی وہابی بتائے تو کہ اُس کے امام کا یہ کلام کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ ندا کی بحث اوپر بہ تفصیل گزر چکی اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہو گیا کہ اہل اللہ کو ندا کرنا شریعت نے جائز رکھا بلکہ بہت سے مقامات پر اس کا حکم کیا ہے خود نماز میں حضور پر عرض سلام ندا کے ساتھ ہے السلام علیک ایہا النبی تو اسمٰعیل کے عقیدے میں ہر نمازی مشرک ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے اشعار ندائیہ نقل ہو چکے تقویۃ الایمان کے اس اندھا دھند حکم سے وہ سب لوگ ابوجہل کی برابر مشرک ٹھہرتے ہیں ان جناب کا یہ خودساختہ حکم نہ قرآن سے ثابت نہ حدیث سے نہ کتب دینیہ سے بالکل سب کے مخالف شریعت طاہرہ کی تصریحات اور تمام علمائے دین کے کلام اور خود مولوی اسمٰعیل صاحب کے خاندانی بزرگوں کے کلام اُن کے بطلان پر ناطق ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں فاتحہ وقل و درود خواندن تبرک مے شود خوردن بسیار خوب ست

امامین کی نیاز کا کھانا اور اس پر فاتحہ قل درود پڑھنا شاہ صاحب متبرک اور بہت خوب بتاتے ہیں یہ وہی نیاز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ یہی حضرت کے زمانہ کے کفار کا کفر و شرک تھا اور جو کوئی یہ معاملہ کرے وہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے اسمٰعیل کے اعتقاد میں شاہ صاحب بھی ابوجہل کی برابر مشرک ہیں۔ پوچھو اسمٰعیل کے ماننے والوں سے کہ شاہ صاحب کو کیسا سمجھتے ہیں۔ ابھی تک اسمٰعیل ہی کی طرفداری کیے جائیں گے یا شاہ صاحب کے کلام کو حق مان کر اس باطل کا مداور اس کی کتابوں سے

تقویۃ الایمان کے حکم سے شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ابوجہل کی برابر مشرک ہیں۔

بیزاری ظاہر کریں گے اسی فتوے میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

اگر گفتہ شود یا الٰہی نذر کردم برائے تو اگر شفا دہی مریض مرا یا مانند آں طعام بخواہم داد فقراء را کہ بر دروازہ سید نفیس اند یا مانند آں یا خرید خواہم کرد بوریا ہائے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی آں مسجد یا دراہم خواہم داد برائے کسی کہ شعائر مسجد می کند از قسمیکہ در آں نفع فقراء باشد و نذر برائے خداوذکر نمودن شیخ جز ایں نیست کہ محل صرف نذر ست برائے مستحقان نذر جائز ست۔

(فتاوی عزیزیہ ص ۵۵ مطبوعہ مجتبائی)

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یا الٰہی میں نے تیرے لیے نذر کی اگر تو مریض کو تندرست کرے یا اُس کی مثل تو میں اُن فقراء کو کھانا کھلاؤں گا جو سیّد نفیس کے آستانہ پر رہتے ہیں یا مسجد کے لیے بوریا خریدوں گا یا اُس مسجد کی روشنی کے لیے تیل یا اُس کو روپے دوں گا جو مسجد کی خدمت کرے نذر خدا کے لیے اور شیخ کا ذکر صرف اس لیے ہے کہ وہ مستحقوں پر نذر کے خرچ کرنے کا محل ہے نذر جائز ہے۔ اولیاء کے آستانوں کے خدام کو نذریں دینا اور اُن کو مصرف نذر ٹھہرانا اور ایسی نذر جائز ہونا شاہ صاحب نے بیان فرمایا یہی وہ چیز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس کے کفار کا یہی کفر شرک تھا اور ایسا معاملہ کسی کے ساتھ بھی کرے تو آدمی ابو جہل کی برابر کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔ یہی ہے وہ نذر و منت جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے اور شاہ صاحب جائز بتا رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے یہ اپنی طرف سے نہیں فرمایا بلکہ فقہاء کا ارشاد ہے جو شاہ صاحب نے زبان فارسی میں ادا فرمایا بحر رائق اور طحطاوی و شامی وغیرہ

کتب معتبرہ میں ہے۔ إنْ قالَ يا اللهُ إنِّي نَذَرْتُ لكَ إنْ شَفَيْتَ مَرِيضِي أوْ رَدَدْتَ غائِبِي أوْ قَضَيْتَ حاجَتِي أنْ أُطْعِمَ الفُقَراءَ الَّذِينَ بِبابِ السَّيِّدَةِ نَفِيسَةَ أوِ الفُقَراءَ الَّذِينَ بِبابِ الشّافِعِي أوِ الإمامِ اللَّيْثِ أوْ أشْتَرِي حَصِيرًا لِمَساجِدِهِمْ أوْ زَيْتًا لِوُقُودِها أوْ دَراهِمَ لِمَنْ يَقُومُ بِشَعائِرِها إلى غَيْرِ ذلِكَ مِمّا يَكُونُ فِيهِ نَفْعٌ لِلفُقَراءِ وَالنَّذْرُ لِلّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِكْرُ الشَّيْخِ إنَّما هُوَ مَحَلٌّ لِصَرْفِ النَّذْرِ لِمُسْتَحِقِّيهِ القاطِنِينَ بِرِباطِهِ أوْ مَسْجِدِهِ أوْ جامِعِهِ فَيَجُوزُ بِهذا الاعْتِبارِ۔

ف: تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

> اگر مالیدہ و شیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز است مضائقہ نیست۔

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے اُن کی روح کے ایصال ثواب کے ارادے سے پکا کر کھلائیں کچھ مضائقہ نہیں ہے جائز ہے اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں۔ یہی اسمٰعیلی عقیدہ میں شرک ہے۔

ف: پھر سنو شاہ صاحب فرماتے ہیں:

> اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء راہم خوردن ازاں جائز است واللہ اعلم۔

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے پوچھو اسمٰعیلیوں سے بزرگوں کے نام کی فاتحہ آپ کے شرکی عقائد میں کیا حکم رکھتی ہے پھر شاہ صاحب کے لیے کیا تمغہ تیار کیا ہے۔ یہ تو شاہ صاحب ہیں۔

ان کا کلام تو میں آپ کو اور بھی سناؤں گا۔ اب ایک عبارت مولوی اسمٰعیل کی بھی تو ملاحظہ فرمائیے جو صراط مستقیم میں لکھی ہے۔

> نپندارند کہ نفع رسانیدن باموات بالطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر و افضل ۔

صراط مستقیم مطبع ضیائی ص

یعنی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو کھانا کھلانا اور فاتحہ خوانی کے ذریعہ سے نفع پہنچانا اچھا نہیں ہے کیونکہ یہ معنی بہتر اور افضل ہیں۔ اب تو اسمٰعیلی فاتحہ کے لیے بیکار جنگ نہ کریں گے اُن کے امام نے بھی اُس کو بہتر و افضل مان لیا۔ مگر دریافت کرنا تو یہ ہے کہ اموات کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز سمجھکر مولوی اسمٰعیل اپنی تفویت الایمان کے حکم سے شرک کے کس طبقہ میں پہنچے کوئی صاحب یہ عذر نہ کریں کہ یہاں صرف فاتحہ کا ذکر کیا نذر و نیاز کا نہیں اور شرک تو انہوں نے نذر و نیاز کو بتایا ہے کیونکہ یہ معاملہ خود مولوی اسمٰعیل نے اسی صراط مستقیم میں طے کر دیا ہے لکھتے ہیں۔

> پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست ۔

صراط مستقیم مطبع ضیائی ص

مولوی اسمٰعیل صراط مستقیم میں نذر و نیاز و فاتحہ و عرس جائز بتا کر خود ہی تفویت الایمان کے حکم سے ابوجہل کے برابر مشرک ہوئے

یہاں تو صاف نذر و نیاز اموات کا ذکر ہے جس کو تفویت الایمان میں شرک بتایا ہے اور اُس کے کرنے والے کو ابوجہل کی برابر مشرک ٹھہرایا ہے یہاں مولوی اسمٰعیل اُس کی خوبی میں شک و شبہ نہیں بتاتے تو فرمائیے اپنے حکم سے مومن رہے یا مشرک اور مشرک ہوئے تو فقط ابوجہل کی برابر یا فرعون و ہامان بلکہ ابلیس کی برابر کیونکہ فقط نذر و نیاز کرنے سے ابوجہل کی برابر مشرک بتا چکے ہیں اور یہاں تو نذر و نیاز کی ترغیب دے رہے ہیں اور اُس کو خوب بتا رہے ہیں اور خوبی میں شک و شبہ لانے سے منع

کر رہے ہیں تو تقویت الایمان کے لحاظ سے ابوجہل سے کئی درجے اور بڑھ گئے ابھی کیا ہے صراط مستقیم کی فصل دوم میں طریقہ چشتیہ کا بیان ملاحظہ کیجئے جہاں لکھتے ہیں۔

صراط مستقیم میں فاتحہ کے لیے نماز کی طرح بیٹھنا اور بزرگوں کے توسل سے حاجت روائی چاہنا

اول طالب را باید کہ با وضو دو زانو بطور نماز بنشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگان نماید و بنیاز تمام و زاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔

صراط مستقیم مطبع ضیائی ص۱۲۲

یعنی پہلے طالب کو چاہیئے کہ باوضو دو زانو نماز کے طریقہ پر بیٹھے اور اس طریقہ کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ بختیار کاکی وغیرہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہِ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع و زاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کرکے دو ضربی ذکر شروع کرے۔

اب اس تعلیم میں دیکھئے کتنی خوبیاں ہیں۔

مولوی اسمٰعیل کا اپنے قول سے بدعتی ہونا

۱؎ قرآن حدیث صحابہ تابعین تبع تابعین سے طریقہ ان ہیئیات و تخصیصات کے ساتھ کہیں ثابت نہیں ہوتا۔ وہابیہ کے مذہب کی بناء پر یہ بدعت ہوا۔ اور مولوی اسمٰعیل بدعتی ضال۔

۲؎ مولوی اسمٰعیل نے خود لکھا ہے۔

کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں کتنے بزرگوں کے قصوں کو دیکھتے ہیں اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند

پکڑتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۲)

رسول سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی راہ نہ پکڑے (تقویۃ الایمان ص۲)
لہٰذا اوروں کو ماننا محض خبط ہے (تقویۃ الایمان ص۸) اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی
کو نہ ماننے (تقویۃ الایمان ص۲) کسی کی رسم و راہ کو ماننا اور اُس کے حکم کو اپنی سند سمجھنا
یہ انہیں باتوں میں سے ہے جو خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں
پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔
(تقویۃ الایمان ص۴)

تقویۃ الایمان کی ان عبارات میں اس پر زور دیا گیا ہے۔ کہ علماء مشائخ
بزرگانِ دین کسی کو نہ ماننا چاہیئے اور کسی کے حکم کو سند سمجھنا شرک۔ اب اس
میں خواہ امام ہوں یا مجتہد یا غوث یا قطب یا باپ دادا تقویۃ الایمان کے حکم سے
سب کی نافرمانی فرض ہے اور فرض بھی ایسی کہ نہ کرے تو مشرک ایمان سے خارج
اس پر یہاں تک زور دیا ہے کہ خود رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کو بھی
احکام نبی سمجھ کر ماننا شرک بتایا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے
کہ شرع انہیں کا حکم ہے اُن کا جو جی چاہتا تھا۔ اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور
وہی بات اُن کی اُمت پر لازم ہو جاتی تھی۔ سو ایسی باتوں سے شرک ثابت
ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۳) جب رسول کی بات بھی اسمٰعیل کے نزدیک ماننے
کے قابل نہیں اور اُس کو ماننے والا بھی مشرک ہو جاتا ہے۔ تو اسمٰعیل کا یہ طریقہ
چشتیہ نکالا ہوا کیوں شرک نہ ہو گا۔ اور اس کو منوانے کے لیے کتاب لکھنے والا مشرک
گو بردہ احکام شرک ہیں۔ جو خود اسمٰعیل نے بڑے زوروں سے تقویۃ الایمان میں لکھے

تقویۃ الایمان کی رو سے علماء پیر استاد باپ دادا سب کی نافرمانی فرض ہے جو نہ مانے وہ مشرک ہے امام اور مجتہد پیغمبر کے نزدیک بھی مشرک ہے

صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک پیغمبر علیہ السلام کا حکم ماننا بھی شرک ہے

ہیں اور صراطِ مستقیم کی عبارت سے خود اُس کے اوپر جاری ہو گئے اور وہ اپنے ہی مقرر کردہ حکموں سے مشرک ہوا۔ ہے کوئی جو اُس کی حمایت کرے اور اس شرک سے اُس کو بری ثابت کر سکے نہیں ہرگز نہیں ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　　چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

۳؎ صراطِ مستقیم کی عبارت میں چشتی بزرگوں کے نام کی فاتحہ اور اُس میں باوضو دو زانو بیٹھنے کا حکم اتنے ہی پر اکتفا نہیں بلکہ یہ بھی تصریح کہ نماز کے طریقہ پر بیٹھے پوچھو تقویت الایمان سے کتنا ڈبل شرک ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

آداب سے کھڑا ہونا اور اُس کو پکارنا اور اُس کا نام جپنا انہیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے (تقویت الایمان ص۱۲) جہاں ادب سے کھڑا ہونا شرک ہو وہاں باادب دو زانو اور وہ بھی نماز کی طرح بیٹھنا کس طرح شرک نہ ہوگا۔

۴؎ مولوی اسمٰعیل نے فاتحہ کا حکم دے کر تو وہابیہ کی شیخی کرکری کی ہی تھی اس سے بڑھکر یہ ستم ڈھایا کہ کشود کار کی دعا میں نہایت گریہ وزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بزرگانِ چشت کا وسیلہ بنانے کا حکم دیا یہ اُس کے عقیدہ کا وہی شرک ہے جس کو مثولی عبارت میں لکھا ہے کہ کسی کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا ہی اُن کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اُس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ اب تو خواجگان چشت کو صراطِ مستقیم میں اپنا وکیل و سفارشی مان کر اسمٰعیل اپنے ہی حکم سے ابوجہل کی برابر مشرک ہوا مسلمانوں پر شرک کے جھوٹے حکم لگانے کا یہ وبال ہے۔ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ

لوکانوا یعلمون۔ ان الفاظ پر تو غور فرمائیے کہ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے یعنی خواہ وہ مسلمان انبیاء و اولیاء کو شفیع و سفارشی سمجھے تو بھی اسمٰعیل کے نزدیک ابوجہل کی برابر مشرک۔

مسائل نذر و نیاز کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا فتویٰ

اس دشمن ایمان کو یہ تو نظر نہ آیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں انبیاء اولیاء کو شفیع سمجھنا کس نے بتایا اور اُس کا یہ حکم شرک کہاں تک پہنچا لیکن یہ یاد نہ رہا کہ صراط مستقیم میں خود بھی اولیاء کو وکیل و سفارشی بنا چکا ہے۔ اور تقویت الایمان میں یہ حکم اپنے ہی اوپر ڈے چکا ہے اب یہ بات خوب اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ اولیاء کی نذر و نیاز کرنا اور اُن کو اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا جس کو اسمٰعیل نے تقویت الایمان میں کفر و شرک کہا ہے۔ خود اسمٰعیل اور اس کے بزرگوں کے قول سے بھی ثابت ہے اور اُس کا یہ حکم شرک بے دلیل و باطل اب مسائل نذر و نیاز وغیرہ کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارتیں نقل کر دی جاتی ہیں۔ تاکہ اسمٰعیل کی فریب کاری خوب واضح ہو جائے شاہ صاحب فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

فتاویٰ عزیزی مطبوعہ ۱۳۲۱ مطبع مجتبائی

حقیقت این نذر آنست کہ اہدائے ثواب طعام و انفاق و بذل مال بروح میت کہ امر یست مسنون و از روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ این نذر مستلزم می شود پس حاصل این نذر آنست کہ آن نسبت مثلاً اہداء ثواب ہذا القدر الی روح فلاں و ذکر ولی برائے تعین عمل منذور ست نہ برائے مصرف و مصرف ایشاں متوسلان

آں ولی می باشند از اقارب و خدمہ و ہم طریقان و امثال ذٰلک وہمین است مقصود نذر کنندگان بلاشبہ و حکم اَنَّہٗ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع۔

اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نذر کی حقیقت کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ امر سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ام سعد وغیرہ کی حدیث سے ثابت تو اس نذر کا حاصل طعام وغیرہ کی ایک مقدار معین کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا ہے اور ولی کا ذکر عمل منذور کی تعین کے لیے ہے نہ مصرف کے لیے مصرف اس نذر کرنے والوں کے نزدیک اُس ولی کے اقارب اور خدام اور ان کے طریقے والے اور متوسلین میں اور بلاشبہ نذر کرنے والوں کا یہی مقصد ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اس کی ادا واجب ہے، اس لیے کہ وہ شریعت میں قربت معتبرہ ہے۔

شاہ صاحب نے مسئلہ کو خوب حل فرمایا ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت اور مسنون بتایا میاں اسمٰعیل یہ کہہ رہے ہیں کہ کفار کا یہی شرک تھا اور جو کوئی ایسا کرے وہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی یہ تحقیق بالکل درست اور احادیث و فقہ کے بالکل مطابق ہے مسلمان نذر اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں ثواب اس کا کسی بزرگ کو پہنچاتے ہیں اور جس چیز کی نذر کی ہے اس کو اس بزرگ کے خدام یا اعزہ یا متوسلین یا متبعین یا اُن کے طریقہ کے لوگوں پہ خرچ کرتے ہیں یہ سب

نذر کا جواز حدیث شریف سے

شرع میں جائز اور اُس کو شرک بتانا دین پر افترا اور مسلمانوں کی تکفیر ہے۔ اب اس کے ثبوت ملاحظہ فرمائیے ابوداؤد شریف کی حدیث ہے۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۹۸

عَنْ ثَابِتِ بْنِ ضَحَّاكٍ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيْهِ وَثَنٌ مِنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِيْهِ عِيْدٌ مِنْ اَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ۔

خلاصہ مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کیا وہاں مشرکین کا کوئی بُت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہو یا کفار کا کوئی میلہ لگتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔

نذر کا شرعاً مخصوص مقام خانقاہ یا درگاہ یا آستانہ میں ادا کرنا

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی مکان مخصوص یا خانقاہ یا درگاہ یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیونکہ نہ وہاں بت ہوتا ہے جس کی پوجا کی جاتی ہو نہ کفار کا میلہ۔

اب رہی یہ بات کہ اس عمل کا ثواب کسی بزرگ کو پہنچانا بھی شرع میں درست ہے یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ بلاشک درست ہے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت ام سعد کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اُس سے ثابت ہے

حدیث کو خود مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں نقل کیا ہے اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

> حضرت رسالت پناہ سعد بن معاذ را بعد التماس الیشان کہ مادرم ناگاہ فوت شدہ و یارائے گفتن نیافت و اگر می یافت وصیتی میکرد پس برائے وی اگر چیزے بکنم نفع بوی خواہد رسید فرمود چاہ بکن و بگو کہ ایں برائے مادر سعد ست۔

یعنی حضرت سعد بن معاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے وفات پائی تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ کروں تو کیا انہیں نفع پہنچے گا۔ حضور نے فرمایا کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے اس کے بعد پھر مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

> حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از طرف برادر خود عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وفاتش بردہا آزاد کردند و برہمیں قیاس باید کرد سائر عبادات را عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثواب آں بروح کسے از گذشتگان برساند طریق رسانیدن آں دعائے خیر بجناب الٰہی ست پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن ست۔

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمٰن کی وفات کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد کیے اور اس پر تمام عبادات کو قیاس کرنا چاہیئے پس جو عبادت مسلمان سے ادا ہو اس کا ثواب گذرے ہوئے لوگوں میں سے

کسی کی روح کو پہنچائے تو یہ ضرور بہتر اور مستحسن ہے اور ثواب پہنچانے کا طریقہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا ہے۔ مولوی اسمٰعیل صاحب کی اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں تیجہ چالیسواں عرس، نذر، نیاز سب کو جائز کر دیا۔ جب ہر عبادت کا ایصال ثواب حدیث شریف سے ثابت ہے تو ذکر تلاوت صدقہ سب کا ایصال ثواب حدیث کے مطابق ہوا اس کو بدعت کہنا ایک امر ثابت بالسنۃ کو بدعت بتانا اور اسمٰعیل کو بدعتی ٹھہرانا ہے اور اسمٰعیل ان امور کو بدعت و شرک کہے تو وہ اپنے قول سے خود ملزم ہے۔

الحاصل نذر و نیاز منت کا جواز بدلائل واضحہ ثابت ہوا اور مخالف کو اس میں کوئی جائے گفتگو باقی نہ رہی۔

اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ نذر اللہ کے لیے ہو اور ایصال ثواب بزرگوں کی روح کو کیا جائے یہ تو درست ہے۔ دلائل سے ثابت ہے اس میں کوئی جائے اعتراض نہیں ہے مگر نذر عبادت ہے اولیاء کی طرف اس کو نسبت کرنا شرک ہے۔ کیونکہ اس عبادت کی نسبت غیر خدا کی طرف ہوتی ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کی گیارہویں شیخ عبد الحق کا توشہ بی بی صاحبہ کی صحنک خواجہ صاحب کی دیگ شاہ بوعلی قلندر کی سہ منی اماموں کی نیاز کھچڑا، شربت اس قسم کی نسبتوں کو مولوی اسمٰعیل نے شرک کہا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کہنے پہ شرک کا حکم دینا غلط خلاف شرع اور مسلمانوں کو بے وجہ مشرک بنانا ہے۔ یہ تو کسی مسلمان کے وہم و خیال میں بھی نہیں آتا کہ ہم ان بزرگوں کی عبادت کرتے ہیں یا اس نذر سے ان کا تقرب چاہتے ہیں نہ کوئی مسلمان اس خیال کو گوارا کر سکتا ہے عوام اور جہال کے ذہن میں تو یہ معنی آتے بھی نہیں وہابی کوشش کر کے سکھائیں تب

مولوی اسمٰعیل صاحب کے قول سے فاتحہ گیارہویں تیجہ چالیسواں عرس نیاز سب جائز ہوئی۔

شاید کوئی اس شرک کی معنی کو سمجھے۔ ہر مسلمان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ ایصال ثواب
ان بزرگوں کے لیے ہے اور اسی مناسبت سے وہ نسبت کر دیتے ہیں چنانچہ حضرت
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس کی تفصیل فرمادی جو اوپر
مذکور ہو چکی اب رہی یہ بات کہ ایصال ثواب کے لحاظ سے کسی چیز کو غیر خدا کی طرف
نسبت کرنا شرک ہو یہ بالکل غلط اور قرآن و حدیث کے خلاف ہے ام سعد کی حدیث
جو خود اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں نقل کی اور یہاں بھی ذکر کی گئی ہے خود اس میں حضور
اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کنویں کی نسبت ام سعد کی طرف فرمائی جس کو مولوی اسمٰعیل
صاحب نے ان لفظوں میں ذکر کیا ہے۔ چاہ بکن و بگو کہ ایں برائے مادر سعد ست
یہ نسبت شرک ہوتی تو حدیث میں کیسے آتی۔ مولوی اسمٰعیل صراط مستقیم میں تو لکھ
گئے اس وقت انہیں نظر نہ آیا کہ میں یہ کیا لکھتا ہوں یہ تو شرک ہے اور تقویت الایمان
میں اسی کو ابو جہل کا سا شرک بنایا ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ ایک ہی چیز کو
ایک جگہ شرک بتانا دوسری جگہ حدیث سے ثابت کہنا کیسی حیاداری ہے۔ پھر
کہاں تک کوئی شرک کہے گا ایسی نسبت خود قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالےٰ
فرماتا ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ الآیہ کہ صدقات فقراء و
مساکین وغیرہ کے لیے ہیں۔ یہاں صدقات کی فقراء و مساکین کی طرف نسبت ہو رہی
ہے کیوں اسمٰعیل سے لائے تو اپنی تقویت الایمان سے کچھ غیرت اس سے اور بڑھ
کر سنیے۔ حج خاص عبادت ہے۔ قرآن پاک میں حج کی نسبت بیت خانہ کعبہ کی
طرف کی گئی ہے۔ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ الآیہ اور نماز جمعہ نماز عیدین نماز جنازہ
نماز خسوف نماز ظہر۔ نماز عصر۔ نماز مغرب۔ نماز عشاء۔ نماز فجر وغیرہ

تقویۃ الایمان کی عینک سے سارا اسلام شرک ہی نظر آئے گا

ہیں نماز کی نسبتیں غیر خدا کی طرف ہیں تو کیا یہ سب نمازیں شرک ہو گئیں۔ روزے رمضان کے۔ زکوٰۃ سونے کی۔ زکوٰۃ چاندی کی۔ زکوٰۃ مال کی۔ زکوٰۃ گایوں کی۔ زکوٰۃ بکریوں کی۔ ان تمام عبادتوں کی نسبتیں بھی غیر خدا کی طرف ہیں اور صرف ہماری ہی بول چال میں نہیں بلکہ بکثرت احادیث میں تو کیا یہ سب شرک۔ اسمٰعیلی تقویۃ الایمان کی عینک سے تو سارا اسلام شرک ہی شرک نظر آئے گا۔ الحمد للہ کہ اب خوب واضح ہو گیا کہ مسلمان جو نذریں نیازیں کر کے بزرگوں کے لیے ایصال ثواب کرتے ہیں وہ بے شبہ جائز و درست اور احادیث و آیات سے اُس کا جواز ثابت اُس کو شرک بتانے والا گمراہ۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے زمانے میں میاں اسمٰعیل خفیہ خفیہ لوگوں میں اپنے خیالات پھیلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق شاہ صاحب کی خدمت میں سوال پیش کیا گیا اور بت پرست اور عالم کے ایک مکالمہ کی شکل میں میاں اسمٰعیل صاحب کے یہ خیالات شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کیے گئے۔ حضرت شاہ صاحب نے اس کا نہایت نفیس جواب دیا۔ جو اُن کے فتاوے میں درج ہے چونکہ شاہ صاحب کے جواب سے مولوی اسمٰعیل کی دہرکہ دہی کی پوری قلعی کھل جاتی ہے اس لیے وہ سوال و جواب یہاں درج کیے جاتے ہیں

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ

سوال، بت پرست مدد از بت میخواست عالمے منع کرد کہ شرک مکن بت پرست

گفت کہ اگر شریک خدا دانستہ پرستش کنم البتہ شرک است و اگر مخلوق فہمیدہ پرستش نمایم چگونہ شرک باشد۔ عالم گفت کہ در کلام مجید متواتر آمدہ کہ از غیر خدا مدد مجوئید بت پرست گفت کہ بنی نوع انسان از یکدیگر چرا سوال می نمائید عالم گفت کہ بنی نوع زندہ اند از ایشاں سوال منع نیست و بتاں تو مثل کنہیا و کالکا وغیرہ مردہ اند قدرت بر ہیچ چیز ندارند۔ بُت پرست گفت شما کہ از اہل قبور مدد و شفاعت مے طلبید باید کہ بر شما ہم شرک عاید شود۔ القصہ ہر چہ مقصد و مراد شما از اہل قبور است ہماں قسم مقصود من ہم از صورت کنہیا و کالکا است بحسب ظاہر نہ قوت اہل قبور دارد نہ بُت و اگر میگوئی کہ بقوت باطن اہل قبور کشائش حالات می نمایند لیکن جا از بتاں ہم روائے حاجات مے شود۔ و اگر می گوئید کہ بایشاں مے گوئیم کہ از خدا برائے ما شفاعت بخواہید من ہم از بتان ہمیں استدعا دارم پس ہر گاہ کہ جواز استمداد از اہل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش ستیلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواہد آمد۔

جواب: دریں سوال چند جا اشتباہ واقع شدہ۔ آں چند جا را خبردار باید شد تا آنگاہ بفضل الٰہی سوال جواب بخوبی واضح خواہد شد۔ اول آنکہ مدد خواستن چیز دیگر است و پرستش چیز دیگر است عوام مسلمین برخلاف حکم شرع از اہل قبور مدد میخواہند و پرستش نمے کنند و بُت پرستاں مدد ہم می خواہند و پرستش ہم میکنند پرستش

آنست کہ سجدہ کند یا طواف نماید یا نام او را بطریق تقرب ورد و سازد یا ذبح
جانور بنام او کند یا خود را بندۂ فلانے بگوید و ہر کہ از مسلمانان جاہل یا اہل
قبور این چیز با لعمل آرد فی الفور کافر میگردد و از مسلمانی مے بر آید دوم
آنکہ مدد خواستن دو طورے باشد مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل
آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مدد می جویند و عوام الناس از
اولیا میخواہند کہ از جناب الٰہی فلاں مطلب ما را درخواست نمائید این
نوع مدد خواستن در شرع از زندہ مردہ جائز است و دوم آنکہ باستقلال
چیزیکہ خصوصیات بجناب الٰہی دارد مثل داون فرزند یا بارش باران
یا دفع امراض یا طول عمر و مانند این چیز ہائے آنکہ دعا و سوال از جناب
الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نماید این نوع حرام
مطلق بلکہ کفر است و اگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود
خواہ زندہ باشند یا مردہ این نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج
مے شود بخلاف بت پرستاں کہ ہمیں نوع مدد را از معبودان باطل خود
می خواہند و آنرا جائز مے شمارند و آنچہ بت پرستے گفت کہ من ہم
از بتاں خود شفاعت می خواہم چنانچہ شما ہم از پیغمبراں و اولیا شفاعت
می خواہید پس دریں کلام ہم دغل و تلبیس است زیرا کہ بت پرستاں
ہرگز شفاعت نمی خواہند بلکہ معنی شفاعت را نیز نمی دانند و نہ در
دل خود تصور مے کنند معنے شفاعت سفارش است و سفارش
آنست کہ کسے مطلب کسے را از غیر خود بعرض و معروض ادا

سازد بت پرستان در وقت درخواست مطالب خود از بتاں
نمے فہمند و نمے گویند کہ سفارش ما بحضور پروردگار جل و علا نمائید
و مطلب ما را از جناب او تعالیٰ بر آرید بلکہ از بتاں خود درخواست
مطلب خود مے کنند و آنچہ گفتہ است کہ ہرچہ مقصد شما از اہل قبور
است ہماں قسم مقصود من ہم از صورت کنہیا و کالکا است نیز خطا در
خطا است زیرا کہ ارواح را تعلق بہ بدن خود کہ در قبر مدفون است البتہ
مے باشد زیرا کہ مدت دراز ہیں بدن بودہ اند و اینہا قبور معبودان
خود را تعظیم نمی کنند بلکہ از طرف خود صورتہا و سنگہا و درختاں و
دریاہا قرار مے دہند کہ صورت فلانے است بے آنکہ آں چیز را
تعلق باں ارواح باشد بدن آنہا در آنجا سوختہ گردد و ایں قرار
داد افترائی را ہیچ اثر نسبت آں ہے حاجت روائے بندگان خالق
اکبر از راہ رحمانیت خود مے فرماید آنہا می فہمند کہ از طرف بتاں ایں
فائدہ حاصل شد حق تعالیٰ کہ عالم الغیب والخفیات است حالات
بندگان خود را می داند و در زندگانی آنہا حاجت روائی منظور است
از ہر طرف کہ مطلب خود خواہند مطلب ایشاں را بایشاں مے دہد چنانچہ
پدر مشفق حاجت پسر خود را کہ صغیر السن است می داند در وقتیکہ از
خدمتگار و دائیہ خود چیزے مے طلبد باو مید ہد حالانکہ خدمتگار و دایہ
مقدور ندارد ہمچنیں است حال بتاں بلکہ حال اہل قبور نیز موافق قاعدہ
اہل اسلام دانچہ مرقوم شدہ کہ پس ہرگاہ کہ جواز استمداد از اہل قبور

ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش ستیلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواہند آمد پس فرق درمیان استمداد از اہل قبور و پرستش ستیلا و مسانی بچند وجہ ست اوّل آنکہ اہل قبور معلوم الذکر صلحا و بزرگان بودہ اند و ستیلا مسانی موہوم محض اند وجود آنہا معلوم نیست بلکہ ظاہرا خیال بندی ایں مردم است دوم آنکہ ستیلا مسانی بر تقدیر وجود آنہا از قبیل ارواح خبیثہ شیاطین اند کہ برایذائے خلق بستہ اند اینہا را با ارواح طیبہ انبیاء و اولیاء چہ مناسبت سوم آنکہ استمداد از اہل قبور بطریق دعا است کہ از جناب الٰہی عرض کردہ مطلب ما بر آرند و پرستش ایں چیزہا بنا بر اعتقاد و استقلال قدرت است کہ کفر محض است۔

ترجمہ سوال

ایک بُت پرست بُت سے مدد مانگ رہا تھا ایک عالم نے منع کیا کہ شرک مت کر بت پرست نے کہا کہ اگر خدا کا شریک جان کر پوجوں تو ضرور شرک ہے اور اگر مخلوق سمجھ کر پرستش کروں تو کیسے شرک ہوگا۔ عالم نے کہا قرآن شریف میں متواتر آیا ہے کہ غیر خدا سے مدد مت مانگو۔ بت پرست نے کہا انسان ایک دوسرے سے کیوں سوال کرتے ہیں عالم نے کہا انسان زندہ ہیں اور تیرے بُت جثل کنہیا، کالکا وغیرہ کے مردہ ہیں۔

سلہ یہ گفتگو پرستش میں ہے اور پرستش ہر طرح شرک ہے پرستش کے لیے مخلوق جانتے کا عذر محض باطل و بے کار ہے ۱۲ سلہ عالم وہابی کا یہ قول بھی غلط ہے۔ غیر خدا سے مطلق مدد چاہنے کی ممانعت متواتر تو کیا قرآن شریف میں کہیں ایک جگہ بھی نہیں آئی ۱۲۔

کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ بت پرست نے کہا تم قبر والوں سے مدد اور شفاعت طلب کرتے ہو۔ چاہیئے کہ تم پر بھی شرک عائد ہو۔[1]

خلاصہ یہ کہ اہل قبور سے جو تمہارا مقصود مراد ہے دلیا ہی کالکا اور کنہیا کی تصویر دل سے ہمارا ہے ظاہری طور پر نہ قبر والے طاقت رکھتے ہیں نہ بت اگر کہو کہ قبر والے قوت باطن سے کشاکش حالات کرتے ہیں تو بہت جگہ بتوں سے بھی حاجت روائی ہوتی ہے اور اگر تم یہ کہو کہ ہم اہل قبور سے کہتے ہیں کہ خدا سے ہمارے لیے شفاعت کیجئے تو ہم بھی بتوں سے ایسی استدعا کرتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اگر اہل قبور سے استمداد کا جواز ثابت ہو تو بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان ستیلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے۔

جواب: اس سوال میں چند جگہ اشتباہ واقع ہوا اُس سے خبردار رہنا چاہیئے تاکہ اللہ کے فضل سے سوال کا جواب اچھی طرح سمجھ میں آئے (۱) مدد چاہنا اور چیز ہے اور پرستش دوسری چیز۔ عام مسلمان خلاف شرع اہل قبور سے مدد چاہتے ہیں[2]

---

[1] وہابی عالم کا یہ قول بھی غلط نہ زندہ خدا کا شریک ہو سکتا ہے نہ مردہ مستقل بالذات سمجھ کر مدد مانگنا دونوں سے ناجائز اور اللہ کی دی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھنا کسی کو بھی شرک نہیں۔ اگرچہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت نہیں دی ہے اُس کی نسبت ایسا گمان کرے تو غلط ہوگا۔ ۱۲

[2] اہل قبور سے مدد چاہنے کے دو طریقے ہیں ایک جائز ایک ناجائز مثلاً صاحب تفسیر عزیزی ہیں اُن کی تفصیل کی ہے اور ہم اول کتاب میں اس کی نقل کر چکے ہیں۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندے یا مردے کسی کو بھی اللہ کے سوا قادر بالذات یا متصرف مستقل سمجھ کر مدد مانگے تو یہ ناجائز ممنوع ہے اور اگر مدد الٰہی کا مظہر اور اس کا پیارا سمجھ کر مدد چاہے تو جائز ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھو ہماری اسی کتاب کا صفحہ ۱۳ تا صفحہ ۲۷۔

مدد دو طرح پر [illegible]

اور پرستش نہیں کرتے۔ بت پرست[۱] مدد بھی چاہتے ہیں اور پرستش بھی کرتے ہیں۔ پرستش یہ ہے کہ سجدہ[۲] کرے یا طواف کرے یا اُس کے نام کو بطریق تقرب ورد کرے یا اُس کے نام پر جانور ذبح کرے یا اپنے آپ کو اُس کا پجاری کہے۔ اگر کوئی جاہل مسلمان اہل قبور کے ساتھ بھی ایسا کرے تو فوراً کافر ہو جائے گا۔ دوسرے مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے

۱ـ بت پرست بتوں کو معبود اور متصرف بالذات جان کر مدد طلب کرتے ہیں اس لیے یہ شرک ہے اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود اور متصرف بالذات نہیں جانتے، بلکہ وہ تمام مخلوق کو اللہ کا بندہ اور اس کا محتاج سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری حاجت عرض کرکے کار برآری کراتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ نے انہیں کسی کام کی طاقت دی ہے وہ کر دیتے ہیں یہ اعتقاد ہرگز شرک نہیں چنانچہ شاہ صاحب عنقریب مدد جائز و ناجائز کی تفصیل فرما رہے ہیں۔

۲ـ سجدہ اور طواف وغیرہ مطلقاً "پرستش" نہیں ہے بلکہ بنظر عبادت ہو تب تو شرک ہے چنانچہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی صفحہ ۲۲۴ سورۂ بقر میں فرماتے ہیں۔ پیشانی بر زمین رسانیدن بدو طریق واقع می شود یکے آنکہ برائے ادائے حق معبودیت باشد و ایں قسم در جمیع ادیان و ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع ست و ہیچ گاہ جائز نشدہ (الیٰ قولہ) دوم آنکہ برائے تکریم و تحیۃ باشد مانند سلام و سرخم کردن و ایں معنی باختلاف رسوم عادات و تبدل ازمنہ مختلف است گاہے جائز است و گاہے حرام در قصہ حضرت یوسف و اخوان ایشان واقع شدہ خَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا و در شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ عبادت شرک ہے کبھی کسی شریعت میں غیر خدا کے لیے جائز نہیں ہوا اور سجدہ تحیت و تکریم شرک نہیں اس لیے پہلی شریعتوں میں جائز ہوا۔ ہماری شریعت میں وہ بھی حرام ہے طواف کی نسبت شاہ صاحب کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرمایا بعد ہفت کرت طواف کند دراں تکبیر بخواند۔

باقی حاشیہ ص ۱۲۵

ایک یہ کہ ایک مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے جیسے امراء و بادشاہ سے نوکر اور فقراء بھی مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس اولیاء سے چاہتے ہیں کہ جناب آلہی میں ہماری حاجت عرض کیجئے۔ اس طرح کی مدد شرع میں زندہ اور مردہ دونوں سے جائز ہے۔ دوسرا طریقہ مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزیں بالاستقلال جناب آلہی کے ساتھ خاص ہیں جیسے بیٹا دینا یا مینھ برسانا۔ یا بیماری دور کرنا یا عمر دراز کرنا وغیرہ کسی مخلوق سے چاہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا و سوال کرنا نیت میں نہ ہو (یعنی یہ سمجھے کہ یہ چیزیں یہ بزرگ خود دے دیں گے) اس طرح کی مدد چاہنا حرام مطلق بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان کسی زندہ یا مردہ سے اس قسم کی مدد چاہے تو اسلام سے خارج ہو جائے بخلاف بُت پرستوں کے کہ وہ اسی قسم کی مدد اپنے معبودانِ باطل سے چاہتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں[1]۔ اور یہ بات جو بت پرست نے کہی کہ میں بھی اپنے بتوں سے شفاعت[2] چاہتا ہوں یہ بڑے دھوکے اور فریب کی بات ہے اس لیے کہ بت پرست ہرگز شفاعت[3] نہیں چاہتے بلکہ شفاعت کے معنی تک نہیں جانتے ان کے دلوں میں

(بقیہ حاشیہ ۱۲۴) وآغاز از راست بکند بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد و باید نزدیک روئے میت نشتید بگوید یا رب بست یکبار (انتباہ صفحہ ۱۰۰) یہاں شاہ صاحب کشف قبور کا طواف کرنے اور میت کے پاؤں کی طرف رخسارہ رکھنے کے لیے تعلیم دے رہے ہیں۔ اب وہابی بتائیں کہ تقویت الایمان کے حکم سے شاہ صاحب کو مشرک مانیں گے یا تقویت الایمان کو باطل۔ ۱۲۔

[1] اور مسلمان پہلی قسم کی مدد چاہتے ہیں جو جائز ہے اور شرک نہیں تو بت پرستوں اور مسلمانوں میں بڑا فرق ہے۔ ۱۲

[2] یہی بت پرست والی بات مولوی اسمٰعیل بھی تقویت الایمان میں لکھتے ہیں۔ ۱۲

(بقیہ حاشیہ ۳ صفحہ ۱۲۶ پر ملاحظہ کیجئے)

شفاعت کا تصور تک نہیں ہوتا۔ شفاعت کے معنی سفارش ہیں۔ سفارش یہ ہے کہ
کوئی شخص دوسرے کے مطلب کو کسی اور کی خدمت میں عرض کرے۔ اور بت پرست اپنے
مطالب کی درخواست کے وقت نہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم پروردگار کے حضور میں ہماری سفارش
کردو اور ہماری مراد اُس سے پوری کرادو بلکہ خاص اپنے بتوں سے مطلب کی درخواست
کرتے ہیں۔ اور بت پرست کا یہ کہنا کہ اہل قبور سے جو تمہارا مقصد ہے وہی ہمارا لکا اور
کنھیا کی تصویروں سے ہے۔ یہ بات بھی غلط در غلط ہے اس لیے کہ جو جسم قبروں میں دفن
ہیں ان کی ارواح کو ان کے ساتھ ضرور تعلق رہتا ہے اس لیے کہ وہ روحیں مدت دراز
تک ان جسموں میں رہی ہیں اور بت پرست اپنے معبودوں کی قبروں کی تعظیم نہیں کرتے
بلکہ اپنی طرف سے تصویریں اور پتھر اور درخت اور دریا قرار دیتے ہیں کہ فلاں کی صورت
ہے بغیر اس کے کہ ان چیزوں کو اُن روحوں کے ساتھ کچھ بھی تعلق ہو یا اُن کے بدن وہاں
جلے ہوں اس افترائی قرارداد میں کچھ اثر نہیں۔ ہاں بندوں کا حاجت روا خالق اکبر ہے
جو اپنی رحمانیت سے اُن کی مرادیں پوری کرتا ہے۔ اور بت پرست نادان سمجھتے ہیں کہ یہ
تمام فائدے بتوں نے پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب اپنے بندوں کے حالات جانتا ہے
اُس کو اُن کی اس زندگی میں ان کی حاجت روائی منظور ہے۔ چاہے یہ اپنا مطلب کسی
سے مانگیں مگر وہ دیتا ہے جیسے مشفق باپ اپنے چھوٹے بچے کی حاجت کو جانتا ہے
اور جب وہ بچہ خدمت گار یا دایہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہ چیز باپ دیدیتا ہے ایسا ہی
بتوں کا حال ہے بلکہ اہل اسلام کے قاعدہ کے مطابق اہل قبور سے مانگنے والے کو بھی

(بقیہ حاشیہ ۳ صفحہ ۱۲) ۳ تو مولوی اسمٰعیل کا یہ قول بالکل غلط اور فریب کاری ہوا جو انہوں نے
لکھا ہے کہ کفار کا یہی کفر و شرک تھا کہ وہ بتوں کو اپنا وکیل و سفارشی جانتے تھے۔ ۱۲

اللہ ہی دیتا ہے اور سائل نے یہ جو لکھا ہے کہ جب اہل قبور سے مدد چاہنی جائز ثابت ہوئی تو ضعیف الاعتقاد مسلمان ستیلا اور مسانی کے پوجنے سے کیسے باز آئیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اہل قبور سے مدد چاہنے اور ستیلا و مسانی کے پوجنے میں کئی وجہ سے فرق ہے۔ اول یہ کہ اہل قبور صالحین اور بزرگ لوگ ہیں جن کے حالات خوب معلوم ہیں۔ اور ستیلا اور مسانی محض وہمی جن کی نسبت یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کبھی تھے بلکہ ظاہر امعلوم ہے کہ یہ سب ان لوگوں کی خیال بندی ہے دوسری بات یہ کہ ستیلا اور مسانی کو اگر فرض بھی کیا جائے کہ وہ کبھی تھے تو وہ خبیث ارواح اور شیطانی وجود ہوں گے۔ جنہوں نے خلق کی ایذا پر کمر باندھ رکھی ہے (جیسا کہ ہندوؤں کے اعتقاد سے ظاہر ہے) ان کو انبیاء اولیاء کی پاک روحوں سے کیا مناسبت[1]۔

تیسری بات یہ ہے کہ اہل قبر سے مدد چاہنا بطریق دعا کے ہے کہ جناب الٰہی میں عرض کر کے ہماری حاجت روائی کرا دیجئے اور بتوں وغیرہ کی پرستش اس اعتقاد کی بنا پر ہے کہ وہ قادر مستقل ہیں اور یہ اعتقاد کفر خالص ہے اب بحمد اللہ تعالیٰ مولوی اسمٰعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ نذر و نیاز دلی ملتوں کا ثواب بزرگان دین کو پہنچانا اور انہیں بارگاہ حق میں اپنا شفیع جاننا بالکل حق اور موافق شرع ہے مولوی اسمٰعیل کا اس کو شرک بتانا باطل اور گمراہی ہے۔

شرک کے معنی: مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کے معنی لکھتے ہیں:

شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور

---

[1] یہ تو حضرت شاہ صاحب کا ادب ہے اور تقویۃ الایمان والے نے تو ہر جگہ پاک بزرگوں کے ساتھ ان ناپاکوں ہی کا ذکر کیا ہے۔

تقویۃ الایمان میں شرک کی تعریف

اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی۔ ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کے معنی یہ قرار دیئے ہیں کہ ایسی چیزوں کا غیر خدا کے لیے کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کی ہوں اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرائی ہوں تو جس میں یہ دونوں باتیں یا ان میں سے ایک بات نہ ہو وہ شرک نہ ہوگا اور ہر چیز کے شرک ہونے کے لیے ضروری ہوگا کہ اس کو خدا تعالےٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہو۔ اور اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا ہو اب یہ دیکھنا ہے کہ مولوی مذکور نے جو مثالیں شرک کی لکھی ہیں ان میں خود اس کے اپنے بیان کیے ہوئے معنی بھی پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ یہاں مثال میں چھ چیزیں ذکر کی ہیں۔ ایک سجدہ جس کو مطلقاً شرک قرار دیا ہے باوجودیکہ سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے

مولوی دہلوی کے معنی اور ان کے احکام

ایک سجدہ عبادت جو خدا کے سوا کسی کے لیے کبھی کسی شریعت میں حلال نہیں ہوا۔ یہ سجدہ تو غیر خدا کے لیے شرک و کفر ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۲۱۴

إِنَّ سُجُودَ الْعِبَادَةِ لِغَيْرِ اللهِ كُفْرٌ وَالْأَمْرُ لَا يَرِدُ بِالْكُفْرِ۔

یعنی سجدہ عبادت غیر خدا کے لیے کفر ہے اور کفر ہرگز مامور بہ نہیں ہوتا۔ خداوند عالم اُس کا حکم نہیں فرماتا اللہ کے سوا جو شخص کسی کو بقصد عبادت سجدہ کرے

وہ شرک ہے۔ دوسرا سجدہ تحیت و تعظیم۔ یہ سجدہ بھی ہماری شریعت میں اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کے لیے جائز نہیں حرام ہے لیکن شرک و کفر نہیں اسی لیے پہلی شریعتوں میں جائز تھا اگر کفر ہوتا تو کبھی جائز نہ ہو سکتا۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ملائکہ کا سجدہ جو قرآن پاک میں مذکور ہے، وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ یعنی یاد کرو۔ جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السّلام کے لیے ان کے بھائیوں کے سجدہ کا قرآن پاک میں ذکر ہے وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ؕ کردہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے سجدہ میں گر گئے۔ یہ سجدے تعظیمی ہیں۔ تفسیر لباب التاویل میں ہے۔

وَكَانَ سُجُوْدَ تَحِيَّةٍ وَّ تَعْظِيْمٍ لَا سُجُوْدَ عِبَادَةٍ كَسُجُوْدِ اِخْوَةِ يُوْسُفَ [illegible]

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرشتوں کا سجدہ، سجدۂ تعظیم و تحیت تھا سجدہ عبادت نہ تھا جیسا کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام کا سجدہ سجدۂ تعظیم تھا عبادت نہ تھا۔ تفسیر کبیر میں ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ فِيْ قَوْلِهٖ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا كَانَتْ تَحِيَّةُ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ سُجُوْدَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ وَعَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ مَعَاذًا لَمَّا تفسیر کبیر جلد اول

قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعَاذُ مَا هٰذَا قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ تَسْجُدُ لِعُظَمَائِهَا وَعُلَمَائِهَا وَرَأَيْتُ النَّصَارٰى تَسْجُدُ لِقِسِّيْسِهَا وَبَطَارِقَتِهَا قُلْتُ مَا هٰذَا قَالُوْا تَحِيَّةُ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَذَبُوْا عَلٰى أَنْبِيَائِهِمْ۔

یعنی قتادہ نے وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ اُس زمانہ میں سجدہ کرنا لوگوں کے درمیان ایک تحیت و تعظیم تھی اور صہیب سے مروی ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا اے معاذ یہ کیا عرض کیا کہ یہود اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا۔
یعنی سجدہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت معہودہ مستمرہ نہیں ہے یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہ فرمایا کہ یہ شرک ہے نہ یہ فرمایا کہ تم نے سجدہ کیا یہ شرک ہوا از سرِ نو اسلام لاؤ۔

مولوی اسمٰعیل کے نزدیک مطلقاً سجدہ شرک ہے اُن کے طور پر تمام ملائکہ مشرک برادرانِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرک اور خداوند عالم نے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا۔ معاذ اللہ اُس نے بھی شرک کا حکم دیا موحد ہے تو اسمٰعیل کے نزدیک شیطان ہے جس نے خدا کے حکم سے بھی ملائکہ کو سجدہ نہ کیا اللہ تعالیٰ اس شیطانی توحید سے پناہ میں رکھے۔ آمین۔

اب اسمٰعیل اور اسمٰعیلیوں سے دریافت کیجئے کہ وہ کون سی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدہ تعظیمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا اور اپنے بندوں کے حق میں نشانِ بندگی ٹھہرایا اور جب کوئی دلیل نہیں تو شرک کس طرح ہوا۔ محض تمہارے کہہ دینے سے کوئی چیز شرک نہیں ہو سکتی بلکہ بے دلیل تمہاری بات کا ماننا تقویت الایمان کے حکم سے خود شرک ہے۔ تقویت الایمان صفحہ ۹ میں لکھا ہے اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا اُن کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔

(۲) مولوی اسمٰعیل نے شرک کی دوسری مثال یہ لکھی ہے اور اس کے نام کا جانور کرنا۔ اس پر بھی دلیل قائم کرنا تھی کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا۔ مگر کوئی دلیل نہیں ہے محض اپنی رائے اور اپنا حکم اور وہ تقویت الایمان صفحہ ۹ کے حکم سے شرک مسئلہ بعونہٖ تعالیٰ ہم اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۸۰ و ۸۱ میں بیان کر آئے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کے نام کا جانور کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ بجائے تکبیر کے وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے تو بے شک یہ ممنوع و حرام ہے۔ مگر کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ جانور کو وقتِ ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہہ دینا کہ یہ گائے زید کی ہے یا عقیقہ کی ہے۔ یا فلانے کی دعوت کی ہے۔ یہ سب شرک ہے تو یہ حکم غلط اور باطل خلاف شرع اور گائے یا جانور جائز حلال طیب۔ اور اس طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک تمام دنیا مشرک ہی مشرک ہو گی۔

کسی کی منت ماننا

(۳) اس کی منت ماننی یہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی تیسری مثال لکھی ہے اس سے اگر یہ مراد ہو کہ نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب منظور ہو۔ تو ایسا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں سمجھتا بلکہ کسی مومن کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ شے منذور کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا شرک ہے تو یہ غلط۔ بتاؤ اس کو کب اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا۔ اور اپنے بندوں کے حق میں کہاں نشانِ بندگی ٹھہرایا۔

اس مسئلہ کی تفصیل قریب ہی گذر چکی ہے۔

مشکل کے وقت کسی کو پکارنا

(۴) مشکل کے وقت پکارنا۔ تقویت الایمان میں شرک کی چوتھی مثال یہ لکھی ہے ہم اس مسئلے کو بوضاحت تمام اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ سے صفحہ ۷۰ تک لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے۔ مگر وہابی یہ یاد رکھیں کہ نذر و نیاز وغیرہ کو شرک بتا دینا تو سہل تھا اس میں دین کے سوا اور کسی چیز کا نقصان نہ تھا۔ مگر مشکل کے وقت پکارنے کو شرک بتانے سے سخت مشکل پیش آئے گی کسی نے پکڑ کر پیٹنا شروع کیا آپ پولیس کو یا اور کسی اپنے رفیق یا معاون کو پکاریں تو شرک ہو جائے۔ چپ چاپ پٹتے رہیئے! کیسے جاہلانہ خیال ہیں۔ رات دن اپنے حاجات و ضروریات کے لیے آدمی اپنے متعلقین و خدام کو پکارتا ہے تو اسمٰعیلی دین میں ساری دنیا ہی مشرک ہوئی۔ اگر یہ کہے کہ زندوں کو پکارتے ہیں یہ شرک نہیں تو یہ سراسر باطل ہے۔ جو بات اللہ تعالےٰ نے اپنے لیے خاص کی ہو اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرائی ہو وہ سب کے لیے شرک ہے۔ زندہ کے لیے نہ ہو۔ یہ کہاں کا دین ہے۔ اور مقبولانِ بارگاہ کو

تقویۃ الایمان کا شرک [illegible]

مردہ کون کہتا ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ راہِ خدا میں جان دینے والوں کو قرآن پاک زندہ کہتا ہے لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ اور راہ خدا میں جان دینے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ تو کیا اب مولوی اسمٰعیل اور ان کے متبعین شہداء کو مشکل کے وقت پکارنے کی اجازت دیں گے جن کی حیات قرآن پاک سے ثابت ہے اگر نہ دیں گے تو پھر اور کسی زندہ کا پکارنا کس دلیل سے جائز سمجھتے ہیں۔

(حاشیہ: [illegible])

(۵) ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا (۶) اور قدرت تصرف ثابت کرنی۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی پانچویں اور چھٹی مثالیں یہ دی ہیں اور اپنے حسب عادت محض اپنی رائے سے اس کو شرک بتا دیا ہے نہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ہے نہ خود اُن کی اپنی بیان کی ہوئی تعریف شرک اس پر صادق آتی ہے کیونکہ کسی نبی یا ولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر اور متصرف بالذات نہیں جانتا لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب باوجود اس کے بھی مسلمانوں کو مشرک ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اولیاء انبیاء علیہم السّلام کے علم و تصرف بعطائے الٰہی کے تمام مسلمان معتقد ہیں اور مولوی اسمٰعیل صاحب حکم شرک کو علم و تصرف ذاتی کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں۔

(حاشیہ: [illegible] تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰؟)

> پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات اُن کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)

اس عبارت میں علم و قدرت عطائی کے اثبات کو بے دریغ شرک بتایا ہے تو ضرور مولوی اسمٰعیل کے نزدیک شرک کی تعریف اس پر صادق آتی ہوگی۔ اور شرک کی تعریف میں وہ کہتے ہیں کہ اُس چیز کو اللہ نے اپنے لیے خاص کیا ہوا ور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا ہو تو ان کے نزدیک غیر کی تعلیم سے عالم ہونا اور غیر کے قدرت دینے سے متصرف ہونا ایسی چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے لیے خاص کی ہیں اور معاذ اللہ ان کا مفروض خدا علم ذاتی نہیں رکھتا دوسرے سے سیکھا ہوا ہے اور قدرت ذاتی نہیں رکھتا بندوں کی طرح دوسروں کے قدرت دینے سے تصرف کرسکتا ہے تو پوچھو وہابیوں سے کہ تمہارے اعتقاد میں وہ دوسرا کون ہے جو خدا کو سکھاتا اور اس کو قدرت دیتا ہے۔ کیا خدا کے لیے اور کوئی خدا تجویز کرلیا تَعَالَی اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ۔ یہ ہے ان بے دینوں کی سڑی ہوئی توحید یہ لوگ خدا کے بھی قائل نہیں اس کو بھی عالم بالذات اور متصرف بالذات نہیں جانتے اور اپنے اس ناپاک اعتقاد پر مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ تف اس بے دینی پر پھر کسی کے لیے قدرت ثابت کرنا اگر شرک ہو تو کوئی وہابی شرک سے نہ بچے کہ حکومت و سلطنت کے تصرفات مانتا ہے۔ کفار و فساق کے تصرفات کا قائل ہے۔ شیطان تک کے تصرفات کا معتقد ہے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بے شمار مخلوق کے تصرفات کا بیان ہے۔ شریعت طاہرہ نے جزا کا مدار ہی تصرف پر رکھا ہے بندہ اپنے خداداد قدرت و اختیار سے جو تصرف کرتا ہے اُسی پر اس کو جزا دی جاتی ہے۔ اور جو کام اس کی قدرت میں نہ ہو اور اختیار سے صادر نہ ہو اس پر کوئی گرفت نہیں

وہابیوں کا فرضی خدا علم و قدرت ذاتی نہیں رکھتا

وہابیوں سے دوسرے [illegible] کے تصرف

ان تمام تصرفات کو مان کر ایک ایک وہابی کے ذمہ کروڑوں بلکہ بے شمار شرک نکلیں گے۔

اب رہی یہ بات کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا یعنی ہر جگہ اور ہر مقام کا علم رکھنا یہ شرع میں کسی کے لیے ثابت ہے یا نہیں اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَکَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ۔ ایسے ہی دکھائے ہم نے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک تاکہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائیں۔ قرآن حکیم کے بیان سے تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک حضرت ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر اور اُن کے روبرو حاضر ہیں اور وہ ہر جگہ کا معائنہ فرما رہے ہیں۔ اسی کو تقویت الایمان والے نے شرک بتایا تھا۔

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ حدیث فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی شرح میں حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

> پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں۔
>
> (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۳۳)

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزوی و کلی علوم حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے سب کا احاطہ فرمالیا۔ حضرت شیخ نے اسی حدیث کی شرح کے آخر میں فرمایا پس ازاں دانست عالم را وحقائق آنرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم اور عالم کے تمام حقائق کو جانا۔ اب پوچھو اسمٰعیل سے سارا جہان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ ذرہ ذرہ عالم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہے۔ تقویت الایمانی شرک کا منہ کالا ہو جو آیات و احادیث کی ایسی بے دریغ مخالفت کرتا ہے۔ اسی اشعۃ اللمعات میں ہے۔

سارا جہان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے

> ونیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نصب العین مؤمنان وقرۃ العین عابدان ست در جمیع احوال واوقات خصوصاً در حالت عبادت وآخر آن کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر قوی تر ست وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ ست در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود وحاضراست پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائز گردد۔

اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۴۲۱

حقیقت محمدیہ ذرات ممکنات کے ذرہ ذرہ میں سرایت کیے ہوئے ہے

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ مومنین کے پیش نظر اور عابدوں کے نور دیدہ ہیں۔ تمام حالات اور جملہ اوقات میں خاص کر حالت عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ انکشاف و نورانیت کا وجود اس حالت میں بیشتر اور قوی تر ہوتا ہے اور بعض عرفا نے فرمایا

ہے کہ یہ خطاب یعنی التحیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہہ کر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذاتوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ پس چاہیئے کہ نمازی اس سے باخبر اور آگاہ رہے تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے فیض یاب ہو۔

حضرت شیخ محقق قدس سرہ کی اس تحقیق و تصریح سے ثابت ہوا کہ عرفا کے نزدیک حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں موجود ہے تو اب کیئے ہر جگہ موجود ہونا اور کس کو کہتے ہیں۔ مگر ہر ذرہ میں یہ جلوہ گری اللہ تعالیٰ کی عطا اور اسی کی مرضی سے ہے اور درحقیقت قدرت الٰہی کا ایک ظہور شان ہے جس طرح آفتاب کی روشنی مشرق سے مغرب تک شہروں قصبوں قریوں آبادیوں۔ ویرانوں۔ جنگلوں، پہاڑوں۔ دریاؤں سمندروں میں ہر مقام پر موجود ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت ہے ناظر عاقل اس سے سبق معرفت حاصل کرتا ہے ؎

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

مگر حضرت شیخ نے اپنی اس عبارت کے اوّل میں فرمایا کہ آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں است اس عبارت سے جیسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار دو لتمدار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنین کی نظر کے سامنے ہیں اور اہل ایمان کو یہ دولت ہمیشہ میسر ہے ایسے ہی یہ بھی

معلوم ہوا کہ یہ دیدار اور حضور سے استفاضہ اور حصول برکت مومنین کا حصہ ہے
بے دین کور باطن خفاش کی طرح آفتاب نبوت کے انوار سے محروم ہیں ۔
اس لیے اگر کوئی تاریک باطن انکار کرے تو وہ اپنی نابینائی کی شہادت
دیتا ہے ۔ اس مسئلہ پر اور مزید دلائل وعبارات پیش کرنے کی حاجت نہیں
اہل ایمان کے اطمینان کے لیے انشاء اللہ العزیز اس قدر کافی ہے ۔ اب ایک
عبارت زمانہ موجودہ کے وہابیہ کی مایہ ناز کتاب المہند کی بھی پیش کر دی جائے
تاکہ دیوبندی صاحبوں کو معلوم ہو جائے کہ تقویت الایمان کے حکم سے وہ کیسے پکے
مشرک ہیں ۔ ملاحظہ ہو شیخ احمد مالکی جن کا نام مہند میں القاب وآداب اور تعریف و
توصیف کے ساتھ چھ سطروں میں لکھا ہے ۔ وہ اپنی تقریظ میں فرماتے ہیں جو اسی
المہند میں چھپی ہے ۔

> اَمَّا قُدُوْمُ رُوْحِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْ بَعْضِ الْاَحْيَانِ
> لِبَعْضِ الْخَوَاصِّ اَمْرٌ غَيْرُ مُسْتَبْعَدٍ وَمُعْتَقِدُ هٰذَا الْقَدْرِ لَا يُعَدُّ
> مُخْطِئًا لِكَوْنِهٖ اَمْرًا مُمْكِنًا فَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ
> قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ يَتَصَرَّفُ فِی الْكَوْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ كَيْفَ
> يَشَاءُ ۔
>
> اور اس کا ترجمہ بھی اسی میں اس طرح لکھا ہے (پس کبھی خاص میں سے
> کسی بزرگ کے لیے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
> وسلم کی روح پرفتوح کے تشریف لانے میں کچھ استبعاد نہیں کیونکہ
> ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا

> بر سر غلطی نہ سمجھا جائے گا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہم وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔

اس عبارت میں حضور کی روح پاک کا تشریف لانا قبر مبارک میں زندہ ہونا تمام جہان میں باذنہ تعالیٰ اپنے حسب مرضی وخواہش تصرف کرنا ثابت کیا گیا ہے۔ دیوبندی صاحبوں نے اس کو سند کے طور پر اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ یہ تمام باتیں تقویۃ الایمان کے خلاف ہیں اور تصرف پر تو اس میں شدومد کے ساتھ شرک کا حکم دیا ہے۔ اب دیوبندی بتائیں کہ وہ تقویۃ الایمان کو مان کر اپنا مشرک ہونا قبول کریں گے یا تقویۃ الایمان کو باطل وضلالت بتائیں گے اگرچہ تصرف کا مسئلہ خود مخالفین کی نقل کی ہوئی عبارت سے بخوبی ثابت ہو گیا۔ مگر مسلمانوں کے اطمینان کے لیے اس موقع پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں جو اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

> و ملک و ملکوت جن و انس و تمامہ عوام تبقدیر و تصرف الٰہی عزوجلا در حیطۂ قدرت و تصرف وے بود صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۲۲۴)

اس عبارت سے جن و انسان کے تمام ملک اور کل جہان کا بفضل الٰہی حضور کے قدرت و تصرف میں ہونا معلوم ہوا۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں۔

شرک بتایا تھا۔

مولوی اسمٰعیل نے شرک کے معنی کی توضیح میں جو چھ مثالیں پیش کی تھیں ان کا تو حال معلوم ہو چکا ہے۔ اس کے بعد مولوی مذکور نے انبیاء و اولیاء (علیہم السلام) کی شان عالی میں یہ گستاخانہ کلمہ لکھا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی شان میں تقویۃ الایمان کی گستاخی دربارہ اولیاء

[اور اس بات میں اولیاء انبیاء، اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔] (تقویۃ الایمان)

اولیاء و انبیاء کا ذکر اور ذلیل ترین مخلوق مقہور بارگاہ الٰہی شیطان اور بھوت کے ساتھ اس بے ادبی سے مسلمانوں کے تو دل لرزتے ہیں۔ مگر وہابیہ ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عادی ہو گئے ہیں۔ اگر ان کی نسبت کہہ دیا جائے کہ مولوی اسمٰعیل اور شیطان و بھوت میں اس بات میں کچھ فرق نہیں تو آپے سے باہر ہو جائیں۔ لیکن انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں کچھ پرواہ نہیں۔ یہ کیا دین ہے۔ وہابیہ تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے فضائل و کمالات کا انکار اور مسلمانوں کو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی تعظیم و توقیر کی بناء پر مشرک بتائیں اور اس مقصد کے لیے قرآن و حدیث اور ان کے معانی میں تحریف و تبدیل کریں اور اپنی فرضی و اختراعی توحید کے حیلے سے مقبولان بارگاہ کی شان میں بے ادبی کے کلمے لکھیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ ہے وہ جب مسیح پرست کا رد فرماتے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا کا بیٹا کہیں الٰہ جانیں ان کی

پرستش کریں تو وہ مالک الملک ان کفار کے رد میں بھی کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمائے جو ذرا بھی شانِ انبیاء علیہم السّلام کے لیے ہلکا ہو۔ اپنی توحید کا بیان فرمائے نصاریٰ کے بطلان کا اظہار کرے مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی عظمت کے خلاف کوئی لفظ نہ ارشاد کرے وہ فرماتا تو حق تھا وہ ان کا مالک و مولیٰ ہے مگر اُسی نے تو انہیں عزت دی جس سے بے دین جلتے ہیں۔ تقویت الایمان کی طرح کہیں یہ نہ فرمایا کہ اے نصاریٰ پوجنا سب کا شرک ہے۔ اس بات میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام اور بُت برابر ہیں (معاذاللہ) یہ طرز اور یہ انداز گفتگو اپنے مقبولوں کے حق میں اللہ سبحٰنہٗ نے گوارا نہ فرمایا جو ان کا خالق و مالک ہے تو اسمٰعیل کا کیا منہ ہے کہ اس طرح بے ادبانہ زبان کھولتا ہے۔ اور ان کے قلوب کیسے سیاہ ہو گئے جو یہ سب باتیں دیکھ کر اُس کی حمایت کیے جاتے ہیں۔

اس کے بعد مولوی اسمٰعیل صاحب نے اُن چیزوں کی شمار کی ہے۔ جو اُن کے خیال میں اللہ تعالٰی نے اپنے لیے خاص کر لی ہیں اور اُن میں سے کسی چیز کو دوسرے کے لیے ثابت کرنا اُن کے نزدیک شرک ہے۔ اب میں اختصار کی غرض سے انہیں ایک جدول میں لکھ کر اس کے مقابل مختصر جواب درج کرتا ہوں۔

فہرست شرکیات وہابیہ مع جواب

نمبر	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کیلئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
۱	ہر جگہ حاضر ناظر رہنا (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)	اس کا جواب بالتفصیل گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیے صفحہ ۱۳۳ تا صفحہ ۱۳۹
۲	ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۰)	علم بالذات تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس کو کوئی کسی دوسرے کے لیے ثابت نہیں کرتا رہا۔ علم عطائی وہ بعطائے الٰہی اُس کے خاص بندوں کے لیے ثابت ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص بتانا علم الٰہی کی توہین وتنقیص اور اس کو غیر سے مکتسب کہنا ہے اور یہ کفر ہے تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِیْرًا حدیث ترمذی میں ہے حضور نے فرمایا: فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ میرے لیے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ اس کو شرک بتانا کھلی بے دینی وگمراہی ہے۔

نمبر شمار	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
۳	کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لینا (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	یہ کون سی آیت یا حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہے اور بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا ہے جس چیز کو دل میں آیا منہ اٹھا کر شرک کہہ دیا۔ دلیل کی ضرورت نہ ثبوت کی حاجت۔ ماں باپ رات دن اولاد کا نام اٹھتے بیٹھتے یعنی بکثرت لیا کرتے ہیں۔ آقا نوکروں کو ہر وقت پکارتے ہیں۔ دوست اپنے دوستوں کو ہر لحظہ یاد کرتے ہیں۔ اسمٰعیل کے نزدیک یہ سب شرک ہے۔ اولاد اپنے باپ دادا کا ذکر کرتی اور نام لیتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا ایسا ذکر کرو جیسا اپنے باپ دادا کا کیا کرتے ہو۔ یعنی بکثرت اٹھتے بیٹھتے تو کیا تقویت الایمان والا قرآن کے اس حکم کو بھی شرک کہے گا یہ ہے اس کا شرک جس سے کوئی نہیں بچ سکتا نہ مخلوق نہ خالق جل وعلا

نمبر شمار	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
۴	دور نزدیک سے پکارنا (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	یہ بھی شرک نہیں نہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا بلکہ شرع مطہر نے ہر نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے کی تعلیم دی چاہے نمازی چین میں ہو یا جاپان میں روم میں ہو یا ایران میں اور اس مسئلہ کی تحقیق اوّل کتاب میں گزر چکی۔
۵	بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دینی دشمن پراُس کا نام لے کر حملہ کرنا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	یہ بھی شرک نہیں نہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا نہ بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا۔ بیدین خدا پر افترا کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اوّل کتاب میں بوضاحت تمام آچکا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ یہود حضرت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رونق افروز عالم ہونے سے پہلے آپ کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب

	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔	مختصر جواب
		کرتے تھے قرآن پاک کا یہ مضمون تقویت الایمان والا شرک بتا رہا ہے اور وہابی سب اُس کی غلامی کرتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔
۶	اس کے نام کا ختم پڑھے (تقویت الایمان صفحہ ۱۰)	کس آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ نام کا ختم پڑھنا اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا اور بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ ہم اسی کو تو کہتے ہیں کہ مشکل کے وقت کسی کے نام کا ورد کرے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے وہ مشکل رفع فرمائے یہ خود حدیث میں وارد ہے۔ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَسُرَتْ عَلَیْہِ حَاجَۃٌ فَلْیُکْثِرْ بِالصَّلٰوۃِ عَلَیَّ فَاِنَّہَا تَکْشِفُ الْہُمُوْمَ وَالْغُمُوْمَ وَالْکُرُوْبَ وَتُکْثِرُ الْاَرْزَاقَ وَتَقْضِی الْحَوَائِجَ (دلائل الخیرات مطبوعہ مطبع رزاقی کانپور صفحہ ۲۷) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر کوئی حاجت دشوار ہو اس کو چاہیے کہ مجھ پر درود شریف کثرت سے کرے کیونکہ درود شریف غموں فکروں اور کربتوں کو دور کرتا ہے

وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔	مختصر جواب
	اور رزق زیادہ کرتا ہے اور حاجت روا کرتا ہے۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کا ختم ہے جو حدیث شریف میں تعلیم کیا گیا پھر ختم میں تو ایک محدود تعداد میں ذکر ہوتا ہے حضور کے ذکر کی کثرت تو اس سے بھی بدرجہا زیادہ مقتضائے ایمان ہے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ متفق علیہ (مشکوٰۃ شریف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا سے زیادہ حضور کی محبت مقتضائے ایمان ہے اور کثرت ذکر مقتضائے محبت کہ حدیث شریف میں وارد ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۔ (مشکوٰۃ شریف) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام دنیا سے زیادہ حضور کی محبت مقتضائے ایمان ہے اور کثرت ذکر مقتضائے محبت کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو کسی چیز سے محبت رکھتا ہے اُسی کا ذکر زیادہ کرتا ہے تو جو ایمان کامل رکھتا ہے۔ وہ حضور کی محبت سب سے زیادہ رکھتا ہے وہ

مختصر جواب	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے
حضور کا ذکر بہت کثرت سے کرتا ہے جلنے والے جلا کریں۔ ایماندار حضور ہی کے ذکر میں رہتے ہیں اور رہیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ شرک بتانے والوں کا تو منہ اللہ تعالیٰ نے کالا کر دیا یہ کثرت ذکر ہی سے جلتے ہیں ختم ہی کو روتے ہیں وہاں اس نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر عبادتوں میں داخل کر دیا اذان ہے تو اس میں حضور کا ذکر تکبیر ہے تو اس میں حضور کا ذکر نماز ہے تو اس میں حضور کا ذکر حضور پر عرض سلام حضور پر درود شریف اب دشمنان ایمان نماز تکبیر اذان سب کو چھوڑیں ان کا فرضی شرک سب جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت دے۔ اب وہابیوں سے ایک اور بات دریافت طلب ہے۔ وہ یہ کہ حضور اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے کبھی اللہ تعالےٰ کے نام کا ختم پڑھا ہے۔ ایسا ہو تو کوئی حدیث پیش کرو اور اگر یہ ثابت نہ ہو	

	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
		تو کیا تمام صحابہ میں سے کسی میں بھی یہ نشان بندگی پایا نہیں گیا اور اگر یہ نشان بندگی نہیں تو غیر کے لیے ایسا کرنا شرک کیسے ہو گیا۔ پڑھو۔ تقویت الایمان کی تعریف شرک۔
۷	اس کی صورت کا تصور باندھنا۔ تقویت الایمان صہ۱	کیا یہ بھی خدا نے اپنے ساتھ خاص کیا اور اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا۔ پوچھو دہابیوں سے کہ تم میں نشان بندگی پایا جاتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو تم کیسے بندے ہو کہ نشان بندگی سے بھی محروم ہو اور اگر پایا جاتا ہے تو خدا کی صورت کا تصور کیا کرتے ہو اس کے لیے صورت بھی گھڑ رکھی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ صورت سے پاک ہے اس کے لیے صورت ماننا کفر و بے دینی ہے۔ شرح عقائد میں ہے: وَلَا مُصَوَّرٌ اَىْ ذِىْ صُوْرَةٍ وَّشَكْلٍ مِثْلَ صُوْرَةِ الْاِنْسَانِ وَالْفَرَسِ لِاَنَّ تِلْكَ مِنْ خَوَاصِّ الْاَجْسَامِ يَحْصُلُ لَهَا بِوَاسِطَةِ الْكَمِّيَّاتِ وَالْكَيْفِيَّاتِ وَاِحَاطَةِ الْحُدُوْدِ

نمبر	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کیلیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
		وَالنِّهَايَاتِ (شرح عقائد نسفی مطبع محمدی صـ ۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ شکل و صورت نہیں رکھتا جیسے کہ انسان یا فرس رکھتے ہیں کیونکہ ذی صورت ہونا اجسام کے خواص میں سے ہے جو اُن کو بواسطہ کمیات و کیفیات و احاطہ حدود و نہایات کے حاصل ہوتا ہے۔ شفا قاضی عیاض میں ہے۔ وَكَذٰلِكَ مَنِ اعْتَرَفَ بِالٰهِيَّةِ اللهِ تَعَالٰى وَوَحْدَانِيَّتِهٖ وَلٰكِنَّهٗ اِعْتَقَدَ اَنَّهٗ غَيْرُ حَيٍّ اَوْ غَيْرُ قَدِيْمٍ اَوْ اَنَّهٗ مُحْدَثٌ اَوْ مُصَوَّرٌ۔ یعنی! ایسے ہی وہ شخص کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے الٰہ ہونے اور اس کے واحد ہونے کا تو مقر ہو لیکن یہ اعتقاد رکھے کہ وہ حی و قدیم نہیں ہے یا محدث یا صورت والا ہے (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۴۴) کتب معتبرہ کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے کے لیے صورت ماننا کفر ہے تو صورت کا تصور کرنا اس کے ساتھ کیسے خاص ہو سکتا ہے اور جو اس کو اللہ تعالٰے کے ساتھ خاص

نمبر	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
		ہے وہ کفر سے کیسے بچ سکتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کسی کی صورت کے تصور باندھنے کو شرک بتانے سے اس شرک بتانے والے کا کفر لازم آتا ہے کہ اس نے خدا کے لیے بھی صورت تجویز کر دی معاذ اللہ یہ تو ہندوؤں کا طریقہ ہے کہ وہ خدا کے لیے صورتیں تجویز کرتے ہیں اسلام اس کو روا نہیں رکھتا مگر جاہل وہابی تعصب سے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں ایسے آپے سے باہر ہیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صورت کا ثابت کرنا کفر ہے۔ سُبْحَانَ اللہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ، اب ثابت ہوا کہ اسمٰعیل کا یہ قول کہ کسی کی صورت کا تصور باندھنا شرک ہے مستلزم کفر ہے۔ اب دوسرے پہلو سے نظر ڈالیے وہابیہ کے طور پر اسمٰعیل صاحب کے اس حکم سے کون کون مشرک ہوا۔ دنیا میں ایسا کون شخص ہے جس نے عمر بھر کسی کا تصور نہ کیا ہو نہ باپ کا نہ بیٹے کا نہ عزیز و اقارب کا نہ دوست احباب کا نہ دشمن کا نہ کسی شہر یا مکان یا باغ کا تو دنیا کا کوئی

نمبر شمار	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کے لیے اُن کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
		شخص کوئی فرد بشر اسمٰعیلی شرک سے نہیں بچ سکتا سارا عالم مشرک بنا ڈالا۔ مثل مشہور ہے۔ ساون کے اندھے کو ہرا ہی نظر آتا ہے۔ اسمٰعیل کو سارا جہان مشرک ہی مشرک معلوم ہوتا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ کہ اسمٰعیل صاحب کے خاندان کے قبلہ و کعبہ خاص طور پر اس جنگی حکم شرک کی زد میں آ گئے۔ اور تقویت الایمان نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو مشرک بنا ڈالا۔ شاہ صاحب قول جمیل میں فرماتے ہیں، وَاِذَا غَابَ الشَّیْخُ عَنْہُ یَخَیَّلُ صُوْرَتَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّۃِ وَالتَّعْظِیْمِ نَتُفِیْدُ صُوْرَتُہٗ مَا تُفِیْدُ صُحْبَتُہٗ۔ قول جمیل مطبع محمدی صفحہ ۵۵ فصل اشغال نقشبندیہ۔ ترجمہ: اور جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت

اسمٰعیل کے قول سے شاہ ولی اللہ صاحب اور تمام زمانہ مشرک

نتیجہ	وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
		وہ فائدے ہوں گے جو اس کی صحبت فائدہ دیتی تھی۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تصور شیخ کا طریقہ بتایا اور اس کو مفید ارشاد کیا تقویت الایمان کے حکم سے یہ شرک ہے اور صراط مستقیم مطبوعہ ضیائی ص۳۶ میں مولوی اسمٰعیل نے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قطب المحققین فخر العلماء المسلمین اعلمہم باللہ لکھا ہے مشرک کو ایسا کہہ کر وہ آپ کیا ہوا ذرا وہابی سوچیں اگر کوئی وہابی یہ کہے کہ محض کسی صورت کا تصور تو شرک نہیں بلکہ شرک جب ہے جبکہ اس کے ساتھ یہ اعتقاد ہو کہ تصور کرتے ہی اس کو خبر ہو جاتی ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ پھر تصور کا ذکر بیکار تھا ایسی حالت میں اس اعتقاد پر حکم کرنا تھا اور اس اعتقاد پر بھی شرک کا حکم صحیح نہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کشف کر دے تو کیا مجال ہے بلکہ بکثرت آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ گزر چکا۔ اور آئندہ بھی ذکر کیا جائے گا۔ ہاں یہ اعتقاد بیشک

وہ امور جو مولوی اسمٰعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں اور غیر کے لیے ان کا ثابت کرنا شرک ہے	مختصر جواب
	شرک ہے۔ کہ فلاں شخص بالذات عالم ہے۔ اور بے عطائے الٰہی خود بخود جانتا ہے اس طرح کسی کے لیے ایک ذرہ کا علم ثابت کرنا بھی شرک ہے مگر کسی مسلمان کا یہ خیال نہیں مسلمانوں کی نسبت یہ کہنا ان پر افترا اور بہتان ہے۔

تقویت الایمان میں شرکیات کی یہ فہرست تین حصوں میں بیان کی ہے یہ پہلا حصہ تھا اس میں جس قدر شرکیات بیان کیے ہیں ہم نے سب نقل کیئے۔ اور ان کا حال ظاہر کر دیا۔ البتہ جس بات کو انہوں نے مختلف عبارتوں میں بار بار مکرر کہا ہے اس کو ہم نے ایک ہی مرتبہ لکھا اور بے فائدہ تکرار سے پرہیز کیا جیسے ایک مرتبہ انہوں نے لکھا ہے کہ ہر چیز کی ہر وقت خبر برابر رکھنی اور اس کو شرک قرار دیا۔ پھر اسی کو دوسری مرتبہ اس طرح لکھا کہ اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اس کو شرک بتایا یہ دو عبارتیں ہیں اور مضمون ایک ہے۔ اس کو ہم نے ایک ہی مرتبہ لکھا ہے اور اس کے ساتھ ہی جواب لکھ دیا ہے اتنے شرک لکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب لکھتے ہیں۔

تقویۃ الایمان ص ۱۵	سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں ان کو اشراک فی العلم کہتے ہیں یعنی اللہ کا سا علم

اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل صاحب نے بتایا کہ اوپر لکھی ہوئی باتیں (جو فہرست شرکیات میں نمبروار لکھی گئیں) سب شرک ہیں اور اشراک فی العلم میں داخل ہیں۔ اور اشراک فی العلم کے معنی یہ بیان کیے کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اور آخر میں یہ تصریح کردی کہ یہ علم کسی کے لیے بالذات ماننے یا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننے ہر طرح شرک ہے اب غور فرمائیے کہ علم ذاتی کا اثبات غیر خدا کے لیے بے شک شرک ہے اور اس میں یہ شرط نہیں کہ تمام چیزوں کا علم اس کے لیے ثابت کرے یا غائب کا جبھی شرک ہو بلکہ اگر کوئی شخص کسی کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی ثابت کرے تو بھی مشرک پھر خواہ وہ ذرہ سامنے ہی رکھا ہوا ہو۔ الحمد للہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں مانتا۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب حکم شرک کو علم ذاتی کے اعتقاد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ علم عطائی کے اعتقاد پر بھی شرک کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے

(تقویت الایمان صفہ) جب کسی کے لیے علم عطائی یعنی غیر کا عطا کیا ہوا علم ثابت کرنا شرک ہوا اور اشراک فی العلم کے معنی خود مولوی اسمٰعیل صاحب نے اسی صفحہ میں یہ لکھے ہیں کہ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا تو ان کے نزدیک ضرور خدا کا علم بھی عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا ہوگا اور یہ بلاشبہ کفر ہے۔ مسلمانوں کو مشرک بنانے کے شوق میں اللہ تعالےٰ کا علم بھی مکتسب اور غیر سے حاصل کیا ہوا قرار دے دیا اور خداوند عالم کو اس کے کمالات میں غیر کا محتاج ٹھہرا دیا۔
تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُ الظّٰلِمُونَ كَبِيرًا یقیناً اللہ تعالےٰ کا علم اور اس کے تمام کمالات ذاتی ہیں وہ غنی بالذات ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں وَاللّٰهُ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوبوں کو کیسے وسیع علم عطا فرمائے اس کا بیان ان شاء اللہ العزیز عنقریب آتا ہے۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے اپنے اس سلسلہ شرکیات میں دوسرا حصہ اشراک فی التصرف کے نام سے موسوم کیا ہے اس کے متعلق کہتے ہیں۔

> دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا اور روزی کی کشائش و تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کرنا۔ فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا۔ مرادیں پوری کرنی۔ حاجتیں بر لانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی۔ برے وقت میں پہنچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء اور اولیاء کی اور پیر و

شہید کی ۔بھوت وپری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف
ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پہ نذر و نیاز
کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے
سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں ۔یعنی
اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے ۔پھر خواہ یوں
سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے ۔خواہ یوں
سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک
ثابت ہوتا ہے ۔

نذر و نیاز کا مسئلہ تو ہم بیان کر چکے ہیں صاحب تقویت الایمان نیاز و نذر
کا ایسا دشمن ہے کہ بے موقع اس کا ذکر لے آتا ہے یہاں کوئی موقع اس کا نہ تھا
تصرف سے بحث تھی مگر خوشے اور اسہانہ ذرکار اس کے علاوہ مسئلہ صرف اتنا
تھا کہ غیر خدا کے لیے تصرف ثابت کرنا کیسا ہے اس کو اتنا طویل دیا اور مارنا
جلانا ۔روزی دینا ۔کشائش اور تنگی کرنا ۔تندرست اور بیمار کرنا ۔فتح و شکست
دینا ۔اقبال و ادبار دینا ۔مرادیں پوری کرنا ۔حاجتیں بر لانا ۔بلائیں ٹالنا ۔مشکل
میں دستگیری کرنا ۔بُرے وقت میں پہنچنا ۔اتنی باتیں علیحدہ علیحدہ ذکر
کیں یہ سب تصرف میں آگئی تھیں اُن کا جداگانہ ذکر بیکار ہے ۔اب
رہا ان کا شرک ہونا نہ ہونا اس کی حقیقت یہ ہے کہ تصرف (جس میں
یہ سب باتیں آگئیں) دو طرح پر ہے ایک تصرف بالذات اور بالاستقلال
وہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ایک ذریعہ کے لیے انھیں کے حکم سے کوئی

یش نہیں دے سکتا لہٰذا غیر کو متصرف بالذات سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ دوسری
م تصرف بعطائے الٰہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے قدرت دینے سے تصرف کرنا
ں قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے رات دن ہم دنیا میں تصرف کرتے رہتے
، کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔ کسی کو آرام پہنچاتے ہیں۔ کسی کو مارتے ہیں۔ کسی
باندھتے ہیں۔ کسی پر سواری کرتے ہیں۔ کسی کو شکار کرتے ہیں۔ کسی کو کھا
تے ہیں۔ یہ تمام تصرفات ہی تو ہیں ان کا انکار دیوانہ بھی تو نہ کرے گا۔ تو
م عالم ہی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہوا کیونکہ اس نے تقویت الایمان
ں لکھ دیا کہ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح
ل ثابت ہوتا ہے۔ یعنی متصرف بالذات نہ جانے خدا تعالےٰ کی عطا کی ہوئی
درت سے متصرف سمجھے جب بھی وہابیہ کے نزدیک مشرک۔ وہابی کو کوئی مار
ے تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے فلانے نے مارا۔ یہ کہا اور تقویت الایمان کے
سے مشرک ہوا کہ غیر خدا کو مارنے والا سمجھا ہے۔ وہابی بھوکا ہو اور کوئی دوروٹی
ے کر اس کی حاجت براری کرے تو وہابی انکار ہی کیے جائے گا۔ کبھی احسان
انے گا کیونکہ اگر وہ ایک مرتبہ بھی یہ کہے کہ اس نے مجھے روٹی دی۔ میری
اجت براری کی تو فوراً مشرک ہو جائے گا۔ مگر وہابی ان میں سے کسی بات
و شرک نہیں کہتے۔ رات دن اپنی فعلیاں کیا کرتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا اور وہ کیا
ور نہیں سمجھتے کہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے کیونکہ وہ جانتے ہیں
ہ تقویت الایمان والے کا روئے سخن ہماری طرف نہیں ہے۔ وہ بدنصیب
نبیاء و اولیاء محبوبان خدا کا دشمن ہے۔ ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے

مگر اس بدظن کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم قرآن عظیم میں اپنے محبوبوں کے تصرفات کا بکثرت ذکر فرمایا ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جو اسمٰعیل کے دادا پیر ہیں آیہ کریمہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

تحقیق من گردانندہ ام در زمین خلیفہ را کہ خلافت من نماید در اشیائے زمین تصرف کند وچوں تصرف در اشیائے زمین بدون تصرف در اسباب آن اشیا کہ مربوط باسمان ست متصرف نیست پس ہر چند آن خلیفہ از عناصر زمین پیدا شود و در محل کون و فساد ساکن و مستقر گردد اما در وے روحے آسمانی نیز خواہم دمید کہ بسبب آں روح بر سکان آسمان و موکلان کواکب نیز حکمرانی نماید و آنہا را بکار خود مصروف سازد چنانچہ گویندہ گفتہ

گدائے مصطفائم لیک وقت مستی بیں
کہ ناز بر فلک وحکم بر ستارہ کنم

(تفسیر عزیزی پارہ اول صفحہ ۱۶۱)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں جو میری خلافت کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے اور تصرف بغیر اس کے متصور نہیں کہ ان کے اسباب میں جو آسمان کے ساتھ مربوط ہیں تصرف کرے اس لیے اگرچہ وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہو اور محل کون وفساد میں سکونت کرے لیکن اس میں آسمانی روح پھونکوں گا جس کے سبب سے وہ ساکنان آسمان وموکلان کواکب پر بھی حکمرانی کرے اور انہیں اپنے کام میں

مصروف کرے۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اس تفسیر میں خلیفہ کے لیے اشیائے زمین و آسمان میں تصرف اور ساکنانِ افلاک اور کواکب کے موکلوں پر حکمرانی ثابت کی تقویت الایمان والے سے پوچھو کہ یہ دادا پیر کا کتنا بڑا ڈبل شرک ہے۔ ابھی کیا ہے دل جگر پھونک دینے والے جملے تو یہ ہیں جو شاہ صاحب اس عبارت کے چند سطر بعد فرماتے ہیں:۔

> بازاورا قدرتے دادند کہ نمونہ قدرت خود ست بآں معنی کہ چنانکہ قدرت کاملہ الٰہی سبب وجود حقائق متاصلہ ثابتہ آثارست ہمچناں قدرت ایں خلیفہ بجمع و تفریق و تحلیل و ترکیب و حکایت و تصویر سبب مصنوعات بلیشمار گردید۔

یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے بایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کے وجود کا سبب ہے ایسے ہی اس خلیفہ کی قدرت جمع و تفریق تحلیل و ترکیب اور حکایات و تصویر میں بے شمار مصنوعات کا سبب ہے۔

شاہ صاحب اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

> پس در جمیع صفات و آثار آنہا حکایت وانموذج صفات علیائے الٰہی گشت و معنی خلافت متحقق شد۔

تفسیر عزیزی ص ۱۵۸

ترجمہ: پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کا نمونہ ہو گیا اور خلافت کے معنی ثابت ہو گئے۔ پھر فرماتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی پارہ عم صفحہ ۱۰۱)

وبایں علم شریف در ملکوت آسمان نیز تصرف کردن گرفت۔

ترجمہ:۔ اور اس علم شریف سے آسمانی ملکوں میں بھی تصرف کرنے لگا۔

شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

(تفسیر عزیزی پارہ الم صفحہ ۲۰۶)

حقیقت خلافت چنانچہ در تفسیر مذکور شد استیفائے منافع عالم و تصرف درآنہاست و منافع عالم تمامہا در دست ملائکہ است۔

(آسمان و زمین میں تصرف کی قدرت)

ترجمہ: حقیقت خلافت چنانچہ عالم کے منافع کا استیفاء اور ان میں تصرف کرنا ہے جیسا کہ تفسیر میں مذکور ہوا اور عالم کے منافع کل کے کل فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں پھر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی صفحہ ۱۰۶)

احکام بشریت در شیخ دیدہ رم نکند و بے اعتقاد شود بلکہ دست او را دست خدا شناسد و دست گیر طریقت انگارد۔

(تقویۃ الایمان کے حکم سے شاہ عبد العزیز صاحب اور ان کے والد دونوں مشرک)

ترجمہ: پیر میں بشریت کے اوصاف دیکھ کر اُس سے نہ بھاگے۔ اور بے اعتقاد نہ ہو بلکہ اُس کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ جانے اور طریقت کا دستگیر سمجھے۔

شاہ صاحب کی ان عبارات سے مقبولانِ بارگاہِ حق کے مراتب علیا ظاہر ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں آسمان و زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی لیکن تقویت الایمان کے حکم سے یہ بہت ونری شرک ہے۔ اب وہابی صاحبان فرمائیں کہ تقویت الایمان کو مان کر شاہ صاحب کو مشرک کہیں گے۔ یا اسمٰعیل مصنف تقویت الایمان کو بے دین سمجھیں گے۔ فیصلہ کریں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کے والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب

کے قصیدۂ اطیب النغم کے اشعار اسی کتاب کے صفحہ (۷۰) میں نقل ہو چکے ہیں۔
جن میں شاہ موصوف نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو واہب واقع البلاد
دافع مصیبت شفیع حاجت روا کہا ہے آپ سے مدد مانگی ہے۔ عطائے دل
کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں بتائی ہیں۔ تصرف کا ایسا زبردست اعتقاد رکھ کر
شاہ صاحب مشرک ہوئے یا تقویت الایمان والا گمراہ ہے۔ وہابی فیصلہ کریں
ہم نے اسی کتاب کے صفحہ (۷۰) میں قرآن پاک اور حدیث شریف سے مقربان
بارگاہ کے تصرفات کا ذکر کیا ہے مگر مصنف تقویت الایمان کو نہ قرآن کی
پرواہ نہ حدیث کا لحاظ مسلمانوں کو مشرک کہنے پر اڑا ہوا ہے۔ اور لطف
یہ ہے کہ خود اس نے شرک کی جو تعریف کی ہے یہاں وہ بھی صادق نہیں
آتی اور انبیاء و اولیاء و دیگر مقربان بارگاہ حق کی شان میں نہایت بے
باکانہ گستاخانہ کلمات لکھتا ہے اور اندھے معتقد قرآن و حدیث چھوڑ کر
اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

تصرف کے متعلق تقویت الایمان کے صفحہ ۱۰ کی عبارت تو ہم اپنی کتاب
کے صفحہ ۵۱ میں نقل کر چکے ہیں اس کے علاوہ اسی کے متعلق اور چند مقامات
کی عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔
(تقویت الایمان صفحہ)

(۲) کوئی فرشتہ اور آدمی غلام سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے
قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا ہے (تقویت الایمان ص۹)

تصرف کے متعلق صاحب تقویۃ الایمان کا اعتقاد

(۳) نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے (تقویۃ الایمان صـ۲۰)

(۴) اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔ (تقویۃ الایمان صـ۲۵)

(۵) ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار (تقویۃ الایمان)

(۶) جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے۔ (تقویۃ الایمان)

(۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (تقویۃ الایمان صـ۴۱)

اس قسم کی عبارات سے کتاب بھری پڑی ہے۔ منقولہ بالا عبارتوں میں گستاخانہ و بے ادبانہ طرز گفتگو کے علاوہ ساری مخلوق کے تصرف و اختیار کا انکار کیا ہے وہ بھی اس طرح نہیں کہ کسی کو بالذات تصرف و اختیار حاصل نہیں بلکہ صاف تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی تصرف بعطائے الٰہی کا انکار ہے۔ اب تمام دنیا کے وہابی جمع ہو کر بتائیں کہ یہ مضمون قرآن یا حدیث میں کہاں ہے۔ کوئی ہمت کرکے ایک آیت یا ایک حدیث تو پیش کر دے۔ مگر پیش کہاں سے کرے۔ یہ مضمون آیات و حدیث میں ہے۔ کہاں البتہ صدہا آیتوں اور

ہدایتوں کے خلاف ہے۔ چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی آیت: اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی نعمتیں یاد دلانے کے سلسلہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

> وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۔

ترجمہ: اور جب تم بناتے مٹی سے پرند کی سی صورت میرے حکم سے پھر تم پھونک مارتے اس میں تو وہ زندہ ہو جاتے میرے حکم سے اور اچھا کر دیتے تم مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے اور جب تم نکالتے (قبروں سے) مردوں کو (زندہ کر کے میرے حکم سے)

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باذن الٰہی پرند بنانا۔ اور مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کرنا۔ مردوں کو زندہ فرمانا مذکور ہے۔ یہ کیسے بڑے اور کتنے عظیم تصرفات ہیں جن کے اسمٰعیل صاحب منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی صاحب تقویۃ الایمان کے اس قول سے قرآن کریم کی اس آیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان معجزات کا اللہ تعالیٰ کی عطا کا انکار لازم آتا ہے۔

دوسری آیت: ذوالقرنین کے حق میں ارشاد ہے:

> اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا

ہم نے اس کو زمین میں قدرت دی اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا

اس آیت پاک میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی اور خلق کو یا بادشاہوں کو جن ساما نوں کی حاجت ہوتی ہے سب مرحمت ہوئے۔

جمل میں اس آیت کے تحت فرمایا ہے۔

[مَكَّنَّا لَهُ اَمْرَهٗ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ فِيْهَا كَيْفَ يَشَاءُ]

ترجمہ:۔ یعنی ہم نے اس کو زمین میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی جیسے چاہے تصرف کرے۔

خداوند تعالیٰ تو اپنے بندوں کے لیے ایسے عظیم تصرف ثابت فرماتا ہے۔ مگر تقویت الایمان والا ایک نہیں مانتا۔ خداوند عالم اور قرآن پاک کی مخالفت پر اڑا ہے۔

تیسری آیت: حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے:

[وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ]

ترجمہ:۔ اور مسخر و مطیع کر دیا ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے ساتھ کہ تسبیح کرتے اور پرندوں کو۔

چوتھی آیت: انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا۔

[وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ]

ترجمہ:۔ اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا کہ حکم فرمایا اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو

اور ہم نے اس کے لیے لوہا نرم کیا۔

پانچویں آیت: وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ٥ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً کُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ ٥ وَشَدَدْنَا مُلْکَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ٥

ترجمہ:۔ اور یاد کرو ہمارے بندہ داؤد صاحب قوت کو بے شک وہ (رضائے الٰہی کی طرف) بڑا رجوع کرنے والا ہے۔ بے شک ہم نے مسخر کیا پہاڑوں کو اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام و پگاہ سب اس کے فرمانبردار ہیں اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اس کو حکمت اور قول فیصل عطا فرمایا۔

ان آیتوں میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حضرت داؤد علیہ السّلام کا مسخر و مطیع فرمایا اور آپ کے لیے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا اور آپ کو زبردست سلطنت عطا فرمائی (تقویت الایمان والے) ان آیات کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور قرآن پاک کی مخالفت سے ڈریں۔

چھٹی آیت: حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہوا۔

وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا وَکُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ٥ وَمِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَیَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِکَ وَکُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ۔

ترجمہ۔ اور مسخر کر دی ہم نے سلیمان کے لیے تیز ہوا کہ ان کے حکم سے چلتی

اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے اور ہم ہر چیز کے عالم ہیں اور ہم نے شیطان میں سے اُن کو مسخر کیا جو سلیمان کے لیے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم ان کے حافظ تھے۔

ساتویں آیت: وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ۞ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ۔

اور ہم نے سلیمان کے لیے ہوا مسخر فرمادی اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ اور بنایا ہم نے اس کے لیے گداختہ تانبے کا چشمہ اور (مسخر کر دیئے) جنات میں سے وہ جو اُس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور اُن میں سے جو ہمارے حکم (یعنی اطاعت سلیمان) سے عدول کرے ہم اُسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے (وہ جنات اُس کے لیے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں (ف) تصویریں بنانا اس شریعت میں حرام نہ تھا۔

آٹھویں آیت: قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ فَسَخَّرْنَا

لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ وَ الشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ وَّ اٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ٥

ترجمہ:- حضرت سلیمان نے عرض کیا یارب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو بے شک تو ہی ہے بڑا عطا فرمانے والا تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کر دیے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس ملک و سلطنت اس اقتدار و حکومت اس قدرت و تصرف کا ذکر فرمایا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ کہ ہوا ان کے بس میں کر دی اور ان کے لیے مسخر فرما دی کہ ان کے حکم سے چلتی مہینوں کی منزلیں ساعتوں میں طے کرتی اور ان کے لیے مس گداختہ کے چشمے رواں کر دیئے۔ اور جنات اور دیو ان کے لیے مسخر فرما دیئے آپ نے ان کو کئی قسموں پر تقسیم فرمایا بعض سے عمارت کا کام لیا عجیب غریب عمارتیں تعمیر کرائیں۔ بعض کو برتن اور ہتھیار بنانے کی خدمت پر مامور فرمایا اور ایسے شاندار سامان تیار کرائے جن سے دیکھنے والوں کو حیرت ہو۔ بعض کو غواصی پر مقرر فرمایا کہ سمندر کی تہ سے موتی نکال کر لائیں اور جو شریر و فسادی تھے انہیں بیڑیاں ڈال کر مقید کیا کہ لوگ ان کے شر و ایذا سے امن میں رہیں قرآن پاک یہ تصرف و اختیار ثابت کرتا ہے کیا تقویت الایمان والے نے یہ آیتیں نہیں دیکھیں یا ان پر

ایمان نہیں رکھتا کس طرح کہتا ہے کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اُس کے اس قول سے کتنی آیتوں کا انکار لازم آتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے تصرفات اور ان کی حکومت و اختیار کے ذکر و بیان سے قرآن پاک معمور ہے صدہا آیتیں اس مدعا پر پیش کی جا سکتی ہیں یہاں آٹھ آیتوں پر اکتفا کیا گیا۔ اب دو ایک آیتیں ملائکہ کے تصرفات کے متعلق بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

نویں آیت: قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ﴿پ ۲۱ رکوع ۱۴﴾

ترجمہ:- ان سے فرمائیے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے

اس آیت میں بیان فرمایا کہ ملک الموت وفات دینے پر مقرر ہیں وفات دینا تصرف ہے یا نہیں۔ اسی تصرف کا صاحب تقویۃ الایمان منکر ہے۔

دسویں آیت: فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿پ ۲۳﴾

ترجمہ:- پھر ان کی قسم جو جھڑک کر چلائیں۔

اس آیت میں ان ملائکہ کی قسم یاد فرمائی گئی جو ابر پر موکل ہیں اور اس کو چلاتے ہیں۔ ابر لانا لے جانا تصرف ہے۔ تقویۃ الایمان والا کس کس تصرف کا انکار کرے گا۔

گیارہویں آیت: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا۔ ﴿پ ۳۰﴾

ترجمہ: قسم ان فرشتوں کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور اُن کی جو نرمی سے بند کھولیں اور اُن کی جو آسانی سے پھیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں پھر کام کی تدبیریں کریں

ملک الموت وفات دینے پر مقرر و متصرف ہیں

ملائکہ ابر پر متصرف

بہت سے ملائکہ امور دنیا پر متصرف

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ملائکہ روحیں بھی قبض کرتے ہیں اور تمام دنیوی امور کی تدبیریں بھی اُن سے متعلق ہیں کہئیے یہ عالم میں تصرف ہوا یا کچھ اور مولوی اشرف علی تھانوی نے فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا کا ترجمہ یہ لکھا ہے۔ ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ کر کے مولوی اشرف علی بھی تقویت الایمان کی رو سے مشرک ہوئے کہ انہوں نے ملائکہ کو مدبر اور عالم میں متصرف مانا۔

اہل اسلام غور فرمائیں کہ صاحب تقویت الایمان کا تصرف بعطائے الٰہی کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی صریح مخالفت ہے اور اس سے بکثرت آیات اور انبیاء علیہم السّلام کے معجزات کا انکار لازم آتا ہے یہ بھی واضح رہے کہ تقویت الایمان صفحہ ۱۴ کی جو عبارت اوپر نقل ہو چکی ہے اس میں تصرف کی تفصیل میں مارنا جلانا وغیرہ جو جو وہ باتیں شرک بتائی تھیں۔ وہ سب آیات مذکورہ بالا نے مقبولانِ بارگاہِ حق کے لیے ثابت فرمائیں بلکہ اس سے اور بدرجہا زیادہ اور فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا نے تو تمام عالم کے امور کی تدبیر پہ ملائکہ کا مؤکل ہونا ثابت فرمایا۔ اب چند احادیث بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث (۱) اِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ رواہ البخاری عن عقبہ بن عامر (بخاری مجتبائی ج ۱ ص ۱۷۹) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔

پوچھو تقویت الایمان والے سے کچھ ہوئی خبر حضور کس کس چیز کے مالک و مختار ہیں زمین کے خزانوں کی کنجیاں پروردگار عالم نے حضور کو مرحمت فرما دیں اب حضور علیہ الصلوٰۃ کے تصرف واختیار کا کون اندازہ لگا سکتا ہے

حدیث (۲) بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

زمین کی کنجیاں حضور کے دست اقدس میں

> قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِيْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا اور رعب سے میری نصرت فرمائی گئی اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب حق ہوتے ہیں۔ خواب تو ظاہر میں ہوتا ہے دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَۃٌ وَالْقَلْبَ یَقْظَانُ یعنی چشم مبارک آرام میں ہے اور دل منور بیدار یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خواب ناقض وضو نہیں۔ اُن کی خواب سے ہماری نیند کو کیا نسبت سہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ بہرحال احادیث سے ثابت ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے دی گئیں اور مولوی اسمٰعیل تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں:

> جس کے ہاتھ میں کنجی ہوتی ہے۔ قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے کھولے جب چاہے نہ کھولے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۲۲

اب تو انہیں بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ زمین کے خزانوں کے قفل حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں ہیں جب چاہیں کھولیں جب چاہیں نہ کھولیں یہ ہے حضور کا تصرف واختیار اور اس سے ظاہر ہے اسمٰعیل کے اس قول ناپاک کا بطلان کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور اسی سے تقویت الایمان کے اس قول کا بطلان ثابت ہوا جو اس نے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ کوئی اُس کا خزانچی نہیں۔ نادان خزانچی کیا خزانے اُن کو عطا فرما دیے گئے۔ آنکھ ہو تو دیکھ مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

حضور کو دونوں خزانے سرخ و سفید عطا کیے گئے

حدیث (۳) أُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۲

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے دونوں خزانے سرخ وسفید عطا فرما دیے گئے۔

یہی نہیں کہ صرف دنیا ہی کے خزانوں کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مالک بنایا گیا آخرت کے خزانوں کی کنجیاں بھی حضور کو عطا فرما دی گئیں ترمذی و دارمی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حضور کو دنیا و آخرت کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں

حدیث (۴) اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي [مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۴

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کرامت اور مفاتیح (کنجیاں) اس روز میرے دست اقدس میں ہوں گی۔ کچھ دیکھا دنیا و آخرت کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں ہیں۔

حدیث (۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔ یہ ہے تصرف واختیار یہ ہے حکومت واقتدار جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا جس سے نہ دیکھا جائے وہ اپنی آنکھیں پھوڑیں سروں پہ خاک ڈالیں۔

حضور چاہیں تو سونے کے پہاڑ ساتھ چلیں

حدیث (۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پہ آکر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن دریافت کرے گا آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لیے مجھے حکم دیا گیا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔

جنت کا دروازہ حضور کے لیے کھلے گا

حدیث ۷ ترمذی نے حضرت ابوسعید سے روایت کی۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَّوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں بروز قیامت (کہ اولین وآخرین سب جمع ہوں گے) تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا فخراً نہیں کہتا میرے ہی

تمام انبیاء حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے

دستِ مبارک میں لواءِ حمد ہوگا۔ فخراً نہیں کہتا اُس دن آدمؑ اور اُن کے ماسوا ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوگا۔ یہ تو ایک ادنی سی جھلک ہے اِس شانِ عالی کی جس کا آخرت میں ظہور ہوگا کہ تمام اوّلین و آخرین میں کوئی نہیں جس کے لیے پہلے جنت کا دروازہ کھلے خازنِ جنت حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں ہے خلقِ خدا میں جو سب سے بہتر اور مقربِ بارگاہ ہیں یعنی انبیاء علیہم السلام ان میں سے ہر ایک اسی آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہے قربان اس شانِ سیادت اور اس سلطنت و اقتدار کے جو لعطائے حق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے عالمِ دنیا میں جو تصرفِ عام و اختیارِ تام حضور کو لعنایتِ الٰہی حاصل ہے اُس کا ثبوت تو اوپر احادیثِ معتبرہ سے پیش کیا گیا اب اس کے آثار کی دو مثالیں بھی احادیث سے ذکر کردی جائیں تاکہ مومنین کے ایمان تازہ ہوں اور منکرین کے قلوب جل بھن کر کباب ہوجائیں۔

حدیث (۸) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُنَیْنًا فَوَلّٰی صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ مِنْ تُرَابٍ مِنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اِسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَیْنَیْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۔ (رواہ مسلم)

مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲

حضور نے ایک مشت خاک سے لشکرِ گراں کو ہزیمت دی

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے جنگ حنین میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا صورت ایسی پیش آئی کہ اصحاب کے قدم اکھڑ گئے اس وقت جب کافروں نے ہجوم کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا آپ اپنی سواری سے اتر آئے۔ اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے مونھوں پہ ماری اور شَاهَتِ الْوُجُوهُ فرمایا ان میں سے ہر آفریدہ کے دونوں آنکھوں میں مٹی بھر گئی اور پیٹھ دے کر بھاگ گئے۔

قربان اس تصرف خداداد کے کہ ایک مشت خاک سے لشکر گراں کو ہزیمت دی اس کو کہتے ہیں فتح و شکست دینا مسلمانوں کو فتح دی کفار کو شکست اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے۔

وہابیو خدا اور رسول سے شرم کرو جس کا نام پاک محمد مصطفیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اختیار کا یہ عالم ہے کہ تنہا ایک لشکر گراں کو ایک مشت خاک سے ہزیمت دیتا ہے۔ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پہ جو اس سلطان دارین کی شان میں یہ بکے کہ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

حدیث ۹ حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے اور پنڈلی ٹوٹ گئی سو فرماتے ہیں:

فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَتِي فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ أُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّمَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ

(بخاری شریف ص ۵۷۷)

میں اس کو عمامہ سے باندھ کر اپنے اصحاب کی طرف چلا پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور واقعہ عرض کیا۔ حضور نے فرمایا پاؤں دراز کر میں نے دراز کیا حضور نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دکھا بھی نہ تھا سبحان اللہ دست اقدس پھیرنے سے پنڈلی جڑ گئی اللہ رے تصرف اس کو کہتے ہیں۔ تندرست کرنا مراد پوری کرنا حاجت بر لانا مشکل میں دستگیری کرنا جس کو تفویت الایمان والے نے شرک بتایا ہے۔

حضور نے حضرت سلمہ بن اکوع کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی جوڑ دی

حدیث (۱۰) ایسا ہی ایک واقعہ حضرت سلمہ بن اکوع کو پیش آیا کہ جنگ خیبر میں ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی فرماتے ہیں۔

[فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِیْہِ] مشکوٰۃ شریف ص۵۳۳

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضور نے تین مرتبہ دم فرمایا اس وقت تک تو شکایت ہوئی نہیں۔ قابل غور یہ بات ہے کہ یہ حضرات زخمی ہو کر حضور کی خدمت میں کیوں حاضر ہوئے۔ بیمار طبیب کے پاس جاتا ہے زخمی معالج جراحات کو تلاش کرتا ہے۔ جنگ میں جو لوگ مجروحین کی خبر گیری کے لیے مقرر ہوتے ہیں ان کے پاس پہنچتا ہے مگر یہ حضرات کہیں نہ گئے سیدھے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علی رغم انف وہابیان حضرات کا اعتقاد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مراد پوری کرنا حاجت بر لانا۔ بلا ٹالنا مشکل کے وقت دستگیری کرنا۔ تندرستی عطا فرمانا اپنے حبیب کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اسی لیے جب ٹانگ ٹوٹی مشکل رونما ہوئی بلا میں مبتلا ہوئے صحت کے حاجتمند ہوئے۔ تندرستی کی مراد دل میں لے کر

خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضور کے صدقہ سے دم کے دم میں شفا پائی والحمد للہ۔

حدیث (۱۱) ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں بیمار تھا حضور مجھ پر گزرے شدت مرض میں اس وقت یہ دعا کر رہا تھا کہ یارب اگر وقت آگیا ہے تو مجھے موت کے ساتھ اس مرض کی تکلیف سے راحت دے اور اگر ابھی زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگانی میں وسعت عطا فرما اور یہ مرض بلا ہے تو صبر عنائت کر۔ حضور نے فرمایا تم کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے وہ کلمے دہرا دیئے۔

فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ۔

حضور کا ٹھوکر سے بیمار کو تندرست فرمانا

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکر ماری فرمایا یارب اس کو عافیت عطا فرما۔ یا شفا عطا فرما۔ حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس مرض کی مجھے کبھی شکایت ہی نہیں ہوئی۔ عجب شان ہے کہ ٹھوکر سے بیمار کو تندرست کرتے ہیں۔ وہابی کو ٹیڑھی آنکھ سے شرک ہی نظر آتا ہے یہ حدیثیں انہیں نظر نہ آئیں۔

حدیث (۱۲) بخاری و مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھاگل تھی اس سے وضو فرمایا۔ صحابہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے پاس پینے اور وضو کرنے کے لیے

پانی نہیں بجز حضور کی چھاگل کے۔

بخاری شریف ص ۵۳۲

فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالُوْا فَشَرِبْنَا وَ تَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْكُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةٍ۔

انگشت مبارک سے پانی نکلنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا اور وہ کثرت پانی کی ہوئی کہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کتنے صاحب تھے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ ہوتے تو سب کو کفایت کرتا۔ تھے ہم پندرہ ۱۵۰۰ سو۔

یہ ہے مشکل میں دستگیری اور حاجت برآری سبحان اللہ خزائن الہیہ اس طرح ہاتھ میں ہوتے ہیں کہ انگشت مبارک سے دریا جاری ہورہے ہیں یہ معجزات ہیں۔ دلیل نبوت ہیں۔ کفار کو عاجز کردیتے ہیں مگر وہابی احادیث میں یہ سب کچھ دیکھ کر تصرف کا منکر ہی رہتا ہے۔

حدیث (۱۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ایک اعرابی حاضر ہوا۔ جب قریب آیا حضرت نے فرمایا کہ تو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ اس نے عرض کی اور کون یہ گواہی دیتا ہے۔

قَالَ هٰذِهِ الشَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاسْتَشْهَدَهَا ثَلٰثًا فَشَهِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّهٗ كَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَنْبَتِهَا ۔

حضور نے فرمایا یہ درخت اور اُس کو بلایا حضور وادی کے کنارے پر تھے وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو گیا حضور نے اس درخت سے تین مرتبہ شہادت دلوائی اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ حضور کا ارشاد بالکل صحیح ہے۔ اللہ واحد لاشریک لہ ہے اور حضور اس کے رسول ہیں پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس گیا۔

درخت کا حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہو کر رسالت کی گواہی دینا

حدیث (۱۴) امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں فرمایا کہ بایں دلیل کہ میں اس درخت خرما کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا۔ حضور نے اس کو بُلایا۔

درخت خرما کا رسالت کی گواہی دینا۔

فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ حَتّٰى سَقَطَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ۔

وہ درخت سے اترنے لگا یہاں تک کہ حضور کی طرف گرا اور رسالت کی گواہی دی پھر حضور نے اس کو واپس ہونے کا حکم دیا وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی اسلام لایا۔

یہ ہیں تصرفات ۔ خوشہ کو حکم دیں تو درخت سے اُتر کر حاضر ہو درخت کو ایماء ہو تو زمین چیرتا ہوا خدمت میں پہنچے اور حضور کے مرتبہ کو پہچانے رسالت کی شہادت دے۔

خوشہ اور درخت تو اس تصرف کا معترف ہو سکتا ہے ۔ اعرابی یہ دیکھ کر اسلام لے آتا ہے مگر وہابی پر کچھ اثر نہیں وہ احادیث دیکھتا ہے اور منکر کا منکر رہتا ہے۔

حدیث (۱۵) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ۔ میں حضور کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا ۔ حضور کسی طرف روانہ ہوئے۔

فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

(رواہ الترمذی)

جو پہاڑ اور درخت سامنے آیا اُس نے اس طرح سلام عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ۔

حدیث (۱۶) حضرت محمد بن منکدر سے مروی ہے کہ سرزمین روم میں حضرت سفینہ لشکر کی راہ بھول گئے جنگل میں لشکر کو تلاش کرتے پھرتے تھے کہ ایک شیر سامنے آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا۔

يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ۔

اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور اس طرح راہ گم کردہ ہوں یہ سنتے ہی شیر خوشامد کرتا سامنے آیا اور آپ کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا جب کوئی کھٹکا ہوتا اس طرف متوجہ ہو جاتا پھر آپ کے پہلو میں آجاتا اسی طرح شیر آپ کے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ لشکر میں پہنچے پھر شیر واپس گیا یہ دیکھئے غلاموں کی حکومت آقا کا نام لیا اور بجائے آزار پہنچانے کے محافظ بن گئے اور خدمت گار ہو گئے یہ ہے مصطفائی اقتدار اور محمدی اختیار جس کا نام پاک محمد ہے اس کے غلام شیروں پر حکومت کرتے ہیں۔ تقویت الایمان والے دشمن دین نے کیسے کہا جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

حدیث (۱۷) ابوالجوزار سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں قحط شدید ہوا خلق پریشان ہوئی لوگوں نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا:

اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْہُ کُوًی اِلَی السَّمَآءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ۔

حضور کی قبر مبارک سے ایک منفذ آسمان کی طرف بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے انہوں نے ایسا کیا تو بکثرت بارش ہوئی سبزہ جما اور اتنی پیداوار ہوئی کہ اونٹ اس قدر موٹے ہو گئے کہ چربی کی۔

کثرت سے کھالیں پھٹ گئیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔

قحط اور تنگی کی شکایت خیرالقرون کے مسلمانوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی تقویت الایمان والے کے نزدیک پہلا شرک تو یہی ہوا پھر حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو بندہ کا کیا اختیار۔ ایسا اعتقاد شرک ہے بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی اور قبر اطہر سے حاجت براری کی تلقین فرمائی اور تقویت ایمانی شرک کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور الحمدللہ قبر اطہر سے وہ مدد ہوئی کہ فراخ حالی میں وہ سال مشہور ہو گیا یہ تو سید کونین سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد تصرف و اختیار و قدرت و اقتدار کی ایک جھلک دکھائی گئی۔ سرکار ابد قرار کے کمالات کا احاطہ ناممکن ہے۔ حضرت خالد بن ولید سے کہا گیا صِفْ لَنَا مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے حضور اقدس کے اوصاف بیان کیجئے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا میں تفصیل بیان کر سکوں ممکن نہیں۔ حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد رابع صفحہ ۸۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

لِاَنَّ صِفَاتَہٗ لَا یُمْکِنُ الْاِحَاطَۃُ یہ اس لیے کہ آپ کی صفات کا احاطہ ممکن ہی نہیں اب ہم حضور کے غلاموں کی شان تصرف و اختیار میں دو ایک حدیثیں دکھاتے ہیں۔

حدیث (۱۸) ترمذی و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُعْبَاُ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ مِنْھُمْ

اَلْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے ژولیدہ مو غبار آلودہ و پرانے کپڑوں میں گزر کرنے والے ایسے ہیں جن کی طرف دنیا التفات بھی نہیں کرتی اور لوگ حقارت سے انہیں خیال میں بھی نہیں لاتے مگر بارگاہِ الٰہی میں اُن کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر وہ خدا کے فضل پر اعتماد کرکے قسم کھائیں کہ خدا ایسا کرے گا اور ایسا ہو گا تو خدا تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما کر انہیں صادق کر دیتا ہے انہیں میں سے حضرت براء بن مالک ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے معلوم ہوا کہ فقراء امت اور غلامان رسول گو ظاہر بینوں کی نظر میں حقیر ہوں مگر بارگاہِ حق میں انہیں قبول حاصل ہے کہ وہ جس امر پر قسم کھائیں خدا ویسا ہی کرے۔ یہ تو غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف ہیں۔ تقویت الایمان والوں سے کہہ دو اس دربار کے غلاموں کے اس قدر اختیارات ہیں وہ بدنصیب سرکار کے اختیار کا انکار کرتے ہیں ؎

محمد عربی کابروے ہردوسراست کسیکہ خاک درش نیست خاک برسراو

حدیث (۱۹) شریح بن عبید سے مروی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے۔

اَلْاَبْدَالُ یَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِهِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۸۲

شام میں ابدال کی برکت سے بارش ہوتی اور اعداء پر فتح ملتی اور عذاب دور ہوتا ہے

یعنی ابدال شام میں رہتے ہیں۔ یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرما دیتا ہے ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے یعنی ابر ان کی برکت سے بارش کرتا ہے اور دشمنوں پر انہیں کی مدد سے غلبہ حاصل ہوتا ہے اور انہیں کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔ یہ برکت کچھ اہل شام کے ساتھ خاص نہیں حدیث شریف میں اہل شام کا ذکر قرب وجوار کی وجہ سے ہے کہ شام ان حضرات کا مقام ہے ورنہ ان کی نصرت سے تمام عالم فائدہ اٹھاتا ہے خاص کر جو ان سے استعانت اور طلب مدد کرے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں اشعۃ اللمعات جلد ۴ (مطبوعہ کشوری) صفحہ ۷۵۵ میں فرماتے ہیں۔ وتخصیص باہل شام بجہت قرب و جوار و مزید ارتباط ایشاں خواہد بود والا برکت و نصرت ایشاں عالم را شامل ست خصوصاً کسیکہ استنصار و استعانت کند از ایشاں۔ اسی مضمون کو مؤید ہے وہ حدیث جو حاشیہ میں بحوالہ مرقات بروایت ابن عساکر حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ بِهِمْ يُدْفَعُ الْبَلَاءُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یعنی انہیں کی بدولت اس امت سے بلا دفع کی جاتی ہے اب تقویۃ الایمانی شرک کا مزاج پوچھیے روزی کی کشائش فتح و شکست دینا بلا دفع کرنا سب حدیث شریف میں ابدال کے لیے ثابت فرمایا گیا ہے۔ اب وہابی اپنے عقیدہ سے توبہ کرکے تقویۃ الایمان کو آگ میں پھونکیں گے یا معاذ اللہ، قرآن و حدیث پر بھی شرک کا حکم جاری کر دیں گے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت

نصیب کرے۔ دو ایک عبارتیں اکابر علماء دین کی بھی دکھا دی جائیں۔

امام المحدثین حضرت علامہ احمد شہاب الدین بن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

نَقَلَ الْيَافِعِيُّ وَغَيْرُهٗ عَنِ الشَّيْخِ الْكَبِيْرِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْقُرَشِيِّ اَنَّهٗ وَقَعَ بِمِصْرَ غَلَاءٌ كَبِيْرٌ فَتَوَجَّهَ لِلدُّعَاءِ بِرَفْعِهٖ فَقِيْلَ لَا تَدْعُ فَلَا يُسْمَعُ لِاَحَدٍ مِّنْكُمْ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ دُعَاءٌ فَسَافَرْتُ اِلَى الشَّامِ فَلَمَّا وَصَلْتُ اِلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ ضَرِيْحِ الْخَلِيْلِ عَلَيْهِ وَعَلٰى نَبِيِّنَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ تَلَقَّانِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْ ضِيَافَتِيْ عِنْدَكَ الدُّعَاءَ لِاَهْلِ مِصْرَ فَدَعَا لَهُمْ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۱۸

امام یافعی وغیرہ نے شیخ کبیر ابو عبد اللہ قرشی سے نقل کیا کہ مصر میں بڑی گرانی واقع ہوئی تو حضرت شیخ دعا کے لیے متوجہ ہوئے اس پر آپ سے کہا گیا کہ تم دعا نہ کرو اس باب میں تم میں سے کسی کی دعا نہ سنی جائے گی۔ شیخ فرماتے ہیں پھر میں نے شام کی طرف سفر کیا جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی میں نے عرض کیا کہ اے خدا کے رسول حضور میری میزبانی وضیافت میں اہل مصر کے لیے دعا فرما دیں۔ حضرت خلیل علیہ السلام نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے وہ گرانی رفع فرما دی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کی زیارت بھی خوش نصیبوں کو میسر ہو جاتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بھی فرماتے ہیں اور اُن کی دعا کی برکت سے روزی کی کشائش ہوتی ہے۔

حضرت خلیل علیہ السلام نے شیخ ابو عبد اللہ قرشی سے ملاقات فرمائی اور حضرت خلیل کی دعا سے قحط دور ہوگیا۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسی فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

ثُمَّ رَأَيْتُ ابْنَ الْعَرَبِيِّ صَرَّحَ بِمَا ذَكَرْنَاهُ مِنْ أَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ رُؤْيَةُ ذَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُوحِهِ وَجَسَدِهٖ لِأَنَّهُ وَسَائِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءٌ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوا وَأُذِنَ لَهُمْ فِي الْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ وَلَا مَانِعَ مِنْ أَنْ يَرَاهُ كَثِيرُونَ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ۔

یعنی پھر میں نے حضرت شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے اس کی تصریح فرمائی جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی زیارت آپ کی روح مبارکہ وجسد شریف کے ساتھ ناممکن نہیں ہے اس لیے کہ آپ اور تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں ان کی طرف روحیں بعد قبض واپس فرمادی گئیں اور ان کو اپنی قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی وسفلی میں تصرف فرمانے کا اذن دیا گیا اور اس سے کوئی مانع نہیں کہ ان کو بہت سے لوگ ایک وقت میں دیکھیں اس سے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات بھی ثابت ہوئی۔ عالم علوی وسفلی میں تصرف کا ماذون ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک وقت میں متعدد مقامات پر ان کی زیارت ہوسکتی ہے۔ تقویۃ الایمان کے اس افتراء کا بطلان بھی واضح ہوگیا جو اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے۔

الحمد للہ کہ مسئلہ تصرف کی کما ینبغی تحقیق ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ تقویۃ الایمان کا حکم شرک قرآن پاک اور حدیث شریف اور تمام ائمہ کے مخالف اور باطل ہے صاحب تقویۃ الایمان نے اپنے شرکیات کا تیسرا حصہ اشراک فی العبادات

کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں لکھتے ہیں:

تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اس کے نام پہ مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستہ میں . اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس کے گھر کی طرف سجدہ کرنا۔ اور اس کی طرف جانور لے جانے اور وہاں منتیں ماننی اس پہ غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد روشنی اور کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لیے سامان درست کرنا اور اس کے کنویں کو تبرک سمجھ کر پینا۔ بدن پہ ڈالنا آپس میں بانٹنا۔ غائبوں کے واسطے لے جانا رخصت ہوتے وقت

اُلٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا۔ درخت نہ کاٹنا۔ گھاس نہ اکھاڑنا۔ مویشی نہ چگانا۔ یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لیے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر کوئی کسی پیر وپیغمبر کو یا بھوت یا پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کرکے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے۔ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے۔ اس پر شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے۔ ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے۔ وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

صاحب تقویت الایمان ایک بات کو بار بار کہنے کا عادی ہے۔ اس عبارت میں بھی بہت مکررات ہیں اور بہت باتیں سابق میں کئی مرتبہ ذکر کر چکا ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ ان کا رد بلیغ ہو چکا یہاں اس کے اس تمام یاوہ گوئی کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ غیر کی تعظیم شرک اگر وہ صاف یہی لکھ دیتا تو اس کو اس قدر طول گفتگو کی کوفت اٹھانی نہ پڑتی اور اس کے اظہار بطلان اور رد کے لیے بھی اس قدر کہنا کافی ہوتا کہ یہ جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولانِ بارگاہ کی تعظیم کا حکم فرمایا۔ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ اور اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور بکثرت آیات و احادیث اس پر ناطق ہیں مگر اس مطلب کو اس نے صاف نہ کہا بلکہ یہ لکھا کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے خاص کیے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ عبادات بے شک اللہ کے لیے خاص ہیں غیر کی عبادت پرستش یقیناً شرک ہے۔ لَا تَعْبُدُوْا اِلَّآ اِيَّاهُ یہی ہر مسلمان کا ایمان ہے مگر صاحب تقویت الایمان کا یہ مطلب نہیں اس کی عبارت میں بڑا فریب ہے اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ انسان کے افعال کی کبھی متعدد جہتیں ہوتی ہیں اور ہر جہت پر حکم جداگانہ ہوتا ہے۔ ان جہات سے قطع نظر کرنا اور سب پر ایک حکم لگا دینا نہایت فریب اور اضلال عوام و گمراہ گری ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ہجرت کرنا عبادت ہے اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔ لیکن یہی ہجرت اگر حصول مال یا تزوج کی نیت سے ہو تو عبادت نہیں رہتی نہ اس پر ثواب مرتب ہو۔ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ

انسان کے افعال کی متعدد جہتیں اور ہر جہت کا حکم علیحدہ ہوتا ہے

رسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبھا او امراۃ یتزوجھا
فہجرتہ الیٰ ما ھاجر الیہ (رواہ البخاری والمسلم) ہجرت ترک وطن کا نام ہے۔ وہ ایک جہت
سے عبادت ہے دوسری جہت سے نہیں لیکن عبادت نہ ہونے کی جہت پر
اس کا شرک ہونا لازم نہیں اسی لیے حدیث شریف میں اس کو شرک نہ فرمایا
اسی طرح مسجد میں اپنے آپ کو روکنا (اعتکاف) عبادت ہے اگر اللہ کے لیے ہو
اور اگر اپنی کسی غرض دنیوی کے لیے مسجد میں پابندی سے رہا تو یہ عبادت نہ
ہوگا مگر اس سے مسجد میں رہنے کا شرک ہونا بھی لازم نہ آئے گا نماز کے افعال
دیکھیے جن میں سے سجدہ رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تو صاحب تقویت
الایمان نے ذکر کیا ہے مگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا جیسے قومہ میں کھڑے ہوتے
ہیں یا بیٹھنا جیسا بین السجدتین اور تشہد (التحیات) ہیں یہ بھی افعال نماز
ہیں ان کے عبادت ہونے میں شبہہ نہیں جس طرح سجدہ و رکوع و قیام
نماز میں فرض ہیں اسی طرح قعدہ اخیرہ (بیٹھنا) بھی فرض ہے۔ یہ افعال عبادۃ
غیر خدا کے لیے کرنا شرک اور اگر جہت عبادت پر نہ ہوں تو لزوم شرک کا حکم باطل
ورنہ ہر شخص مشرک ہو جائے کیونکہ وہ کھڑا ہوا تو قومہ ہو گیا بیٹھا تو قعدہ ہوا۔
اٹھنا بیٹھنا بھی شرک سے خالی نہ ہو اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا
ہونا تو شرک ہو جائے اور ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا شرک نہ ہو جیسے
وہ عبادت ہے ایسے ہی یہ عبادات و افعال نماز میں سے ہے۔ حدیث جبریل
میں ہے، حتیٰ جلس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسند رکبتیہ الی رکبتیہ
ووضع کفیہ علی فخذیہ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۱)

حضرت جبریل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے زانوؤں پہ ہاتھ رکھ کر بہ ہیئت نماز بیٹھے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ شرک ہوا۔ معاذ اللہ ملائکہ معصوم ہیں۔ معصوم کا دربار ہے مگر چونکہ یہ بیٹھنا بروجہ عبادت نہیں اس لیے شرک نہیں ہو سکتا تو کیا وجہ ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا یا اور افعال جو عبادتوں میں کیے جاتے ہیں جس حالت میں بروجہ عبادت نہ کیے جائیں۔ جب بھی شرک ہو جائیں لیکن اگر صاحب تقویۃ الایمان مسئلہ صحیح لکھتا کہ یہ افعال بروجہ عبادت غیر خدا کے لیے شرک ہیں اور اگر دوسری جہت سے کیے جائیں تو شرک نہیں تو اس کا مدعا حاصل نہ ہوتا مقبولانِ بارگاہِ حق کی تعظیم سے جس کا وہ دشمن ہے۔ خلق کو کس طرح روکتا وہ جانتا تھا کہ دنیا کے پردے پر کوئی مسلمان کسی بزرگ کے روبرو بہ قصد عبادت ہاتھ باندھ کر کھڑا نہیں ہوتا۔ پھر بروجہ عبادت کی قید لگاتا تو مسلمانوں کو مشرک کس طرح ٹھہراتا۔ دربار اقدس میں دست بستہ بہ ہیئت نماز کھڑا ہونا ہم صفحہ ۵۰ میں ثابت کر چکے ہیں اور خواجگانِ چشت کے فاتحہ کے لیے نماز کی طرح بیٹھنا خود صاحب تقویۃ الایمان نے صراط مستقیم میں لکھا ہے جو ہم صفحہ ۱۰۹ میں نقل کر چکے ہیں اس لیے وہ اپنے اس حکم سے خود مشرک ہو گیا۔ سجدہ و طواف کا حکم صفحہ ۱۲۵ کے حاشیہ میں اور سجدہ کی قسمیں اور ان کے احکام صفحہ ۱۲۸ میں ہم بیان کر آئے ہیں صاحب تقویۃ الایمان سجدہ کو مطلقاً شرک کہتا ہے اور ستم اس نے یہ کیا ہے کہ شرک مان کر پچھلی شریعتوں میں اس کے ثبوت کا قائل ہوا گویا اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ اس کا یہ ملعون کفر

حضرت جبریل کا حضور کی خدمت میں بہ ہیئت نماز دو زانو بیٹھنا

صاحب تقویۃ الایمان اپنے حکم سے خود مشرک

تقویۃ الایمان والے کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ

تقویت الایمان کے صفحہ ۴۳ میں ملاحظہ کیجئے۔

> جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کر لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ سو یہ بات غلط ہے آ[illegible] کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہیے یہ لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں۔

تقویت الایمان صفحہ ۴۳

طرز گفتگو تو دیکھئے کتنا شریفانہ ہے خیر یہ تو ان کی تہذیب ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ صاحب تقویت الایمان نے یہ تسلیم کیا کہ فرشتوں نے آدم اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سجدہ کیا یہ ان کی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ میں کہتا ہوں ہماری شریعت میں جائز نہ ہونا اور بات ہے تسلیم ہے کہ فرشتوں نے بحکم الٰہی حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو اور تقویت الایمان کے صفحہ ۱۱ میں سجدہ کو مطلقاً شرک کہا ہے۔ یہاں تک کہ صفحہ ۱۲ میں یہ لکھ دیا کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے مشکلیں کھول دیتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یقیناً ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہی سمجھ کر سجدہ کیا تھا کہ ہماری اس طرح کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو اسمٰعیل کے حکم سے یہ ان کا شرک ہوا اور اللہ تعالے نے اس کا

حکم دیا تھا تو معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا اور تمام فرشتے اور حضرت آدم اور اللہ تعالیٰ اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہ السلام سب اس بے دین کے نزدیک مشرک ہوئے فقط اس کا پیر شیطان بچ رہا۔ لعنت ہے۔ اس عقیدۂ ناپاک پر یہ ہے اسمٰعیلی شرک کی حقیقت جس کی وہابیہ نے پکار مچا رکھی ہے۔

اسمٰعیل صاحب کے اسی سلسلۂ شرکیات میں کسی کے نام پر مال خرچ کرنا اور کسی کے نام کا روزہ رکھنا بھی شمار کیا ہے دنیا میں ایسا تو کوئی مسلمان نہیں جو انفاق یا روزے سے بجز خدا کی عبادت کا قصد کرتا ہو البتہ اموات کے ایصال ثواب کے لیے مال بھی خرچ کرتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور اس میں ان اموات کے نام بھی لیتے ہیں جیسے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ ان بزرگوں کے نام لینے سے یہ مقصود ہے کہ اس عمل خیر کا ثواب ان کی ارواح کو پہنچایا جائے یہ حدیث سے ثابت ہے۔ اُم سعد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیثیں انہیں اسمٰعیل صاحب کے صراط مستقیم کے حوالہ سے صفحہ ۱۱۵ میں نقل ہو چکیں فقط انفاق اور روزہ ہی کیا اسمٰعیل صاحب نے ہر عبادت کے ایصال ثواب کو جائز اور مستحسن کہا ہے صراط مستقیم صفحہ ۶۳ میں ہے: ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود ثواب آن بروح کسے از گزشتگان برساند۔ پھر اسی کو شرک بتانا خود اپنے اوپر شرک کا حکم کرنا ہے۔

اس کے بعد تقویۃ الایمان میں کسی کے گھر کی طرف دور سے قصد کر کے سفر کرنا شرک بتایا ہے۔ شرک کے یہ تمام احکام امام الوہابیہ کے طبعزاد ہیں

کسی کے گھر کی طرف قصد کر کے سفر کرنا

شریعت نے ان میں سے کسی کو شرک نہ فرمایا۔ اب مرید پیر کے گھر جائے تو مشرک طالب علم استاد کے مکان پہ جائے تو مشرک۔ محدثین تے تو ایک ایک حدیث کے لیے اساتذہ کے مکانوں کی طرف بڑے بڑے سفر کیے ہیں۔ خود صحابہ نے ایسے سفر فرمائے ہیں اس بے دین کے شرک سے کوئی نہ بچے گا۔ دنیوی ضرورتوں کے لیے احباب سے ملنے اعزہ و اقارب کی زیارت کرنے شادیوں میں شریک ہونے تعزیت کرنے کے لیے لوگ رات دن دور دور کے سفر کرتے ہیں شریعت نے یہ سفر جائز فرمائے مگر تقویت الایمان کے حکم سے ساری دنیا مشرک تمام سفر شرک کہیں کوئی قصد کر کے گیا اور تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہوا۔ نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا۔ نصاریٰ کے گھر کے قصد سے اس نے سفر کیا یہ کتنا ڈبل شرک ہوا مگر مقصود اس بے دین کا اس سفر کو شرک بتانا ہے جو سرمایہ سعادت و ذخیرہ برکات ہے یعنی بقصد زیارت مدینہ طیبہ کا سفر

اسمٰعیل کے حکم سے نجدی مشرک

چنانچہ لکھتا ہے:

احادیث سے حضور کی زیارت کے لیے قصد کر کے حاضر ہونے کا بیان

کسی کی قبر یا چلہ پہ یا کسی کے تھان پہ جانا اور دور دور سے قصد کرنا اور سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور وہاں جا کر جانور چڑھانا اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا۔ اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ (تقویت الایمان صفحہ ۴۸)

اب وہابی جہاں کہیں کا سفر کریں تو شکار کرتے درخت کاٹتے گھاس

اکھاڑتے پھرا کریں ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائیں گے۔ تقویت الایمان صفحہ ۱ میں نامعقول باتوں سے بچنے کو بھی شرک بتایا ہے تو فرض ہوا کہ وہابی جب سفر کرے تو ضرور نامعقول باتیں کیا کرے۔ ورنہ تقویت الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائے گا۔ کمبختوں کی عقل پر پردے پڑ گئے ہیں جو ایسی بیہودہ کتاب کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔

اب احادیث ملاحظہ کیجئے تو اس بے دینی کا بطلان ظاہر ہو۔ اور معلوم ہو کہ معاند بدبخت زیارت روضۂ طاہرہ سے روکنے کے لیے یہ تمام بکواس کر رہا ہے۔

حدیث (۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر مبارک کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت ضروری ہو گئی۔

حدیث (۲) انہیں حضرت سے مروی ہے، مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔

حدیث (۳) مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَدُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ جو میری زیارت کے لیے آیا اور بجز میری زیارت کے کسی حاجت وغرض کا اس نے قصد نہ کیا مجھ پر حق ہے کہ میں روز قیامت اس کا شفیع ہوں۔

حدیث (۴) مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ

حَیَاتِیْ جس نے حج کرکے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے میری حیات میں زیارت کی۔

حدیث (۵) مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ ۔ جس نے کعبۂ معظمہ کا حج کیا اور میری زیارت کو حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پہ ظلم کیا۔ یہ تمام حدیثیں امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے خلاصۃ الوفا صفحہ ۴۱ و ۴۲ میں ذکر فرمائیں۔

حدیث (۶) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۴۰) جس نے قصد کرکے میری زیارت کی وہ روزِ قیامت میری حفاظت و حمایت میں ہوگا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ زیارت روضۂ طاہرہ کے لیے قصد کرکے حاضر ہونا اور اس سے دینی نفع کی توقع رکھنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے اسی کو تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے اس شخص کے نزدیک قرآن و حدیث میں شرک ہی شرک ہے معاذ اللہ۔ آستانے کے سامنے کھڑے ہوکر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو بھی شرک کہتا ہے باوجودیکہ یہ آدابِ زیارت میں سے ہے اور اس کا مفصل بیان صفحہ ۴۰ سے صفحہ ۵۰ تک گزر چکا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کو محترم کس نے فرمایا حرم کس نے بنایا وہاں شکار کرنے درخت کاٹنے گھاس اکھاڑنے سے کس نے منع کیا۔ یہ جاہل بدلگام خاکش بدہن مشرک کس کو کہہ رہا ہے۔

حدیث (۷) مسلم شریف کی حدیث ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ

صَیدُھَا (مشکوٰۃ شریف ۲۳۹) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کے مابین حرام کرتا ہوں اس کے خار دار درختوں کا کاٹنا اور اس کا شکار کرنا۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک لکھا ہے بے دینوں سے پوچھو کہ ان کے عقیدہ فاسدہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی شرک ہے تو پھر توحید کیا وہ شیطان سے سیکھیں گے۔ یہ تو ان بدنصیبوں کو کیا معلوم ہوگا کہ روضہ طاہرہ کعبۂ مکرمہ بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ میں فرماتے ہیں۔

روضۂ طاہرہ کعبہ مکرمہ و عرش سے افضل ہے

فَاِنَّ الْکَعْبَۃَ اَفْضَلُ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ مَا عَدَا الضَّرِیْحِ الْاَقْدَسِ وَکَذَا الضَّرِیْحُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَقَدْ نَقَلَ الْقَاضِیْ عِیَاضٌ وَّغَیْرُہٗ الْاِجْمَاعَ عَلٰی تَفْضِیْلِہٖ حَتّٰی عَلَی الْکَعْبَۃِ وَاَنَّ الْخِلَافَ فِیْمَا عَدَاہُ وَنَقَلَ عَنِ ابْنِ عَقِیْلِ الْحَنْبَلِیِّ اَنَّ تِلْکَ الْبُقْعَۃَ اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ وَقَدْ وَافَقَہُ السَّادَۃُ الْبَکْرِیُّوْنَ عَلٰی ذٰلِکَ یعنی کعبہ شریف شہر مدینہ سے افضل ہے سوائے روضہ مبارکہ کے اور روضہ مبارکہ مسجد حرام سے افضل ہے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ روضۂ انور کعبہ شریف سے بھی افضل ہے خلاف جو کچھ ہے وہ روضہ کے ماسوا میں ہے اور ابن عقیل حنبلی سے منقول ہے کہ روضۂ پاک عرش سے افضل ہے اور اس پر سادات بکری ان کے ساتھ متفق ہیں۔

جس روضۂ پاک کا یہ مرتبہ ہے اس کی زیارت کے لیے حاضر ہونا اور اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا شرک بتایا جائے خدا کی پناہ رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۶۴ میں ہے۔ وَاَنْ یَّاْتِیَ الْقَبْرَ الْکَرِیْمَ فَیُسَلِّمُ وَیَدْعُوْ وَیَسْئَلُ اللّٰہَ

اَنْ یَّتَوَصَّلَ اِلٰی اَھْلِہٖ سَالِمًا وَیَقُوْلُ غَیْرَ مُوَدِّعٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَیَجْتَھِدُ فِیْ خُرُوْجِ الدَّمْعِ فَاِنَّہٗ مِنْ اَمَارَاتِ الْقُبُوْلِ وَیَنْبَغِیْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِشَیْءٍ عَلٰی جِیْرَانِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَنْصَرِفُ مُتَبَاکِیًا مُتَحَسِّرًا عَلٰی مُفَارِقَۃِ الْحَضْرَۃِ النَّبَوِیَّۃِ کَمَا فِی الْفَتْحِ خلاصہ یہ کہ رخصت کے وقت زائر روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور دعا کرے اور فراق کے صدمہ سے روتا حسرت کرتا واپس ہو۔

یہ تو فقہ کی عبارت ہے قرآن کریم میں حضرت رب العزت ارشاد فرماتا ہے: وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ مطلب یہ کہ جن گنہگاروں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہو اگر آئیں سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وہ آپ کے حضور میں حاضر ہو کر اللہ تعالےٰ سے مغفرت فرمادیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعائے مغفرت فرمادیں تو ضرور وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم فرمانے والا پائیں۔ تقویت الایمان والے کا شرک تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تعلیم فرمادیا وہ آستان پاک کے سامنے دعا کرنے کو شرک بتارہا ہے آیت شریف میں اسکا حکم ہے۔ یہ نہیں ارشاد ہوتا کہ گنہگار مسجد میں جائیں کعبہ شریف میں آئیں اور بقول اسمٰعیل کسی کی چوکھٹ کے آگے دعا نہ مانگیں کہ یہ تقویت الایمان میں شرک بتایا ہے بلکہ یہ ارشاد ہے کہ آستانہ رسول پر حاضر ہوں اس سے خوب ظاہر ہوگیا کہ اس کتاب کا نام تقویت الایمان ہے اور جب یہ قرآن و حدیث کے مخالف تقویت الایمان کہ

خداوند عالم جس کا حکم فرمائے یہ کتاب اس کو شرک بتلائے اس کے نزدیک دنیا میں کوئی مسلمان نہیں۔

حضرت امام اعظم کی قبر پر حاضری اور ان کے وسیلہ سے دعا

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعتیں پڑھ کر حضرت امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں تو مراد جلد حاصل ہو جاتی ہے۔ رد المحتار جلد ا صفحہ ۳۹ میں ہے: قَالَ اِنِّیْ لَاَ تَبَرَّکُ بِاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَجِیْ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَةٌ صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی عِنْدَ قَبْرِہٖ فَیُقْضٰی سَرِیْعًا۔

تقویۃ الایمان کے اسی سلسلہ شرکیات میں زائر کا راہ میں اس بزرگ کے نام کا ورد کرنا بھی لکھا ہے یہ بھی خاص حضور علیہ الصلوٰۃ کی زیارت پر حملہ ہے کہ درود شریف کا ورد آداب زیارت میں سے ہے اور موجب سعادت ہے

حضور کے نام کا ورد و وظیفہ

حسن التوسل صفحہ ۸۷ میں ہے: وَمِنْہُ الْاِکْثَارُ مِنْ ذِکْرِہٖ بِالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ لِسَانًا وَقَلْبًا عَلٰی وَجْہِ التَّعْظِیْمِ بِحَیْثُ تَکُوْنُ شِعَارًا لَہٗ فِیْ سَفَرِہٖ سِرًّا وَجَھْرًا وَالْجَھْرُ اَوْلٰی اِنْ اَمِنَ مِنَ الرِّیَاءِ وَالتَّشْوِیْشِ عَلٰی نَائِمٍ لَعَلَّ اَنْ یَّبْعَثَ غَیْرَہٗ لِلصَّلٰوۃِ۔ یعنی از انجملہ حضور کے ذکر کی کثرت کرنا ہے۔ صلوٰۃ وسلام کے ساتھ زبان سے بھی دل سے بھی تعظیم کے طریقہ پر اس طرح پر کہ یہ ذکر سفر میں اس کا شعار ہو جائے اور یہ ذکر سراً ہو خواہ جہراً اور جہر بہتر ہے اگر ریا اور تشویش نائم سے امن ہو۔ کیونکہ شاید جہر سے دوسرے کو درود شریف کی رغبت ہو ائمہ دین تو یہ فرما دیں کہ حضور کے ذکر کو شعار بنا لے۔ اخیار امت

اس پہ عامل مگر وہابی دین میں یہ شرک لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی۔

اگرچہ دیوار سے منہ اور چھاتی ملنا اور غلاف پکڑنا آداب زیارت میں سے نہیں ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ زائر روضہ شریف سے کسی قدر فاصلہ پہ رہے کہ اس میں ادب زیادہ ہے۔ علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل صفحہ ۱۲۳ میں فرماتے ہیں مِنَ الْاَدَبِ الْبُعْدُ عَنِ الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ نَحْوَ اَرْبَعَةِ اَذْرُعٍ یعنی اولیٰ یہ ہے کہ زائر قبر شریف سے چار گز کے فاصلہ پہ رہے۔

امام سمہودی علیہ الرحمہ اپنی کتاب خلاصۃ الوفا صفحہ ۳۰ ہ میں فرماتے ہیں:

قِیْلَ لِمَالِكٍ فَالَّذِیْ یَلْتَزِمُ اَتَرٰی لَهٗ اَنْ یَّتَعَلَّقَ بِاَسْتَارِ الْمَلٰئِکَةِ عِنْدَ الْوَدَاعِ قَالَ لَا وَلٰکِنْ یَقِفُ وَیَدْعُوْ قِیْلَ لَهٗ وَکَذٰلِكَ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ۔

خلاصہ یہ کہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے نزدیک رخصت کے بعد کعبہ معظمہ کے پردوں سے لپٹنا چاہیئے فرمایا نہیں کھڑے ہو کر دعا کرے کہا گیا کہ حضور کے روضۂ مبارک پر بھی ایسا ہی کرلے فرمایا ہاں غرض دیوار سے چپٹنا یا پردوں سے لپٹنا آداب زیارت میں نہیں اور اہل شوق سے وارفتگی میں ایسا ہو جائے تو قابلِ ملامت و لائق اعتراض بھی

نہیں چہ جائیکہ اس کو شرک بتا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا جائے۔ نابینا کو یہ نظر نہ آیا کہ اس کا طعن ادشرک کہاں تک پہنچے گا۔ دیوار کجا خاص قبر شریف پر رخسار رکھ دینا تو صحابۂ کرام سے ثابت ہے۔

حسن التوسل صفحہ ۱۴۲ میں ہے: قُلْتُ لٰكِنْ نَازَعَ جَمْعٌ كَالسُّبْكِي النَّوَوِي فِيْمَا اعْتَمَدَ بِمَا نَقَلَهٗ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَ بِلَالٍ مِنْ اَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا وَضَعَ خَدَّهٗ عَلَى الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَيْهِ وَعَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهٗ وَضَعَ وَجْهَهٗ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَلَا شَكَّ اَنَّ الْاِسْتِغْرَاقَ فِى الْمَحَبَّةِ يَحْمِلُ عَلَى الْاِذْنِ فِىْ ذٰلِكَ وَالْقَصْدُ بِهٖ تَعْظِيْمٌ وَالنَّاسُ تَخْتَلِفُ مَرَاتِبُهُمْ كَمَا فِى الْحَيٰوةِ فَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَمْلِكُ نَفْسَهٗ بَلْ يُبَادِرُ اِلَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ فِيْهِ اِنَاءَةٌ فَيَتَاَخَّرُ۔ یعنی سبکی کی مثل ایک جماعت نے نووی کی مخالفت کی باین دلیل کہ حضرت ابن منکدر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ان میں سے ہر ایک صاحب نے اپنا رخسار قبر اطہر پر رکھا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنا داہنا ہاتھ قبر شریف پر رکھا اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ مزار شریف پر رکھا پھر سبکی نے فرمایا کہ بے شک محبت میں استغراق اور وارفتگی اس کی اجازت دیتی ہے اور اس سے تعظیم ہی مقصود ہے اور حالت حیات کی طرح اب بھی اہل ذوق کے مراتب مختلف ہیں بعض بیقرار ہو کر اس کی مبادرت کرتے ہیں اور بعض کو قرار ہوتا ہے وہ پیچھے رہتے ہیں۔ ایسا ہی خلاصۃ الوفا

صفحہ ۱۲ میں ہے مگر اس میں اس قدر اور بھی ہے۔ وَ نُقِلَ عَنْ اَبِی الصَّیفِ وَ الْمُحِبِّ الطَّبْرِی جَوَازُ تَقْبِیْلِ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ یعنی ابوالصیف اور محب طبری سے قبور صالحین کو بوسہ دینے کا جواز منقول ہے اگرچہ عوام کی گمراہی کے اندیشہ سے اس میں احتیاط مناسب ہے۔ لیکن جو افعال کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں ان کو محض اپنی رائے فاسد سے بے دھڑک شرک بتا دینا صحابہ پر الزام شرک لگانا اور کھلی گمراہی ہے۔

تقویت الایمان میں انہیں شرکیات کے سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے۔

> اس کے کنویں کو تبرک سمجھ کر پینا۔ بدن پر ڈالنا۔ آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں)

ظالم نے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر استعمال کرنا کہاں سے شرک بتا دیا۔ یہ بات ہے بے دلیل من گھڑت ہے اور چھانٹ چھانٹ کر ان چیزوں کو شرک بتایا ہے جن کا ثبوت شریعت میں موجود ہے اور جن کی تعلیم دی گئی ہے۔ خلاصۃ الوفا صفحہ ۳۰۶ میں ہے وَکَذَا الْاٰبَارُ الَّتِیْ شَرِبَ اَوْ تَطَهَّرَ مِنْهَا اَلتَّبَرُّکُ بِذَالِکَ یعنی ان کنوؤں کی زیارت کے لیے جانا اور اُن کے پانی کو تبرک بنانا مستحب ہے جن سے حضور نے پانی پیا یا طہارت فرمائی پانی کو تبرک بنانا اور غائبوں کے لیے لے جانا احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث: مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَأْتُوْنَ بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيْهَا۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز سے فارغ ہوتے مدینہ طیبہ کے خدام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تو آپ ہر برتن میں اپنا دستِ مبارک ڈال دیتے اور سردی کے اوقات میں بھی انہیں اس برکت سے محروم نہ فرماتے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس پانی کو حضور سے نسبت ہو جائے وہ تبرک ہے اور اس کو تبرک سمجھ کر لے جانا۔ مریضوں کو بامید شفا پلانا حدیث سے ثابت ہے۔ اب تقویت الایمان والا کس کو مشرک کہے گا۔

حدیث: مسلم شریف میں ایک اور حدیث اسماء بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ جس کو حضور پہنتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد میں نے لے لیا۔ ہم اس کو بیماروں کے لیے دھویا کرتے تھے۔ اس سے مقصد یہ ہوتا کہ اس جبہ شریف کے دھوون سے بیماروں کو شفا حاصل ہو۔ الفاظ مبارک حدیث کے یہ ہیں۔

بزرگوں سے نسبت رکھنے والی چیزوں کو باعث شفا سمجھ کر استعمال کرنا جائز ہے

مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۴ ﴿ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِيْ بِهَا۔ ﴾

تقویت الایمان والا تو بزرگوں کے کنویں کے پانی کا بطور تبرک استعمال کرنا ہی شرک کہتا تھا یہاں ملبوس شریف کا غسالہ تبرک ہے اور صحابہ اس کو شفا حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو بحمد اللہ تعالیٰ خوب واضح ہوگیا کہ صاحبِ تقویت الایمان نے اُن چیزوں کو بے دریغ شرک کہا ہے جو قرآن پاک کی آیات اور بکثرت احادیث سے ثابت ہیں اور جن پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ کا عمل رہا ہے۔

اسمٰعیل صاحب نے اس سلسلۂ شرکیات میں بعض ایسی چیزوں کو شرک کہا ہے جن کو شرک کہنا نہایت مضحکہ خیز ہے۔ مثلاً جھاڑو دینی، روشنی کرنی فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کے لیے سامان درست کرنا۔ مورچھل جھلنا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ ادب سے کھڑا ہونا۔ ان میں سے اگر کوئی کام بھی غیر خدا کے لیے کیا تو شرک تقویت الایمان کے صفحہ ۱۱ میں لکھ دیا ہے۔ کہ بعضے کام تعظیم کے لیے اللہ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں۔ انہیں کی مثال میں آپ نے جھاڑو وغیرہ کو شمار کرایا ہے یہ تو اسمٰعیل پرست تلاش کریں کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا روشنی کرنا۔ فرش بچھانا، پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان درست کرنا۔ مورچھل جھلنا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہے اور یہ خاص کام وہابی کہاں ادا کرتے ہیں انہوں نے کس کو خدا فرض کیا ہے جس پر مورچھل جھلنا اور

شامیانہ کھڑا کرنا اس کی تعلیم کے لیے خاص ہو۔ وہابیوں کا کیسا عجیب دین ہے۔ خدا نخواستہ ان کی سلطنت ہو تو تمام دنیا کو کوڑے کچرے سے اٹا دیں کیونکہ جھاڑو دینا تو شرک ٹھہرا ہر مکان تاریک اور اندھیرا پٹ رہے اس لیے کہ روشنی کرنا شرک ہے۔ پانی پلانا بھی شرک بتایا ہے۔ یزیدیوں سے بھی بڑھ گئے انہوں نے صرف اہل بیت پر پانی بند کیا تھا مگر پانی پلانے پر شرک کا فتوے دینے کی انہیں بھی نہیں سوجھی تھی۔ کسی نمازی کے لیے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اسی لیے کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى میں داخل ہے اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے۔ جس کام سے خدا کی عبادت پر اعانت ہو وہابی دین میں وہ بھی شرک۔

لطیفہ: شرک کی تعریف میں تقویۃ الایمان صفحہ ۸ میں یہ لکھا ہے کہ وہ چیزیں جو اللہ نے اپنے بندوں کے ذمہ نشانِ بندگی ٹھہرائی ہوں تو لازم کیا کہ جھاڑو دینا روشنی کرنا مورچھل جھلنا شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے۔ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے کہ جھاڑو لیے پھرے ورنہ نشان بندگی جاتا رہے گا مورچھل ہاتھ میں سکھے کہ وہابی دین میں یہ نشانِ بندگی ہے۔ حیرت ہے ان کی کوتاہ عقلوں پر جو ایسی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان مزخرفات کو مانتے ہیں۔

اسمٰعیلی شرکیات کا چوتھا حصہ

مولوی اسمٰعیل نے اپنے شرکیات کا چوتھا حصہ اشراک فی العادت کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں اکثر وہی باتیں ذکر کی ہیں۔ جن کا اوپر ذکر کیا گیا

بعض باتیں نئی بھی کہی ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں۔ شاہ
عبدالحق کا توشہ حقہ والا نہ کھائے۔ برائی بھلائی کسی طرف نسبت کرنا کہ فلانا ان
کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہوگیا فلانے کو نوازا تو فتح واقبال مل گیا۔ اللہ و رسول
چاہے گا تو میں آؤں گا۔ کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا ان سب باتوں کو شرک
بتایا ہے اور لکھا ہے۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔
(تقویت الایمان ص۱۰)

اب ان کی حقیقت پر نظر ڈالیے۔

۱۔ حضرت بی بی کی صحنک اس کا شرک ہونا صاحب تقویت الایمان نے بزعم
خود آیت سے ثابت کیا ہے اور آیہ کریمہ اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا
اِنَاثًا لکھ کر لکھا ہے یعنی اللہ کے سوا جو اور لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں
عورتوں کا تصور باندھتے ہیں۔ پھر کوئی حضرت بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے۔ کوئی
بی بی آسیا کوئی بی بی اَنادلی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی ستیلا کوئی مسانی
کالی کو (تقویت الایمان صفحہ ۵۳)

اس گستاخی اور بے ادبی سے تو ہر مسلمان کا دل کانپ جائے گا کہ حضرت
بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بی بی آسیہ کا ذکر پریوں اور مسانی اور
کالی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اللہ ہی اس کا بدلہ دے یہ کیسا ستم اور کیسی
بے باکی ہے کہ قرآن پاک کے معنی بدل ڈالے یَدْعُوْنَ جو عبادت
کرنے کے معنی میں ہے اس کا ترجمہ پکارنا کیا اور اِنَاثًا جو لات منات
عزیٰ وغیرہ بتوں کے حق میں وارد ہے اس کو اہل بیت رسالت اور

پاک بیبیوں پر ڈھالا اور صحنک کو شرک قرار دینے کے شوق میں قرآن پاک پر افترا کر دیا معنی میں تحریف کر ڈالی۔ تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۴۲ میں ہے۔ (اِنْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (اِلَّآ اِنٰثًا) جمعُ اُنْثٰی وَھِیَ اللّٰتُ وَالْعُزّٰی وَمَنَاتُ

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ آیت میں یَدْعُوْنَ عبادت کرنے کے معنیٰ میں ہے اور اِنَاثًا سے لات عزیٰ بُت مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ یوں لکھا ہے۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں (ترجمۃ القرآن) مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطابع دہلی صفحہ ۱۰۶ مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ سے بھی ثابت ہوا۔ کہ تقویت الایمان میں آیت کا ترجمہ کر کے تحریف کی گئی۔ اگر وہ یَدْعُوْنَ کا صحیح ترجمہ (عبادت کرتے ہیں) کرتا تو اُس کی مراد حاصل نہ ہوتی اور بی بی صاحبہ کی صحنک اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ شرک ثابت نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی ان بزرگوں کی عبادت کا وہم بھی نہیں کرتا۔ پھر شرک کیسے ہوتا۔ اس لیے اسمٰعیل نے قرآن پر افتراء کیا کہ اس میں عورتوں کے پکارنے کو شرک کہا ہے اور صحنک سے بی بی صاحبہ کا نام ٹھہرالیا جاتا ہے۔

یہ ہے اس کے شرک کی حقیقت اور اس طرح اس بے دین نے قرآن پاک کی آیات لکھ کر عوام کو گمراہ کیا ہے۔ جاہل سمجھتے ہیں کہ شاید آیت ہی میں یہ مضمون ہوگا۔

معاذ اللہ اہل بیت رسالت سے کیا عداوت ہے کہ اُن کے ایصال ثواب

قرآن کے معنی میں تحریف کی وہ اہل بیت رسالت پر چسپاں

تقویۃ الایمان کی تحریف قرآن پر مولوی اشرف علی کی شہادت

و شرک کہہ دیا صدقہ عبادت ہے اور ہر عبادت کا ایصال ثواب نصوص معتبرہ سے
ثابت اور خود اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں اس کو تسلیم بھی کیا ہم صفحہ ۱۰۸ میں اس
کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں اب یہ شرک کیسے ہو گیا۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے لیے
دیا ایصال ثواب اس کا حضرت بی بی صاحبہ یا شاہ عبدالحق صاحب یا اور بزرگوں
کو کیا تو یہ شرک کیسے ہو گیا محض ان بزرگوں کا نام لینے سے جیسا کہ تقویتہ الایمان
صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے۔ کوئی بی بی کا نام ٹھہرا لیتا ہے اگر صدقہ پر غیر خدا کا
نام آنا شرک ہو تو ایسا شرک قرآن و حدیث میں بہت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ الآیہ صدقات فقراء
و مساکین کے لیے ہیں اور صدقہ سے بھی یہاں صدقۂ فرض زکوٰۃ مراد ہے۔
جو قطعاً عبادت ہے تقویت الایمان والے کے طور پر تو قرآن میں شرک سا
ہوا۔ معاذ اللہ حدیث شریف میں ہے لِاُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں ام سعد کے لیے
ہے۔ وہابی دین میں یہ بھی شرک ہوا اور یہ شرک نہ ہو تو بی بی صاحبہ کے ایصال
ثواب کے لیے ان کا نام مبارک لینا کیوں شرک ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ
بی بی صاحبہ کی صحنک صرف عورتوں کو کھلائی جاتی ہے اور شاہ عبدالحق صاحب کا
توشہ حقہ نہ پینے والوں کو اس کی یہ وجہ تو ہے نہیں کہ مردوں کے لیے صحنک اور
حقہ والوں کے لیے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہو بلکہ صرف اتنی بات ہے کہ ان بزرگوں
کو جن سے اُنس اور مزید ارتباط ہے اُن کو دیا جائے اور یہ حدیث سے
ثابت ہے۔
حدیث: بخاری و مسلم نے حضرت صدیقہ سے روایت کی۔ رضی اللہ عنہا

الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۲) یعنی بارہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بکری ذبح فرما کر اس کے اعضا جدا جدا کرتے پھر اس کو ان عورتوں کے پاس بھیجتے جو بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوستدار تھیں۔ اب دکھاؤ تقویت الایمان والے کو صحابہ میں اہل حاجت بھی ہیں۔ مگر انہیں نہیں دیا جاتا۔ ہر عورت کو بھی نہیں صرف ان عورتوں کو دیا جاتا ہے۔ جو حضرت بی بی خدیجہ صاحبہ کے ساتھ اُنس وارتباط رکھتی ہیں۔ حتیٰ کہ اگر مردوں کو نہیں دی جاتی تو اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ اس کو شرک بتانا سخت گمراہی ہے۔ اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں،

(۱) کسی کے ایصال ثواب کے لیے جانور ذبح کرنا اس کو بھی اسمٰعیل نے شرک قرار دیا ہے۔

۲۔ صدقہ کا میت کے احباب اور ایسے لوگوں پر صرف کرنا جن سے اُس کو انس ہو۔

۳۔ اگر وہ بھی موجود نہ ہوں تو اُن کے پاس بھیجنا۔ شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ کو حقہ سے نفرت تھی اس لیے ان کے ایصال ثواب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں کو کھلایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی بزرگ کے ایصال ثواب کا کھانا اس کے مریدین یا خدام یا آستانہ پر تلاوت کرنے والوں کو پہنچانا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا تقویت الایمان صفحہ ۵۵ میں بایں الفاظ انکار کیا ہے۔ کوئی کسی کی قبر پہ لے جاتا ہے۔ غرض اس شخص کی جو بات ہے قرآن وحدیث کے مخالف ہے۔ اسی سلسلۂ شرکیات میں صاحب تقویت الایمان

نے یہ بھی لکھا ہے کہ برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اُس کو اُن کی طرف
نسبت کرے کہ فلاں ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا۔ پھٹکار اس کو کہتے ہیں کہ
بزرگوں کی شان میں گستاخی کرے اور وہ اس کے حق میں بددعا کریں۔ اس سے
اللہ تعالیٰ گستاخ پر بلا نازل فرمائے اس کو شرک کہنا انتہا درجہ کی جہالت و
گمراہی ہے۔ قرآن پاک میں صدہا آیتیں ہیں جن میں فرمایا گیا ہے کہ انبیاء کی تکذیب
ان کے استخفاف و اہانت اور ان کو ایذا پہنچانے کی شامت سے قومیں کی
قومیں مبتلائے مصیبت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا
كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ نوح علیہ السلام کی قوم نے جب رسولوں
کو جھٹلایا ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ دیکھی پھٹکار۔ علامہ ابن حجر ہیتمی نے
صواعق محرقہ میں صفحہ ۱۱۷ میں نقل فرمایا۔ اِنَّ جَمَاعَةً تَذَاكَرُوْا اَنَّهٗ مَا مِنْ
اَحَدٍ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ الْحُسَيْنِ اِلَّا اَصَابَهٗ بَلَاءٌ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ
فَقَالَ شَيْخٌ اَنَا اَعَنْتُ وَمَا اَصَابَنِيْ شَيْءٌ فَقَامَ لِيُصْلِحَ
السِّرَاجَ فَاَخَذَتْهُ النَّارُ فَجَعَلَ يُنَادِي النَّارَ النَّارَ وَانْغَمَسَ
فِي الْفُرَاتِ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى مَاتَ۔ خلاصہ
یہ کہ ایک جماعت میں تذکرہ تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل
میں اعانت کرنے والا کوئی نہ بچا جو موت سے پہلے مصیبت میں مبتلا نہ
ہوا ہو۔ ایک بڈھے نے کہا کہ میں نے اعانت کی تھی مجھے کوئی مصیبت
نہیں پہنچی یہ کہہ کر چراغ درست کرنے اٹھا اور اس کے آگ لگی
آگ آگ پکارتا دریائے فرات میں کود پڑا۔ اور آگ نہ بجھی تا آنکہ

ہلاک ہوگیا۔

کتب حدیث میں ایسے بہت واقعات ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے والے طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہوئے کوئی پیاس کی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ کسی طرح اس کی پیاس نہ بجھتی۔ کوئی اندھا ہوگیا۔ کسی کا منہ کالا ہوا۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ قَتَلَهُ الْأَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا إِمَّا بِقَتْلٍ أَوْعَمًى أَوْسَوَادِ الْوَجْهِ أَوْزَوَالِ الْمُلْكِ ۔ (صواعق محرقہ صـ۱۱۷)

خود صاحب تقویۃ الایمان بھی گستاخیوں کی پھٹکار میں مبتلا ہوا۔ اب تو اس کو یقین ہوگیا ہوگا کہ پھٹکار کا انکار بھی پھٹکار ہے۔

مسلم شریف میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھایا حضور نے فرمایا دلہنے سے کھا۔ کہنے لگا دلہنے سے نہیں کھا سکتا باوجودیکہ اس کو کوئی عذر نہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہرگز نہ کھا سکے گا اس کے بعد کبھی وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منہ تک نہ لے جا سکا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا أَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيْهِ ۔

(مشکوٰۃ شریف صـ۳۶۶)

بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال ملنا

صاحب تقویت الایمان کے نزدیک یہ کہنا شرک ہے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی اور اس کا جواب

دیکھی پھٹکار۔ ظالموں کہاں تک آیات و احادیث کا انکار کرو گے۔

اسی طرح بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال ملنا بکثرت نصوص سے ثابت ہے چہل ابدال کی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ جس میں ارشاد فرمایا ہے۔ يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ کہ ابدال کی بدولت مینہ برسایا جاتا ہے انہیں کی برکت سے دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے جو مضمون بکثرت احادیث میں وارد ہے اس کو بے دریغ شرک قرار دینا کیسی بے ایمانی ہے۔

صاحب تقویت الایمان نے اپنے شرکیات کے چوتھے حصہ میں تیسری بات یہ لکھی ہے۔ یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی (تقویت الایمان ص۱۱) اسی مضمون کو پھر دوبارہ اسی کتاب میں ایک حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس طرح لکھا۔

أَخْرَجَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ۔ ترجمہ: مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ نے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط ف یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو۔ مثلاً یوں نہ بولے کہ

اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

صاحب تقویت الایمان کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی کو نہ ملاوے اور اس کا جواب

اوّل تو یہ بتاؤ کہ اس کو شرکیات میں کس دلیل سے داخل کیا۔ حدیث جو نقل کی ہے اُس میں شرک کہاں بتایا گیا۔ دوم حدیث منقطع ہے خود مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۸) یہ کیسا مغالطہ اور خیانت ہے کہ حدیث منقطع لکھی جاتی ہے اور اشارہ تک بھی نہیں کیا جاتا کہ یہ منقطع ہے سوم یہ چوری و بد دیانتی کردہ غیر منقطع روایت ترک کی جاتی ہے جس کے ضمن میں یہ منقطع روایت درج تھی منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑنا کتنی بڑی فریب دہی ہے۔ پنجم فائدہ میں مطلقاً یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے حدیث کی صریح مخالفت ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاؤُدَ (مشکوٰۃ شریف ص۴۰۸)

یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کہو جو چاہا اللہ نے اور چاہا فلاں نے لیکن یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے۔

یہاں تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ادب تعلیم فرماتے ہیں کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ واوٗ جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ کہو تا کہ معلوم ہو کہ مشیت الٰہی مقدم ہے اور مشیت عبد تابع ہے

علامہ محمد طاہر نے مجمع البحار میں فرمایا۔ هٰذَا اِلْاَتِّ الْوَاوَ تَفِيْدُ الْجَمْعَ وَثُمَّ تَجْمَعُ وَتَرَتَّبُ فَيَكُوْنُ مَشِيَّتُهُ اللّٰهِ مُقَدَّمَةً عَلٰى مَشِيَّتِهٖ (مجمع البحار کشوری صفحہ ۲۲۲) لیکن صاحب تقویت الایمان نے مطلقاً ملانے کو شرکیات میں شمار کیا اور حدیث شریف کا اصلا لحاظ نہ کیا بلکہ اسی تغلیط و فریب دہی کے لیے غیر منقطع حدیث کو دیدہ دانستہ چھوڑ گیا۔

ششم صاحب تقویت الایمان کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں اول یہ کہ اس کی شان و صفت خاص میں کسی طرح کسی مخلوق کو نہ ملائے اور یہاں صاحب تقویت نے یہی معنی مراد لیے ہیں۔ کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے سوا کسی مخلوق کو نہ ملائے جیسے معطی بالذات ہونا اللہ تعالٰے کی شان ہے کسی مخلوق کو اس میں دخل نہیں تو صاحب تقویت کے نزدیک معطی بالذات ہونے میں اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی کو نہ ملائے اور بغیر ملائے تنہا غیر کو معطی بالذات کہے تو میاں اسمٰعیل اس کو منع نہیں کرتے یہ شرک انہیں گوارا ہے۔ ہر زید و عمر کو خالق بالذات مالک بالذات عالم بالذات قادر بالذات۔ سمیع بالذات۔ بصیر بالذات وغیرہ سب کچھ کہو مگر خدا کے ساتھ ملا کر نہیں تو میاں اسمٰعیل اس پر ناراض نہیں بلکہ حدیث مذکورہ بالا پر نظر کر کے وہابیہ کے طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف واؤ کے ساتھ عطف نہ کرے اور ثُمَّ کے ساتھ ملائے تب بھی حرج نہیں۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان۔ ظالم کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ حضرت باری جل اسمہٗ کی صفت خاص

ملاحظہ فرمائیے وہابیہ کا ایمان

کا اطلاق غیر پر کسی حال میں درست نہیں نہ ملا کر نہ تنہا نہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے
نہ ثُمَّ کے ساتھ نہ بلا عطف اور جو صفت خاص نہیں ہے جیسے کہ مشیت
تابع لمشیۃ اللہ اس کا اثبات کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صاحب تقویت
حدیث مذکور میں مشیت سے مشیت سے ذاتیہ مراد لے جیسا کہ اس کے
کلام سے ظاہر ہے تو اس کے قول سے لازم آئے گا کہ ثُمَّ کہہ کر غیر کے لیے
مشیت ذاتیہ کا اثبات جائز ہو کیونکہ حدیث میں ہے۔ وَلٰكِنْ قُولُوْا
مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ لیکن حدیث کے یہ معنی بنانا اور اس مضمون
کا معتقد ہونا خالص بے دینی اور شرک ہے۔ اب ثابت ہوا کہ حدیث میں
مشیت ذاتیہ مراد ہو ہی نہیں سکتی تو دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بندہ کی
مشیت ذاتیہ نہیں ہے تاہم کمالِ ادب یہ ہے کہ مشیتِ الٰہیہ کے ساتھ اس
کا ذکر واؤ عطف کے ساتھ نہ کیا جائے بلکہ ثُمَّ کے ساتھ کیا جائے۔ اس سے
یہ لازم نہیں آتا کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہو۔ صاحب تقویت
کا اس کو شرک میں داخل کرنا نہایت جہل و نادانی اور فریب وہی ہے بلکہ
اس نے تو مطلق ملانے کو شرکیات میں شمار کیا۔ ثُمَّ کے ساتھ حدیث شریف
میں جو اجازت ہے اس کو ظاہر تک نہ کیا یہ فریب مسلمانوں پر کیسے چل سکتا ہے
کیا وہ یہ نہ دیکھیں گے کہ قرآن پاک میں جا بجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ذکر ذکر الٰہی کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور واؤ عطف ہی کے ساتھ ملایا گیا۔
تقویت الایمان والے کے عقیدہ پر تو قرآن پاک بھی شرک سے خالی نہیں
والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ اور رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا

اللہ اور رسول نے اپنے فضل سے عطا کیا

اب چند آیتیں ملاحظہ کیجئے۔

آیت (۱) وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۔

(سورہ توبہ رکوع ۱۰)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

آیت (۲) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝

(سورہ توبہ رکوع ۷)

ترجمہ:۔ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

آیت (۳) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝

ترجمہ: اے مسلمانو تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکاۃ دیتے اور رکوع کرنے والے ہیں۔ ان ایات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے اور واؤ عطف کے ساتھ وہ بھی غنی کرنے فضل فرمانے عطا کرنے مدد فرمانے میں تقویت الایمان والے کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں اور قرآن میں موجود ہیں۔ تعجب ہے اس پر یہ دینی ہے۔

اس مضمون کی بکثرت آیات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ دو ایک حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ تقویت الایمان والے نے قرآن و حدیث دونوں کا خلاف کیا اور اس چیز کو شرک بتایا جس سے قرآن و حدیث مملو ہیں۔

حدیث (۱) بخاری شریف صفحہ ۱۹۸ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔

یعنی ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا اللہ و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس کو غنی کر دیا۔ اس میں غنی کرنے کا بیان ہے اور خود حضور نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا اور واؤ ہی کے ساتھ عطف فرمایا۔ پوچھو اسمٰعیلیوں سے اس کو بھی شرک کہو گے۔

حدیث (۲) ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو۔ یہ آیات و احادیث اور صد ہا نصوص تقویت الایمان کے بطلان پر قاہر دلیلیں ہیں۔ ظالم نے جو کہا قرآن و حدیث کے خلاف ہی کہا۔ اسی عبارت کے آخر میں لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویت الایمان صفحہ ۵۸)

اس نابینا کو وہ آیات و احادیث دکھاؤ جو ہم نے پیش کیں۔ مگر اس نے جاہل نے کبھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی نہیں سنے

اتنا تو ہر جاہل جانتا ہے کہ چاند حضور کے اشارہ سے شق ہوا سورج حکم سے غروب کے بعد پھر پلٹ آیا۔ درخت اپنی جگہ سے چل کر فرمانبردارانہ خدمت کے لیے حاضر ہوئے یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ حضور کے چاہنے سے ہو رہا ہے یا کسی اور کے یا دشمن دین تمام معجزات کا منکر ہے

حدیث: لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ ہم نقل کر چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعنایت الٰہی رسول کے چاہنے سے کیا کچھ ہوتا ہے۔

یہ کلمہ کیسا مکروہ اور خلاف ادب ہے "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" ایسا کلمہ کسی نیازمند کے منہ سے کسی مخدوم کی شان میں نہیں نکلتا مگر اسمٰعیل دہلوی کی زبان سے ایسے کلمے خاص حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نکلتے ہیں اور اپنے پیروں اور دوسرے لوگوں کے لیے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے جن کا ثابت کرنا حضور کے لیے شرک بتاتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم صفحہ ۱۳) وبسبب ہمیں اجتبا و اصطفا رضائے حق در رضائے ایشاں مندرج شدہ و اتباع حق در اتباع ایشاں منحصر گردیدہ و سخط حق با سخط ایشاں تلازمی و تلاصقی پیدا کردہ۔ یہاں صدیقوں کے لیے اجتبا و اصطفا ثابت کیا اور ان کی رضا کو خدا کی رضا ان کے اتباع کو خدا کا اتباع ان کی ناراضی کو خدا کی ناراضی قرار دیا۔ اور صفحہ ۶۰ میں حضرت مولا علی مرتضیٰ کی نسبت لکھا۔ قطبیت وغوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت عہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشاں است و در سلطنت

سلاطین و امارت امراء ایشان را دخلی ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔

یعنی قطبیت غوثیت ابدالیت وغیرہا تمام مناسب حضرت علی مرتضیٰ کے زمانہ مبارک سے دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ و واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہ اختیار مانا کہ قطب غوث ابدال بنانا سب اُن کے ہاتھ میں ہے۔

اسمٰعیل نے قطبیت وغوثیت دنیا حضرت علی مرتضیٰ کے اختیار میں بتایا۔

بادشاہوں کو بادشاہت اور امیروں کو امیری ان کے فیض و کرم سے ملتی ہے تقویت الایمان میں کون سی شرارت کی رگ اچھلی کہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھ ڈالا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تقویت الایمان کے حکم سے صراط مستقیم کی یہ عبارات شرک اور اسمٰعیل اپنے حکم سے آپ مشرک

صراط مستقیم کے صفحہ ۱۱۲ میں لکھا:

ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند و این کبار اولی لایدی والابصار را می رسد کہ تمامی کائنات را بسوئی خود نسبت نمایند مثلاً ایشان را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست

یعنی اس رفیع منصب کے لوگ عالم مثال و عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں۔ ماذون مطلق ہیں ۔ان بڑے قدرت و علم والوں کو

ف تقویت الایمان میں حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اس تناقض کو دیکھئے تقویت میں تو کسی چیز کا مختار نہیں اور صراط مستقیم میں سلطنت دنیا اور قطبیت وغیرہ کے مناصب عطا کرنا سب حضرت علی مرتضیٰ کے ہاتھ میں بتایا ۔

گر بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش
از مذہب تو کفر و مسلماں گلہ دارد

حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں اور کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ یہ وہی اسمٰعیل ہے جو تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ وہ کسی چیز کے مختار نہیں اور اُن کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ان کی نسبت ایسی عقیدت رکھنا داخل شرک قرار دیتا ہے۔ یہاں صراط مستقیم میں اولیاء کے لیے تصرف تمام واختیار کامل مان کر اور یہ کہہ کر بقول خود مشرک ہو گیا کہ ان کا حق ہے کہ وہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بتائیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عناد بد نصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات پاک سے ہے قَاتَلَہُ اللہ اسی صراط مستقیم کے صفحہ ۳۶ میں لکھا، اکابر ایں فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ شدہ در اجرائے آں می کوشند معدود اند۔ یہاں محدثین وشہداء کو مدبرات الامر میں داخل کیا اور عالم میں متصرف مان لیا غرض تقویۃ الایمان کا بطلان جیسا کہ نصوص صریحہ سے ظاہر ہے خود مصنف کے کلام سے بھی واضح ہوا۔

شہنشاہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱ میں کسی مخلوق کو شہنشاہ کہنا بھی شرک بتایا ہے اور صفحہ ۵۰ میں اس کی تفصیل اس طرح کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق اور اس میں وہ پایا جاتا ہے اور کسی کو نہ کہے۔ جیسے بادشاہوں کا بادشاہ۔ مالک سارے جہان کا۔ تقویۃ الایمان کا یہ مضمون اس کی نقل کی ہوئی حدیث میں نہیں ہے۔ حدیث شریف کی طرف اس کی نسبت کر دینا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

پر افترا ہے۔ حدیث میں نہ شہنشاہ کہنے کو شرک فرمایا نہ مالک کہنے کو۔ یہ سب من گھڑت ہے۔ حدیث شریف میں صرف اس قدر ہے کہ حضور نے سنا کہ ایک شخص کو لوگ ابوالحکم کہہ کر پکارتے ہیں تو حضور نے غایت ادب کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حکم اللہ ہے تم ابوالحکم کنیت کیوں رکھتے ہو۔ اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الْحَكَمُ فَلِمَ تُكَنّٰى بِالْحَكَمِ اس میں تو ابوالحکم نام رکھنے کو بھی شرک نہیں فرمایا۔ نہ کسی کو حکم کہنے کی ممانعت فرمائی بلکہ خود قرآن عظیم میں فرمایا: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا دیکھئے تقویت الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت ہے قرآن تو فرماتا ہے کہ وہ حضور کا حکم نہ مانیں اور حضور کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں تو ایماندار نہیں۔ اور تقویت الایمان والا کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک۔ اس بدنصیب کو ہر جگہ قرآن و حدیث میں شرک ہی نظر آیا اور اس بدبخت نے خدا اور رسول کے ارشادات کو شرک ٹھہرایا۔ طرفہ یہ کہ قرآن پاک نے حکم کا اطلاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خاص نہیں فرمایا بلکہ اوروں پر بھی جائز قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا:

فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا

اسمٰعیلیوں سے پوچھو اب غیر خدا پر حکم کے اطلاق کو شرک بتا کر کس کو مشرک کہو گے قرآن کو یا خدا کو یا اپنے اس بے دین پیشوا کو جس نے بیان تو کیا شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا کہنا شرک بتایا۔ اور

صراط مستقیم صفحہ ۶۶ میں لکھا۔ در سلطنت سلاطین و امارت امرا ایشان را دخلے است۔ جب امیروں کی امیری اور بادشاہوں کی بادشاہت حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بدولت ہے تو وہ شہنشاہ ہوئے اور شہنشاہی کیا چیز ہے یہاں تو حضرت علی مرتضیٰ کو شاہنشاہ مان کر خود اپنے قول سے مشرک ہوا اور صراط مستقیم صفحہ ۱۱۲ میں لکھا۔ ایشان را می رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔ اس میں شاہنشاہ اور مالک سارے جہان کا۔ یہ دونوں باتیں آگئیں کیونکہ جب عرش سے فرش تک ان کی سلطنت ہوئی تو سارے جہان کے مالک بھی ہوئے اور روئے زمین پر جتنے بادشاہ ہیں ان سب کے بادشاہ بھی تقویت الایمان والے نے خود اپنے اوپر شرک کا فتویٰ دیا ہے۔

اسمٰعیل دہلوی حضرت علی کو سارے جہان کا مالک مان کر خود اپنے قول سے مشرک ہوا

علم غیب

علم غیب

انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کے کمالات کا انکار کرنا اور ان کو شرک بتانا اس گروہ ناحق پژوہ کا مدعائے دلی و مقصد قلبی ہے اسی لیے جو کمال نظر آیا اس کا بے دینوں نے انکار کیا۔ کمالات میں علم اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جو حق تبارک وتعالےٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علیٰ وجہ الکمال عطا فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

آیت (۱) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے آپ کو

تعلیم فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

آیت (۲) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ط اور اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔ پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔

آیت (۳) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہم نے آپ پر اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک نازل فرمایا۔ ہر شئی کا بیان واضح۔

آیت (۴) اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ہ مطلب یہ کہ حضرت رحمٰن نے قرآن کی تعلیم فرمائی انسان یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ان کو بیان مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ تعلیم فرمایا۔ تفسیر معالم التنزیل

خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنَ۔ ان آیاتِ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء تمام کائنات کا علم عطا فرمایا۔ غیب پر مطلع فرمایا ما کان وما یکون کی تعلیم فرمائی اب دو حدیثیں بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

حدیث (۱) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا۔
(مشکوٰۃ شریف صہ۵۱۲) یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے سمیٹی میرے لیے زمین اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا۔ پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی۔

(مظاہر حق صہ۳-۵۰)

حدیث (۲) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۹ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا رب تبارک و تعالیٰ نے ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی خوب جانتا ہے۔ فرمایا حضور نے پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنے پستانوں کے درمیان پائی۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۶۳ میں ہے،

زمین و آسمان کا علم اور غیب کے دروازے کھل جانا

قَالَ اِبْنُ حَجَرٍ اَیْ جَمِیْعُ الْکَائِنَاتِ الَّتِیْ فِی السَّمٰوٰتِ بَلْ

وَمَا فَوْقَهَا كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ وَالْاَرْضُ هِيَ بِمَعْنَى الْجِنْسِ اَيْ وَجَمِيْعِ مَا فِي الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ بَلْ وَمَا تَحْتَهَا كَمَا اَفَادَهُ اَخْبَارُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الثَّوْرِ وَالْحُوْتِ الَّذِيْنَ عَلَيْهِمَا الْاَرَضُوْنَ كُلُّهَا يَعْنِي اِنَّ اللّٰهَ اَرٰى اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَشَفَ لَهُ ذٰلِكَ وَفَتَحَ عَلَيَّ اَبْوَابَ الْغُيُوْبِ

یعنی علامہ ابن حجر محدث نے فرمایا کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم مراد ہے جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں معلوم ہوگئیں۔ جیسا کہ حضور کا ثور و حوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں اس کو مفید ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور ان کے لیے ان سب کو کشف فرما دیا اور حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی قدس سرہ نے اشعۃ اللمعات طبع کلکتہ جلد ا صفحہ ۳۶۲ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا۔ عبارت ست از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطہ آں یعنی حدیث شریف کے الفاظ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جزوی و کلی علوم حاصل ہوگئے اور آپ نے ان پر احاطہ فرمالیا۔

حضور کو تمام علوم جزوی و کلی حاصل ہوگئے

حدیث (۳) مشکوٰۃ شریف صفحہ ۷۲ میں ترمذی شریف کی

ایک حدیث میں حضرت معاذ بن جبل سے یہ الفاظ مروی ہیں: فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پس ظاہر ہو گئی مجھ کو ہر چیز اور میں نے سب کو پہچان لیا۔ حضرت شیخ اشعۃ اللمعات صفحہ ۲۶۹ میں فرماتے ہیں۔ پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان و زمین عرش و فرش تمام کائنات و جمیع اشیاء کے جزوی و کلی علوم مرحمت فرمائے حضور پہ غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔ بغیر کسی ہیر پھیر کے۔ بلا کسی کشاکش اور کھینچ تان کے آیات و احادیث کی صراحت اس نتیجہ پہ پہنچاتی ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہے اسی پہ ہم قائم ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے غیبوں کے دروازے کھول دیئے تو حضور کے لیے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لیے محسوسات کہ جب ہم آنکھیں کھولیں دیکھ لیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کیونکہ محسوسات کا کشف جب ہوتا ہے جبکہ آلات حواس سے کام لیا جائے یہاں اس کی بھی احتیاج نہیں۔ ائمہ دین نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ زرقانی میں امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے: ثَالِثُهَا اَنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا يُبْصِرُ الْمَلَائِكَةَ وَيُشَاهِدُهُمْ كَمَا اَنَّ لِلْبَصِيْرِ صِفَةً بِهَا يُفَارِقُ الْاَعْمٰى رَابِعُهَا اَنَّ لَهٗ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُوْنُ فِي الْغَيْبِ ۔ یہ تمام علوم عطائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مرحمت فرمائے۔ ذاتی علم کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں۔ ذاتی حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے

جن آیات اور احادیث میں علم کی نفی وارد ہے وہاں علم ذاتی مراد ہے اب بحمداللہ تعالیٰ مسئلہ کامل طور پر واضح ہو گیا اور مخالفین کے شکوک و شبہات سب قطع ہو گئے ۔ تقویت الایمان والا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات دیکھ ہی نہیں سکتا ۔ حضور کے فضائل جلیلہ اس کے لیے موت ہیں وہ علم جیسے کمال کا کس طرح انکار نہ کرتا ۔ اس نے حضور کی اس فضیلت کبریٰ کا انکار کرنے کے لیے اپنی کتاب میں ایک خاص فصل بنائی ہے جس کا عنوان یہ ہے :

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ رَدِّ الْاِشْرَاكِ فِی الْعِلْمِ اس فصل میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے غیبی علوم کا اثبات شرک قرار دیا ۔ اور نہایت گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کیا ۔ آیات و احادیث پیش کر کے حسب عادت ان کے غلط معنی بتائے ۔ اب میں اس کی پیش کردہ آیات نقل کر کے حقیقت حال ظاہر کرتا ہوں ۔

آیت (۱) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ اسی کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں نہیں جانتا ان کو مگر وہی (تقویت الایمان صفحہ ۲۴) اس آیت میں علم سے اگر ذاتی مراد ہو تو وہابی کو کیا مفید ذاتی بیشک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس سے محبوبان حق کے علم عطائی کی نفی کب ہوتی ہے اور اگر عطائی مراد ہو تو صحت استثنا کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے علم الٰہی کو معاذاللہ عطائی کہا جائے ۔ صاحب تقویت اسی گمراہی میں گرفتار ہے اور آیت میں علم عطائی ہی مراد لیتا ہے ۔ چنانچہ لکھا ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت

نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں (تقویت الایمان صفحہ ۲۳)
جب لَا یَعْلَمُهَا کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے طاقت نہیں بخشی اس لیے
بعلم عطائی نہیں جانتا تو لازم آیا کہ اِلَّا ھُوَ کے معنی یہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ
بعلم عطائی جانتا ہے جاہل نے علم الٰہی کو عطائی قرار دے لیا کس درجہ کی گمراہی
ہے۔ علاوہ بریں "دروغ گو را حافظہ نباشد" یہاں تو یہ کہا کہ اللہ صاحب
نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی اور خود صراط مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں
لکھا ہے:

برائے کشف ارواح و ملائکہ و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار
و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند۔ تقویت الایمانی دین میں جب ولی و
نبی کو خدا نے غیب کی بات معلوم کرنے کی طاقت نہیں بخشی تو دورہ کا شغل
کرنے والے اسمٰعیل کے چیلوں کو ملائکہ و ارواح کے کشف اور زمین و
آسمان جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہو کر عالم غیب بن جانے
کی طاقت کس نے بخشی اسمٰعیل نے یا اس کے پیر نے جو کام اس کے اعتقاد
میں خدا سے بھی نہ ہوا وہ بزعم خود اس نے کر دیا اور جو بات ولی یا نبی کو
دربار الٰہی سے میسر نہ آئی وہ اسمٰعیل نے اپنے چیلوں کو بخشدی لعنت اس
بے دینی پر۔ پھر یہ بے دینی کہ نبی اور ولی کے چاہنے سے تو غیب کی بات
معلوم نہ ہو اور اسمٰعیلی چیلے چاہیں تو معلوم کرلیں۔

چنانچہ صراط مستقیم صفحہ ۱۲۸ میں لکھا۔ باستعانت ہمان شغل بہر مقامے کہ
از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال

آنجا دریافت کند یے دین نے اپنے چیلوں کو انبیاء و اولیا سے بڑھا دیا اور خدا کی برابر کر دیا۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۳ میں لکھتا ہے ۔ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کیا خوب شان ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کر لے اس کا اختیار رکھتا ہے۔ مگر بالفعل کچھ نہیں جانتا محض کورا نادان ہے یہ ہے وہابیہ کا خدا اور اس کے علم کی اتنی حقیقت ہے۔ یہ بات تو اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں اپنے چیلوں کے لیے بھی ثابت کی تو اسمٰعیل اپنے قول سے مشرک ہوا۔ کیونکہ اس نے اشراک فی العلم کے معنی تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں یہ لکھے ہیں: اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔ لہٰذا اپنے چیلوں کے لیے خدا کا سا علم ثابت کر کے اپنے قول سے مشرک ہوا۔ معہٰذا کسی صفت کا اختیاری ہونا مستلزم حدوث ہے تو علم الٰہی کو اختیاری کہنا کفر ہوا۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۲ میں لَوْ قَالَ علم خدائے قدیم نیست یَکْفُرُ کذا فی التتارخانیۃ اسی طرح یہ عقیدہ کہ ہے تو جاہل مگر اختیار رکھتا ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کر لے، کفر ہے۔ عالمگیری صہ ۲۵۸ جلد ۲، یَکْفُرُ اِذَا وَصَفَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِمَا لَا یَلِیْقُ بِہٖ اَوْ نَسَبَہٗ اِلَی الْجَھْلِ اَوِ الْعِجْزِ اَوِ النَّقْصِ۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں کسی مخلوق کی نسبت یہ خیال رکھنا کہ اس کو ہر چیز کی ہر وقت خبر ہے۔ شرک بتایا ہے۔ مگر جب صفحہ ۲۳ کی عبارت میں خدا کے لیے ہر وقت

علم الٰہی کی نسبت اسمٰعیل کی بے ادبی

علم الٰہی کے متعلق نجدیوں کے کفریات

خبر رکھنا تسلیم نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ جب وہ چاہے غیب کی بات دریافت کر سکتا ہے تو وہ خیال کس طرح شرک ہو سکتا ہے بلکہ اب تو برابر خبر رکھنا شرک ہو گا کیونکہ صفحہ ۲۳ میں اس کو شان الٰہی بتایا ہے۔ یہ ہے بے دین کے نزدیک خدا کی شان اور حبیب اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت یہ اعتقاد ہے۔ تو انبیاء و اولیاء کے علم کا انکار ایسوں سے کیا جائے تعجب۔

یہ تو صاحب تقویت کی بے دینی کے نمونے تھے۔ اب پھر آیت کریمہ کی طرف رجوع کیجئے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو غیب کا علم عطا نہیں فرماتا۔ صاحب تقویت الایمان کا آیت کے یہ معنی کہنا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی قرآن کریم پر افتراء ہے۔ یہ اس آیت کو ادنیٰ علم والا بھی انبیاء و اولیاء کے علم عطائی کے انکار کی سند نہیں بنا سکتا بلکہ اس آیت سے تو محبوبانِ حق کے لیے غیب کے علم کا اثبات ہوتا ہے۔ مفردات راغب اصفہانی کے ۳۷۷ میں ہے وَقَوْلُهٗ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ يَعْنِيْ مَا يَتَوَصَّلُ بِهٖ اِلٰى غَيْبِهِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ قَوْلِهٖ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ يعنى عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب تک پہنچنے اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو جس کا ذکر آیہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ الآیہ میں ہے۔

صاحب تقویت الایمان کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑا چنانچہ تقویت ص۲۴

میں لکھتا ہے کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ
نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس
میں سے جتنا چاہے جس کو بخش دے۔ اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

جب یہ بات ہے تو وہابی کیوں منہ بگاڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے
حبیب کو جمیع اشیاء کے علم عطا فرمائے اُن کے لیے غیب کے دروازے
کھول دیئے تو کون اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ انبیاءؑ
کے لیے غیب کا علم عطا کیا جانا باقرار صاحب تقویت اس آیت سے ثابت
ہے۔ پھر اس کو علم انبیاء کے انکار کی سند بنانا دیدہ و دانستہ قرآن پاک
کی مخالفت ہے۔

افکِ صدیقہ سے وہابیہ کا استدلال اور اس کا ابطال

تقویت الایمان صفحہ ۴۲ میں ہے: منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت
کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا پھر
کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا
ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک۔

ایک بات تو یہ ہے کہ جب یہ غیب تھا اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تو معلوم
ہوا کہ غیب کا علم عطا کیا جاتا ہے اس کو شرک قرار دینا غلط اور بے ایمانی ہے
اور تقویت الایمان صفحہ ۱۰ کا یہ قول باطل ہے کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات
ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر
طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ یہاں علم عطائی کو بھی شرک کہہ دیا۔ اور علم
عطائی کو شرک کہنے کے معنی یہ ہیں کہ گمراہ کے نزدیک علم الٰہی بھی عطائی

ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تہمت والے واقعہ میں تقویت والے کا یہ کہنا کہ پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی بالکل جھوٹ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے کون سی حدیث میں ہے کہ حضور کو حقیقت نہ معلوم ہوئی تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۵۰ میں ہے: كَانَ هٰذَا الْقَوْلُ مَعْلُومَ الْفَسَادِ قَبْلَ نُزُوْلِ الْوَحْيِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نزول وحی سے قبل معلوم تھا کہ منافقین کا یہ قول فاسد و باطل ہے۔ بخاری شریف مجتبائی جلد ۱ صفحہ ۳۹۴ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے۔ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا خدا کی قسم مجھے اپنے اہل پر نیکی کا یقین ہے۔ بیدین کو حضور کی قسم کا بھی اعتبار نہ ہوا۔ ان اکاذیب پر ان کے دین کا مدار ہے۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے:

آیت (۲) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ اس کے تحت میں لکھا ہے۔ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس آیت میں علم عطائی کی نفی کب ہے یہ کب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کی تعلیم نہیں فرماتا۔ اور جب صفحہ ۲۳ میں خود لکھ چکا کہ اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا تو اب اس آیت کو کس لیے پیش کیا اگر اس آیت سے علم عطائی کی نفی مراد لے تو صفحہ ۲۳ کی اپنی عبارت خلاف قرآن ماننی پڑے گی ؎

دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را

تقویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے

آیت (۳) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الآية

اس آیت میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان امور پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور ان کا علم نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ معنی آیات مذکورہ صدر کے خلاف ہیں جب وہ یہ فرماتا ہے: فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ تو کس طرح اس کے معنی علم عطائی کی نفی کے ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۸ میں فرماتے ہیں۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وی تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداند۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ ان امور خمسہ کو بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۷۰۴ میں ہے: یعنی ایں پنج علم در خزانہ مشیت حضرت آفریدگار ست و کلید اطلاع بدست اجتہاد ہیچ آدمی ندادہ اند یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ پانچ علم خزانہ مشیت الٰہی میں ہیں اور اُن کی اطلاع کی کنجی کسی کے دست اجتہاد میں نہیں دی ہے کہ عقل سے اٹکل سے۔ قیاس سے ان کو معلوم کر سکے۔ اس میں کاہنوں اور منجموں رمالوں، جفاروں کے دعاوی کا ابطال اور مسلمانوں کو تعلیم دی جاتی ہے کہ ان کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ یہ علم ادراک قیاس وغیرہ سے حاصل

ہونے والے نہیں۔ چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۷۸۱ میں ہے۔
وَكَانَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْئَلُوْنَ الْمُنَجِّمِيْنَ عَنْهَا زَاعِمِيْنَ اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَهَا
یعنی زمانہ جاہلیت کے لوگ باتیں کاہنوں اور نجومیوں سے دریافت کیا کرتے تھے بایں خیال کہ یہ جانتے ہوں گے۔ ان آیات میں ان کے خیال کا بطلان ظاہر فرمادیا کہ یہ امور اٹکل اور قیاس سے معلوم نہیں ہوتے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں۔
چنانچہ اسی روح البیان صفحہ ۷۶۹ میں ہے: نَعْلَمُ اَنَّ الْغَيْبَ مُخْتَصٌّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا رُوِيَ عَنِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنِ الْغُيُوْبِ فَبِاَعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِمَّا بِطَرِيْقِ الْوَحْيِ اَوْ بِطَرِيْقِ الْاِلْهَامِ یعنی اس سے معلوم ہوا کہ غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء سے جو غیب کی خبریں منقول ہیں وہ اللہ کی تعلیم سے ہیں خواہ بطریق وحی یا بطریق الہام۔ تفسیر احمدی صفحہ ۴۹۸ میں ہے: وَلَكَ اَنْ تَقُوْلَ اَنَّ عِلْمَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ وَاِنْ كَانَ لَا يَمْلِكُهُ اِلَّا اللّٰهُ لٰكِنْ يَجُوْزُ اَنْ يُعَلِّمَهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ مُحِبِّيْهِ وَاَوْلِيَائِهِ یعنی تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم اگرچہ ایسا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو اس میں داخل نہیں لیکن جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اولیاء میں سے جس کو چاہے اُس کی تعلیم فرمائے۔

اب ان تمام تفاسیر سے یہ بات خوب منقح ہوگئی کہ آیت مذکورہ میں علم ذاتی کی نفی ہے تعلیم الٰہی کی نفی نہیں۔ صاحب تقویت الایمان

کا استدلال باطل ہے کون نہیں جانتا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر صدہا برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے دی قرآن شریف میں اس کا بیان ہے: مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند ارجمند حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر ولادت سے پہلے دی۔ قرآن پاک میں ہے: يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى حضرت مریم کو حضرت مسیح علیہ السّلام کی ولادت کی پہلے سے خبر دی اور ساتھ ہی یہ بھی خبر دی کہ وہ دنیا و آخرت میں وجیہ ہوں گے۔ مقرب بارگاہ حق ہوں گے۔ پالنے میں لوگوں سے کلام فرمائیں گے اس میں فی الارحام کی بھی خبر ہے۔ اور ما فی غد کی بھی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا: يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کی اپنے محبوبوں کو خبریں دیں۔ پھر آیت کے یہ معنیٰ لینا کہ ان غیوب خمسہ کی اللہ تعالیٰ کسی کو تعلیم بھی نہیں دیتا بالکل باطل اور خلاف قرآن ہے۔ اس مضمون کی بکثرت آیات قرآن پاک میں موجود ہیں یہاں اس قدر پر اکتفا کیا گیا۔ اسی آیت کے تحت میں صاحب تقویت الایمان نے کشف و استخارہ پر طنزیں کی ہیں۔ اور جھوٹا تایا ہے لکھا ہے۔ کوئی کشف کا دعویٰ رکھتا ہے۔ کوئی

استخارہ کے عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لیے پھرتا ہے۔ یہ سب جھوٹے ہیں اور دغاباز۔ رمل۔ پترا۔ فالنامہ سب استخارہ اور کشف کے ساتھ ملادیے اور ظالم کو شرم نہ آئی۔ استخارہ حدیث میں وارد ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَۃَ فِی الْاُمُوْرِ کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مشکوٰۃ شریف ۱۱۶) یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو اس طرح استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے جس طرح قرآن کریم کی سورت سکھاتے۔

حدیث میں تو یہ ہے اور یہ بدنصیب استخارہ کا عمل سکھانے والے کو جھوٹا اور دغاباز بتاتا ہے۔ حدیث کی تو اس کو کیا پرواہ ہوگی۔ مگر اپنے پردادا شاہ ولی اللہ صاحب کو کیا کہے گا جنہوں نے قول جمیل میں استخارہ تعلیم کیا ہے اور کشف ارواح و اطلاع لوح محفوظ کے لیے شغل دورہ اور صفحہ ۱۲۹ میں کشف وقائع آئندہ اور صفحہ ۱۲۵ میں کشف قبور اور صفحہ ۱۲۴ میں انکشاف حالات سمٰوٰت و ارض و ملاقات ارواح اور سیر جنت و نار کے طریقے لکھے ہیں۔ اپنے تقویت الایمانی حکم سے خود جھوٹا دغاباز ثابت ہوا۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۷ میں آیت (۴) وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِہِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ اور کون زیادہ گمراہ ہوگا۔ اُس

شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں آیت لکھنا اور اس کے معنی بگاڑنا قرآنی آیتیں پیش کر کے مغالطہ دینا کتنا بڑا جرم اور کیسی سیاہ دلی ہے اس آیت کو نفی علم غیب کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے مگر آیت میں نام کو بھی اس کا ذکر نہیں انبیا و اولیاء کے علم عطائی کی نفی پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ آیت میں موجود نہیں اور حیادار نے اس مدعا کے لیے بیدریغ آیت لکھ ڈالی کیسی جرأت ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ یَدْعُوْنَ اور دُعَا دونوں لفظوں کا ترجمہ پکارنا کیا ہے باوجودیکہ آیت میں یہ لفظ دونوں جگہ عبادت کے معنی میں ہے۔ دوسری تحریف یہ ہے کہ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ سے معاذ اللہ اسلاف اہل اسلام اور بزرگان دین مراد لیے ہیں چنانچہ لکھتا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں (تقویت صفحہ ۲۷) باوجودیکہ آیت میں بت مراد ہیں یہ دونوں باتیں تفاسیر میں صاف موجود ہیں

تفسیر جلالین صفحہ ۴۱۴ میں ہے۔ وَمَنْ[1] اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَا اَحَدٌ اَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوْا يَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَيْ غَيْرِهٖ مَنْ

---

[1] استفہام بمعنی نفی کے ہے یعنی اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور وہ بت ہیں جو اپنے پرستاروں کے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے اور وہ ان کی عبادت سے غافل اور بے خبر ہیں کیونکہ وہ بے عقل پتھر ہیں ۱۲

لَا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمُ الْاَصْنَامُ لَا یُجِیْبُوْنَ عَابِدِیْھِمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْئَلُوْنَہٗ اَبَدًا وَھُمْ عَنْ دُعَائِھِمْ عِبَادَتِھِمْ غٰفِلُوْنَ لِاَنَّھُمْ جِمَادٌ لَا یَعْقِلُوْنَ بے دین نے قرآن پاک کا غلط ترجمہ کر کے خلق کو گمراہ کرنا چاہا اللہ تعالیٰ پر افترا کیا۔ قرآن پاک پر افترا کیا۔ جو حکم بتوں پر تھا وہ بزرگوں کی طرف نسبت کیا یہ ظلم ڈھائے ایسی مکاریوں سے وہابی دین کی بنا ڈالی تفسیروں کو چھوڑا مگر پھر بھی وہ من گھڑت ترجمہ چل نہیں سکتا کیونکہ اگر بقول اس کے مَنْ لَا یَسْتَجِیْبُ سے بت مراد نہ لیے جائیں بلکہ تمام مخلوق مراد لی جائے جیسا کہ تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ اللہ صاحب نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو ورے اللہ کے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان کو پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں۔ اس سے لازم آتا ہے کہ تمام مخلوق آدمی، جن، فرشتے۔ سب کے سب بہرے اور قوت شنوائی سے محروم ہوں کتنا ہی چیخو پکارو انہیں خبر نہ ہو مگر یہ بات واقع کے خلاف اور غلط ہے تو آیت کے یہ معنی نہیں ہو سکتے اور ایسے معنی مراد لینا گمراہی ہے۔ کیا ہے دنیا میں کوئی وہابی جو اس معنی کو صحیح ثابت کر سکے مگر بات یہ ہے کہ ساری مخلوق کو وہابی بھی بُرا نہیں جانتے۔ چندہ کے لیے امیروں کے دروازے پر پکارتے پھرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تقویت الایمان کے حکم سے غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے ساری مخلوق بہری ہے کوئی سنتا ہی نہیں بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پیشوا نے اگرچہ یہاں مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کا ترجمہ لفظ مخلوق سے کیا مگر اس کو ساری مخلوق

سے عناد نہیں ہے اس کا مقصد خاص محبوبان بارگاہ مقربان درگاہ تنقیص ہے اسی لیے اس سے کچھ اوپر کہہ چکا ہے کہ جو بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں لیکن مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے بزرگوں کو مراد لینے پر بجز سیاہ دلی اور بد باطنی کے کیا دلیل ہے۔ اولیاء و انبیاء کی دشمنی میں بے دین نے آیت کے معنی میں تحریف کی اور تحریف کرنے سے وہ معنی نہیں بنتے۔ کیونکہ بزرگ ایسے کون سے ہیں جو قیامت تک نہیں سن سکتے، زندہ بزرگ بھی سُنتے ہیں اور جو اہل دنیا کی چشم ظاہر بیں سے پردہ کر چکے اُن کا سُننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو آیت میں بزرگ کسی طرح مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ اسمٰعیلیوں سے پوچھو کہ تمہارے امام نافرجام کو بتوں کی اتنی محبت کیوں ہے کہ قرآن پاک میں جہاں اُن پہ کوئی حکم آیا اور اس نے بتوں کو بچایا۔ بزرگوں پہ لگایا۔ یہ ہے وہابیوں کی توحید و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز المجید۔

تقویت الایمان صفحہ ۲۷ میں ہے آیت (۵) قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ الآیۃ نہیں اختیار رکھتا اپنی جان کے کچھ نفع و نقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب تو بے شک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی۔

اس کے بعد صفحہ ۲۸ میں لکھا۔ کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی پھر لکھا۔ غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں۔ کیت

آیت قل لا املک لنفسی [illegible] کا بیان

تقویۃ الایمان میں آیت [illegible] چھوڑ دیا اور [illegible] اپنی طرف سے بڑھا دیا

میں اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ کا استثنا تھا فائدہ میں اس کو بھی اڑا دیا اور لفظ کچھ بڑھا کر تصریح کر دی کہ حضور کو غیب کی ایک بات کا بھی علم نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عظیم کا تو اس طرح انکار اور اپنے چیلوں کے لیے لوح محفوظ تک کے علوم کی راہ نکال دی جیسا کہ اوپر صراط مستقیم سے گزر چکا۔ گنگوہی جی نے شیطان تک کے لیے غیبی علوم تسلیم کر لیے اور اشرف علی نے حفظ الایمان میں حیوانات و بہائم کے لیے بھی غیبی علوم ثابت مان لیے اس پر تو ان کا ایمان ہے یہ کچھ شرک نہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بتعلیم الٰہی کسی غیب کے علم کا اثبات کیا اور شرک ہوا۔ تف ہزار تف اس بے دینی پر۔ علاوہ بریں اس آیت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کے لیے سند بنانا بھی باطل کیونکہ اس میں نفی ہے۔ تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی۔

علامہ شیخ سلیمان جمل فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ میں فرماتے ہیں: فَاِنْ قُلْتَ قَدْ اَخْبَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُغَيَّبَاتِ وَقَدْ جَاءَتْ اَحَادِيْثُ فِي الصَّحِيْحِ بِذٰلِكَ وَهُوَ مِنْ اَعْظَمِ مُعْجِزَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَيْفَ الْجَمْعُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قَوْلِهٖ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ قُلْتُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ قَالَهٗ عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَاضُعِ وَالْاَدَبِ وَالْمَعْنٰى لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اَنْ يُطْلِعَنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَيُقَدِّرَهٗ لِيْ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَكُوْنَ قَالَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُطْلِعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى عِلْمِ الْغَيْبِ۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہوئیں اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات سے ہے تو آیہ وَلَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الآیۃ کے کیا معنی ہیں فرماتے ہیں کہ اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں میں غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالےٰ کے مطلع فرمانے اور مقدر کرنے سے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ علم غیب عطا ہونے سے قبل آپ نے لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا۔ غرض کہ آیت شریفہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی پر استدلال کسی طرح درست نہیں یہ پانچ آیتیں لکھنے کے بعد صاحب تقویت الایمان نے تین حدیثیں لکھی ہیں، حدیث (۱) اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ۔

شروع کیا کچھ لڑکیوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی (تقویت الایمان صفحہ ۳۰) اسی صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات نہ کہے کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔

تقویت الایمان کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) ایک تو یہ کہ وہابیہ کے نزدیک شادی میں عورتوں کا گانا جائز ہے۔ کیونکہ جب ان کا گانا نقل کر کے اس پر کچھ کلام نہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اس کو تسلیم ہے اور یہ بھی نہیں کہ وہ نابالغ بچیاں تھیں کیونکہ حضور کا "وَفِیْنَا نَبِیٌّ" کہنے سے منع فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس عمر کی تھیں کہ نہی شارع کی اُن کی طرف درست ہو ورنہ اسمٰعیل صاحب کا مطلب فوت ہوتا ہے (۲) مردوں کا ذکر اور مرثیہ کا جواز نکلا (۳) یہ ثابت ہوا کہ کل کی بات کے معنی آئندہ کی خبریں ہیں (۴) یہ کہنا کہ کل کی بات جانتے ہیں اس کے یہ معنی آئندہ کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے یعنی یہ عبارت علم عطائی کا اثبات کرتی ہے۔ اب رہا اس حدیث کو پیش کرنا تو اس سے مخالف کا مدعا کسی طرح حاصل نہیں حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ مجھے آئندہ کی کوئی خبر نہ دی گئی نہ یہ فرمایا کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ توبہ کرو از سرِ نو اسلام لاؤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضمون تو غلط نہ تھا۔ لیکن وہ محل اس کے ذکر کا نہ تھا۔ چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کی ایک یہ بھی وجہ ذکر کی ہے: اَوْ لِکَرَاھَۃِ اَنْ یُذْکَرَ فِیْ اَثْنَاءِ ضَرْبِ الدُّفِّ وَ اَثْنَاءِ مَرْثِیَۃِ الْقَتْلٰی لِعُلُوِّ مَنْصَبِہٖ عَنْ ذٰلِکَ یعنی یا ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر دف بجاتے کرنا یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان آپ کو پسند نہ آیا اور یہ آپ کے علو منصب کے لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا ورنہ یہ مضمون تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شان اقدس میں

تقویۃ الایمان میں شادی اور ذکر اموات کا جواز

میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں ؎

نَبِیٌّ یَرٰی مَا لَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَہٗ	وَیَتْلُوْ کِتَابَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَشْھَدٍ
فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَقَالَۃَ غَائِبٍ	فَتَصْدِیْقُھَا فِیْ ضَحْوَۃِ الْیَوْمِ اَوْ غَدٍ
نبی ایسے کہ دیکھیں وہ نہ دیکھیں دوسرے جس کو	پڑھیں حق کی کتاب پاک ہر مشہد میں اے مومن
جو فرمائیں کسی دن بات کوئی غیب کی حضرت	تو تصدیق اس کی ہو جائے اسی دن یا کہ اگلے دن

اس پر حضور کا انکار نہ فرمانا دلیل ہے اس کی کہ مضمون صحیح ہے اور آئندہ کے واقعات تو بے شمار ہیں جن کی حضور نے خبریں دی ہیں۔ تمام کتب حدیث اس سے مالا مال ہیں۔

امور خمسہ کے متعلق حدیث صدیقہ کے معنی۔

حدیث (۲) مَنْ اَخْبَرَکَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِیْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ فَقَدْ اَعْظَمَ الْفِرْیَۃَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جو کوئی خبر دے تجھ کو حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں۔ سو بلاشک بڑا طوفان باندھا۔ ف یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورۂ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گزر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انہیں پانچ میں داخل ہیں۔ سو جو کوئی یہ بات کہے، کہ۔ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے۔ یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے۔ سو وہ بڑا جھوٹا ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱) یہ مضمون خود آیت سورۂ لقمان میں تھا اس کا شافی جواب اوپر ذکر ہو چکا اعادہ کی ضرورت نہیں بات صرف اتنی ہے کہ علم ذاتی کی نفی ہے اسی لیے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ

جو شخص ان پانچ کے اُس علم کا اثبات کرے جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے۔ وہ بڑا جھوٹا ہے یہ بالکل حق ہے کیونکہ آیت میں ان پانچ چیزوں کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی تو اس کا اثبات کرنے والا ضرور کاذب مفتری ہے رہا علم عطائی نہ آیت میں اُس کی نفی نہ حضرت صدیقہ نے اس کا انکار فرمایا۔ اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب الکلمۃ العلیا میں بہت زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہ۔

صاحب تقویت الایمان کے نزدیک غیب پانچ چیزوں میں منحصر ہے

یہاں ایک بات قابل لحاظ اور یاد رکھنے کے لائق ہے کہ صاحب تقویت الایمان نے غیب تو صرف ان پانچ چیزوں میں منحصر کر دیا اس کے سوا اور کوئی چیز اس کے نزدیک غیب نہیں نہ ذات و صفات الٰہی نہ جنت و دوزخ نہ عالم ارواح و ملائکہ و جنات نہ لوح محفوظ نہ دلوں کے وساوس و خطرات نہ دور دراز مقامات کے حالات نہ گزرے ہوئے واقعات ان میں سے اس کے نزدیک کوئی بھی غیب نہیں کیونکہ ان پانچ چیزوں میں داخل نہیں۔ لہٰذا ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں میں یا سمندر کی تہ میں جس کو اُس نے تقویت الایمان کے صفحہ ۱۰ میں شرک بتایا ہے صفحہ ۱۳ کی اس تصریح نے غیب سے خارج کر دیا۔ اسی طرح صفحہ ۲۹ میں دل کے حال کا جاننا غائب کے احوال سے باخبر ہونا جو اس نے شرک بتایا ہے۔ وہ بھی غیب نہ رہا تو اب شرک ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اسمٰعیل پرست

اس عقدہ کو حل کریں اور بتائیں کہ اسمٰعیل نے حضرت صدیقہ کے افک کا ذکر کیوں کیا جب وہ ان امور خمسہ میں نہیں غیب نہیں تو پھر اعتراض ہی کیا۔

صاحب تقویت الایمان کے نزدیک انبیاء اولیاء کو اپنے خاتمہ کی خبر نہیں بھی نہیں تھا علم (معاذ اللہ)

حدیث (۳) وَاللّٰہِ لَآ اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے ف یعنی جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویت الایمان صفو ۳۱) اس جہالت کی تو کیا شکایت کہ نفی درایت کو نفی علم سمجھا باوجودیکہ درایت کے معنی اٹکل اور قیاس سے جاننے کے ہیں رد المحتار جلد اول صفحہ ۱ میں ہے (وَالرَّاجِعُ الدِّرَایَۃُ) بِالرَّفْعِ عَطْفًا عَنِ الْاَشْبَہِ اَیِ الرَّاجِعُ مِنْ جِہَۃِ الدِّرَایَۃِ اِدْرَاکُ الْعَقْلِ بِالْقِیَاسِ عَلٰی غَیْرِہٖ اور اس فریب کاری کا کیا گلہ کہ یہ مضمون منسوخ ہے اور آیت میں بھی وارد ہوا تھا۔

تقویت الایمان والا حدیث منسوخ کو حجت بناتا

ملا عبد الرحمٰن دمشقی رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں، قَوْلُہٗ تَعَالٰی مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ نُسِخَ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ الْاٰیَۃ

غضب تو یہ ہے کہ اس بیباک گستاخ نے حضرات انبیاء و اولیاء کی شان میں وہ گستاخی کی جس سے دین کا تمام نظام ہی درہم برہم ہو جائے جب انبیاء کو بھی اپنے خاتمہ اور اپنی عافیت کا حال معلوم نہ ہو اور معاذ اللہ

ثم معاذ اللہ وہ بھی تردد میں ہوں تو پھر کوئی ان کے دین کو کس امید پر قبول کرے گا یہ تو وہ فسادی جملہ ہے جو دنیا کو اسلام سے مانع ہو اور برگشتہ کرے کوئی سخت سے سخت معاند کافر مشرک بھی اس سے زیادہ کیا بدگوئی اور عداوت کرے گا۔ یہ وہی جملہ اس بے دین نے کہا جو عرب کے مشرکین کہہ چکے تھے تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ میں ہے۔ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَرِحَ الْمُشْرِكُوْنَ وَقَالُوْا وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى مَا اَمْرُنَا وَاَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا وَاحِدٌ وَمَا لَهٗ عَلَيْنَا مِنْ مَزِيَّةٍ وَفَضْلٍ وَلَوْلَا اَنَّهٗ اِبْتَدَعَ مَا يَقُوْلُهٗ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ لَاَخْبَرَهُ الَّذِيْ بَعَثَهٗ بِمَا يَفْعَلُ بِهٖ یعنی اس آیت کے نزول پر مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعزٰی کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے اور انہیں ہم پر کوئی مزیت وفضیلت حاصل نہیں اگر انہوں نے دین اپنے دل سے نہ گھڑا ہوتا تو ضرور ان کو بھیجنے والا انہیں خبردار کرتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔

جو ان مشرکین نے زہر اگلا تھا وہی صاحب تقویت الایمان نے بیا تقلید تو کرتا ہے مشرکین کی دین تو اخذ کرتا ہے ان کا اور بنتا ہے موحد جو آیتیں ان مشرکین کا رد کرتی ہیں وہی اس بے دین کو سناؤ۔

آیت :- اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ بے شک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور

تمہارے پچھلوں کے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں فتح مبین اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا اور بتا دیا کہ ان کے ساتھ ان کا رب کیا کرے گا۔

دوسری آیت:- وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یعنی بے شک آخرت آپ کے لیے اولیٰ سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اندھوں سے کہو آنکھوں کا علاج کرو قرآن پاک بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرے گا۔ اتنا دے گا کہ انہیں راضی کر دے گا حضور فرماتے ہیں، اِذًا لَّا اَرْضٰى وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ (تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶۷) جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اپنا حال بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کا بھی حضور کا تو مرتبہ بڑا ہے قرآن پاک پر ہر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ حضور کے لیے یہ درجات عالیہ ہیں۔

عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اس بے دین کو یہ آیات نظر نہ آئیں۔ مشرکین کے اس ناپاک قول کو لے اڑا جو انہوں نے لوگوں کو اسلام سے روکنے اور منحرف کرنے کے لیے گھڑا تھا۔ مشرکین کی تے چاٹی اور صریح قرآن کی مخالفت اس بے دین نے اختیار کی مگر سب عداوت انبیاء و اولیاء و مقبولانِ بارگاہ و محبوبانِ درگاہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے۔ اپنے پیر کے لیے

یہ اعتقاد نہیں اس کو اپنے خاتمہ اور آخرت کا حال معلوم نہ تھا بلکہ وہاں تو یہ عقیدہ ہے کہ پیر جی اپنے سارے مریدوں کی مغفرت کا خدا سے وعدہ لے لیا تھا اور ذمہ دار بنالیا تھا۔ جب مرید کرنا شروع کیا۔ اب وہ مرید کیسے ہی ہوں کتنی ہی شیطنت کریں بخشے ضرور جائیں گے کیونکہ پیر جی خدا کو ان کا ذمہ دار بنا چکے ہیں دیکھو صراط مستقیم صفحہ ۱۵۷۔ روزے حضرت جل وعلا دست راست ایشاں را بدست قدرت خود گرفتہ وچیزے را از اُمور قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود پیش روئے حضرت ایشاں کردہ فرمود کہ ترا ایں چنیں دادہ ام وچیزہائے دیگر ہم خواہم داد تاکہ شخصے بجناب حضرت ایشاں استدعائے بیعت نمود حضرت دراں زماں علی العموم اخذ بیعت نمی کردند بنائً علیہ آں شخص را ہم قبول نفرمودند آں شخص بیش از بیش الحاح کرد حضرت ایشاں باں شخص فرمودند

لہ ایک روز حضرت حق جل علا نے ان کا (پیر جی) داہنا ہاتھ اپنے دست قدرت میں لے کر امور قدسیہ میں سے جو چیز انتہا درجہ کی رفیع و بدیع تھی ان حضرت کے روبرو پیش کر کے فرمایا کہ تجھ کو میں نے ایسا دیا اور اور چیزیں بھی دوں گا یہاں تک کہ ایک شخص نے ان حضرت کی جناب میں بیعت کی درخواست کی۔ حضرت اس زمانہ میں بالعموم بیعت نہیں لیتے تھے اسی بنا پر اس شخص کے التماس کو قبول نہ فرمایا اس شخص نے زیادہ عاجزی کی تو ان حضرت (پیر مغاں) نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک دو روز توقف کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد جو مناسب وقت ہوگا عمل میں لایا جائے گا پھر وہ حضرت (پیر مغاں) استفسار استیذان کے لیے بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کرنے کی استدعا کرتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دستگیری کا پاس کیا کرتا ہے تیرے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ نسبت نہیں پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے اس طرف سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا گو لاکھوں ہوں میں ہر ایک کو کفایت کروں گا۔

کہ یک دو روز توقف باید کرد بعد ازاں ہر چہ مناسب وقت خواہد شد ہماں عمل خواہد آمد باز حضرت ایشاں بنابر استفسار واستیذان بجناب حضرت حق متوجہ شدند وعرض نمودند کہ بندۂ از بندگانِ تو التدعائی کند کہ بیعت بمن نماید و تو دست مرا گرفتہ و ہر کہ دریں عالم دست کسے راحی گیرد پاس دست گیری ہمیشہ می کند و اوصاف ترا با خلاق مخلوقات ہیچ نسبتے نیست پس درآں معاملہ چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بردست تو بیعت خواہد کرد گو لکھو کھا باشند ہر یک را کفایت خواہم کرد۔ اہل انصاف غور کریں کہ پیر کے لیے تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کے تمام مرید مغفور ہیں اور پیر کو معلوم ہے کہ اس کے تمام مریدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ آخرت میں رحمت وکرم کا سلوک فرمائے گا مگر انبیا کو معلوم نہیں کہ خاص ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ معاذ اللہ۔ لعنت ہے اس عقیدہ پر پیر کی نسبت کون سی وحی آئی تھی کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ اس کو اپنے مریدوں کا حال معلوم ہے وہاں تو بے سند سب کچھ تسلیم اور انبیاء علیہم السلام کے انکار علم میں آیات قرانیہ واحادیث نبویہ سید سے آنکھیں بند حد سے تجاوز اس قدر کہ پیر جی کے لیے معراج کا بھی قائل ہو گیا۔ لفظ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے بھی بڑھا دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جو قرآن پاک واحادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت اس میں تو بے دین نئے طرح طرح کے حیلے بہانے نکالے مگر پیر جی کی معراج کا اس طرح قائل کہ گویا اس کا معاذ اللہ اللہ تعالیٰ سے یارانہ ہی ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ خدا سے بھی ایک

ہاتھ ہی سے مصافحہ اور بوسہ بھی نہ لیا۔ کیا خدا کے ہاتھ کا چومنا بھی شرک تھا۔ پھر یہ تمام کہانی خواب نہیں تیا تا۔ خیال نہیں کہتا۔ دیکھی اس کی گمراہی۔

اب صراط مستقیم کی اس عبارت کا حکم تقویت الایمان میں تلاش کیجئے تاکہ معلوم ہو کہ اسمٰعیل اپنے پیر سید احمد کے حق میں یہ اعتقاد کر کے کس درجہ پر پہنچا ملاحظہ ہو۔

تقویت الایمان صفحہ ۳۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کی برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے۔ اسی سے کافر ہو گئے۔ اب آپ دیکھئے حکم صاف معلوم ہو گیا کہ اسمٰعیل جو اپنے پیر کو اللہ کی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے اپنے تمام مریدوں کو پہلے ہی بخشوا لیا تو وہ تقویت الایمان کے اس حکم سے باقرار خود کافر ہوا۔

اسمٰعیل تقویت الایمان کے حکم سے باقرار خود کافر

اس بت کا پاؤں الجھا ہے زلف دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

صاحب تقویت الایمان کی پیر پرستی کا حکم تقویت الایمان سے تو معلوم ہوا۔ اب ایک عبارت شرح فقہ اکبر کی ملاحظہ ہو۔

شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۴۹۔ وَقَالَ الْكَوَاشِيُّ فِي تَفْسِيرِ سُورَةِ النَّجْمِ وَمُعْتَقِدُ رُؤْيَةِ اللهِ تَعَالَى هُنَا بِالْعَيْنِ لِغَيْرِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ مُسْلِمٍ وَقَالَ الْأُرْدُبِيلِيُّ فِي كِتَابِهِ الْأَنْوَارِ وَلَوْ قَالَ إِنِّي أَرَى اللهَ عِيَانًا فِي الدُّنْيَا أَوْ يُكَلِّمُنِي شِفَاهًا كَفَرَ

انتھی - یعنی کراشی نے سورۂ النجم کی تفسیر میں کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے لیے آنکھ سے خدا کے دیدار کا اعتقاد رکھنے والا نامسلم ہے اور اردبیلی نے اپنی کتاب انوار میں کہا کہ جس نے کہا کہ میں اللہ کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے کلام کرتا ہے وہ شخص کافر ہو گیا۔

اسمٰعیل کی پیر پرستی اور اس کا حکم

اب بتائیں وہابی کہ پیر کی نسبت رویت و کلام کا اعتقاد کر کے اسمٰعیل کیا ہوا۔ اس کا کیا حکم ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی تو شفاعت کا بھی انکار اور پیر جی کا حضرت حق سے یارانہ بتا دیا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

شفاعت کا بیان

شفاعت کا بیان

خاصانِ حق کی شفاعت حق ہے۔ اس پر اجماع ہے اور بکثرت آیات قرآنی اس کی شاہد ہیں۔ احادیث اس باب میں درجہ شہرت بلکہ تواتر معنوی تک پہنچی ہیں۔ کتب دینیہ اس سے مالا مال ہیں۔

فقہ اکبر میں حضرت امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ شَفَاعَةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ حَقٌّ وَشَفَاعَةُ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْمُذْنِبِیْنَ وَلِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْهُمْ الْمُسْتَوْجِبِیْنَ لِلْعِقَابِ حَقٌّ ثَابِتٌ۔ یعنی انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے حق و ثابت ہے۔

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری اس کی شرح میں صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں،

فَقَدْ وَرَدَ شَفَاعَتِیْ[1] لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاکِمُ عَنْ اَنَسٍ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْخَطِیْبُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ وَھُوَ حَدِیْثٌ مَشْھُوْرٌ فِی الْمَعْنٰی بَلِ الْاَحَادِیْثُ فِیْ بَابِ الشَّفَاعَۃِ مُتَوَاتِرَۃُ الْمَعْنٰی وَمِنَ الْاَدِلَّۃِ عَلٰی تَحْقِیْقِ الشَّفَاعَۃِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَمِنْہُ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ اَنَّ مَفْھُوْمَہٗ اَنَّھَا تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَکَذَا شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ الْمَلٰئِکَۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰئِکَۃُ صَفًّا لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا وَکَذَا شَفَاعَۃُ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالشُّھَدَاءِ وَالْفُقَرَاءِ وَاَطْفَالِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالصَّابِرِیْنَ عَلَی الْبَلَاءِ۔

---

[1] حدیث شریف میں وارد ہوا حضور نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرگناہ کرنے والوں کے لیے ہے اس حدیث کو امام احمد و ابوداؤد ترمذی و ابن حبان وحاکم نے حضرت انس سے اور ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان وحاکم نے جابر سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے اور خطیب نے حضرت ابن عمر و کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا تو یہ حدیث مشہور المعنی بلکہ باب شفاعت میں احادیث متواتر المعنی ہیں اور ثبوت شفاعت کے دلائل میں سے آیہ واستغفر لذنبك آیہ اور فما تنفعھم الآیہ ہیں۔ کیونکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شفاعت مومنین کی نفع دے گی۔ ایسے ہی ملائکہ کی شفاعت آیہ یوم یقوم الروح الآیہ سے ثابت ہے اسی طرح علماء و اولیاء شہداء و فقراء اور بلا پر صبر کرنے والے مومنین کی بچوں کی شفاعت ثابت ہے۔

وَقَالَ الْاِمَامُ الْاَعْظَمُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی کِتَابِهِ الْوَصِیَّةِ وَشَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ لِکُلِّ مَنْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ کَانَ صَاحِبَ کَبِیْرَةٍ اِنْتَهٰی اَنَّ الشَّفَاعَةَ لَیْسَتْ مُخْتَصَّةً بِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ کَاشِفُ الْغُمَّةِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَةِ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ لَهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنْوَاعًا مِنَ الشَّفَاعَةِ لَیْسَ هٰذَا مَقَامُ بَسْطِهَا وَفِی الْعَقَائِدِ النَّسْفِیَّةِ وَالشَّفَاعَةُ ثَابِتَةٌ لِلرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَخْیَارِ فِیْ حَقِّ اَهْلِ الْکَبَائِرِ بِالْمُسْتَفِیْضِ مِنَ الْاَخْبَارِ وَفِی الْمَسْئَلَةِ خِلَافُ الْمُعْتَزِلَةِ اِلَّا فِیْ نَوْعِ الشَّفَاعَةِ لِرَفْعِ الدَّرَجَةِ۔

انبیاء و اولیاء و علماء و شہداء کی شفاعت

علامہ علی قاری رحمہ الباری ضوءُ المعالی شرح قصیدہ بدء الامالی صفحہ ۸۴ میں لکھتے ہیں: وَالْمَعْنٰی شَفَاعَةُ اَهْلِ الْخَیْرِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ لِاَهْلِ الذُّنُوْبِ الْکَبَائِرِ فَضْلًا عَنِ الذُّنُوْبِ الصَّغَائِرِ مَرْجُوٌّ مَامُوْلٌ نیز اسی میں ہے: وَفِیْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ

---

[1] امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الوصیۃ میں فرمایا کہ حضرت سرور کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت ہر اس شخص کے لیے حق و ثابت ہے جو اہل جنت میں سے ہو اگرچہ صاحب کبیرہ ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ شفاعت اسی امت کے اہل کبائر کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ حضرت تمام امتوں کے لیے دشواریوں کے حل فرمانے والے اور نبی رحمت ہیں اور یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کی شفاعت کئی قسم کی ہے یہ مقام اس کی تفصیل کا نہیں۔ اور عقائد نسفیہ میں ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اور نیک لوگوں کے لیے اہل کبائر کے حق میں شفاعت کرنا مشہور احادیث سے ثابت ہے اور اس مسئلہ میں معتزلہ کا خلاف سوائے اس شفاعت کے جو رفع درجہ کے لیے ہو۔ ۱۲

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَرْفُوْعًا اَنَّهٗ قَالَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلَاثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ وَاعْلَمْ اَنَّ قَوْلَهٗ مَرْجُوٌّ تُوْهِمُ اَنَّ الشَّفَاعَةَ ظَنِّيَّةٌ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ بَلْ هِيَ قَطْعِيَّةٌ لِوُرُوْدِ اَحَادِيْثَ مُشْتَهِرَةٍ كَادَتْ اَنْ تَكُوْنَ مُتَوَاتِرَةً۔

عقائد کی ان کتابوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء و علماء شہداء کی شفاعت حق ہے اور ایمان دار اس سے نفع پائیں گے خواہ وہ گناہگار ہوں یا ان سے کبائر سرزد ہوئے ہوں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بہت اقسام کی شفاعتیں ثابت ہیں اور تمام امتیں حضور کی شفاعت سے فائدہ اٹھائیں گی اور مسئلہ شفاعت قطعی ہے بکثرت آیات اور بے شمار حدیثیں اس میں وارد ہیں تمام ائمہ حدیث نے اس مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں۔ معتزلہ جو ایک گمراہ فرقہ تھا وہ شفاعت کا منکر تھا مگر اتنا وہ بھی مانتا تھا کہ رفع درجات کے لیے شفاعت ہو گی سو وہابیہ نے انکار شفاعت میں شاگردی تو اس کی کی مگر استاد سے بڑھ گئے کہ شفاعت کو سرے سے جھٹلا دیا اسی پر صبر نہ کیا بلکہ اس عقیدہ کو شرک ٹھہرا دیا۔

(حاشیہ: مسئلۂ شفاعت قطعی ہے)

(حاشیہ: [illegible])

علامہ علی قاری شرح شفائے قاضی عیاض جلد اول صفحہ ۲۷۰ میں فرماتے ہیں۔

اَلشَّفَاعَةُ ثَابِتَةٌ عَلٰى مَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ اَهْلُ السُّنَّةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا[1] وَلَا عِبْرَةَ

---

[1] شفاعت باجماع اہل سنت ثابت ہے قرآن پاک میں فرمایا۔ روز قیامت شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس کے لیے رحمٰن نے اذن فرمایا۔ اور اس کی بات سے راضی ہوا۔

بِمَنْعِ الْخَوَارِجِ وَبَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ مُسْتَدِلِّيْنَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ فَاِنَّهٗ مَخْصُوْصٌ بِالْكَافِرِيْنَ وَ اَمَّا تَخْصِيْصُهُمْ اَحَادِيْثَ الشَّفَاعَةِ بِزِيَادَةِ الدَّرَجَاتِ فِى الْجَنَّةِ فَبَاطِلٌ لِتَصْرِيْحِ الْاَدِلَّةِ بِاِخْرَاجِ مَنْ دَخَلَ النَّارَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهَا اس سے ظاہر ہوگیا کہ انکار شفاعت خوارج و معتزلہ کی گمراہی تھی۔

وہابیہ نے ان کا فضلہ کھایا اور خارجی معتزلی اپنی دلیل میں وہ آیت پیش کرتے تھے جو کفار کے ساتھ مخصوص ہے یہی روش وہابیہ نے اختیار کی اور اتنا اور اضافہ کیا کہ معتزلہ وغیرہ تو ایک طرح مانتے بھی تھے یہ کسی طرح نہیں مانتے اور وہ فقط وہ آیتیں انکار شفاعت میں پیش کرتے تھے۔ جو کافروں کی شان میں وارد ہیں یہ ان کے ساتھ ایسی آیتیں بھی پیش کرتے ہیں جو بتوں کے حق میں ہیں اور معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کو اس کا مصداق ٹھہرا کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کرتے ہیں۔ تقویت ایمان والے نے انکارِ شفاعت میں بڑا ہی غضب ڈھایا۔ آیتوں اور حدیثوں کے معنی میں تحریفیں کیں۔ کفار اور بتوں کے حق میں جو آیات نازل ہیں ان کو مقربانِ بارگاہ حق پر چسپاں کیا

وہابیہ نے معتزلہ و خوارج کا فضلہ کھایا

ف۵ اور خوارج و معتزلہ کے انکار کا کچھ اعتبار نہیں اور ان کا استدلال آیہ فما تنفعہم سے درست نہیں کیونکہ یہ آیت کفار کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نفع نہ ہوگا اور معتزلہ کا احادیث شفاعت کو شفاعت رفع درجات اہل جنت کے ساتھ خاص کرنا باطل ہے کیونکہ دلائل کی صراحت سے ثابت ہے کہ مومنین کو جہنم سے بھی نکالیں گے۔

قرآن وحدیث پر افتراء اٹھائے اس مسئلہ میں اس کے عقائد و اقوال کا خلاصہ یہ ہے جو بحوالہ صفحات تقویۃ الایمان پیش کیا جاتا ہے۔

مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویۃ الایمان کے اقوال کے خلاصے

(۱) انبیاء و اولیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ صفحہ ۵ (۲) اوروں کو ماننا محض خبط ہے صفحہ ۸ (۳) کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی صفحہ ۸ (۴) کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا صفحہ ۸ (۵) اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی کفار کا شرک تھا صفحہ ۸ (۶) یہ معاملہ کرنے والا اللہ کا بندہ مخلوق سمجھے۔ جب بھی ابوجہل کے برابر مشرک صفحہ ۸ (۷) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی نہیں صفحہ ۹ (۹) اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلے کی طاقت اس کو ثابت نہ کرے صفحہ ۳۲ (۱۰) تم مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں گے کریں وہ ہم کو اللہ کے عذاب سے بچائے گا کیونکہ یہ بات محض غلط ہے۔ کیونکہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں گا صفحہ ۳۲ (۸) کافر بھی اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے صفحہ ۹ (۱۱) شفاعت کی تین قسمیں (پہلی قسم) یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اس کا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے (دوسری قسم) یا اس طرح کہ مالک سے

سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے۔ پھر دل سے خوش ہو یا
ناخوش جیسے بادشاہ زادی اور بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش
رد نہیں کر سکتا (تقویت الایمان میں پہلی قسم کا نام شفاعت وجاہت اور دوسری
کا شفاعت محبت رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا) سو اس قسم کی سفارش
اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور
شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو
وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل صفحہ ۳۴، ۳۵۔ تیسری صورت یہ ہے کہ چور
پر چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں ہے اور چوری کو اس نے کچھ
اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا۔ سو اس پر شرمندہ ہے
اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں
تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے۔ بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر و
وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا اور
رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس
کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا
خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین
کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر دار
کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی
سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور
کی سفارش اس لیے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت۔ س

نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں
کا ٹھانگی جو چوروں کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو
جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں صفحہ ۳۶، ۲۷ (۱۲) وہاں کسی کی
وکالت کی حاجت نہیں۔ صفحہ ۳۸۔ اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ
لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں صفحہ ۴۲۔
(۱۳) اللہ کے ہاں معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت
نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا صفحہ ۴۲ (۱۴) اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی۔ صفحہ ۴۲۔
مسئلہ شفاعت: میں تقویت الایمان کے عقائد و اقوال یہ ہیں جن کے خلاف سے
درج کیے گئے ان میں سے اکثر کا ردبشرح و تفصیل مذکور ہو چکا۔ چنانچہ (۱) کا
جواب صفحہ ۲۴، ۳۵، ۴۲، ۴۷، ۴۵، ۵۴، ۵۵، ۶۳، ۶۹ میں (۲) کا جواب
صفحہ ۱۰۰، ۱۱۰ میں اور (۳) و (۹) کا جواب صفحہ ۳۰، ۱۳۹، ۱۵۶، ۱۵۸ میں
اور (۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۳ و ۱۴) کا جواب صفحہ ۹۰-۹۱-۹۲ میں مذکور ہو چکا
اس کے علاوہ ان تمام طوفانوں کا ایک یہی جواب کافی ہے کہ مُلاجی کے
یہ تمام حملے اپنے ہی اوپر ہیں اور کفر و شرک کے تمام احکام کا اتم مصداق
خود ان کی اپنی ذات ہے کہ وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر کی نسبت خدا
کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ وعہد لینے کا اعلان
کر چکے ہیں۔ جیسا کہ ہم صفحہ ۲۴۷، ۲۴۸ میں ذکر کر چکے ہیں تاہم مزید بصیرت
کے لیے ہم چند آیتیں اور حدیثیں پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ

تقویت الایمان میں کس دھڑلے سے قرآن واحادیث کی مخالفت کی گئی۔
قرآن پاک میں محبوبانِ حق کی شفاعت کا اثبات ہے اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے اور ان کے اس اعتقاد کا ابطال کیا گیا ہے کہ بت بارگاہ الٰہی میں شفیع ہیں کیونکہ شفاعت مقربین کی ہو سکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی یہی آیتیں جو بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہیں۔ وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکا دیتے اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں اپنے دشمنوں پہ صادر فرمایا ہے۔ وہ اس کے محبوبوں اور مقربوں پہ لگاتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللهُ تعالیٰ باوجودیکہ قرآن حکیم میں جابجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے انکار کے ساتھ ساتھ مومنین ومحبین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے اور مقبولانِ بارگاہ کا استثنا فرمایا گیا ہے مثال کے طور پر چند آیتیں ملاحظہ کیجئے۔

آیت (۱) مَنْ ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

(سورہ بقر پارہ (۳) یعنی وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے۔

تقویۃ الایمان کے بیان میں بارہ وہی،

تفسیر خازن جلد اصفحہ ۲۰۱ میں ہے: وَالْمَعْنٰی لَا یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَذٰلِكَ لِاَنَّ الْمُشْرِكِیْنَ زَعَمُوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ فَاَخْبَرَ اَنَّهٗ لَا شَفَاعَةَ لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ اِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ بِقَوْلِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یُرِیْدُ بِذٰلِكَ شَفَاعَةَ النَّبِیِّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَفَاعَۃَ بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَشَفَاعَۃَ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ یعنی معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر اس کے امر و ارادہ سے یہ اس لیے فرمایا کہ مشرکین کا گمان تھا کہ بُت ان کی شفاعت کریں گے۔ اس کا رد فرمایا اور خبر دی کہ اللہ کے حضور میں کوئی شفاعت نہیں سوائے اس کے جس کو اس نے اِلَّا بِاِذْنِہٖ کے ساتھ مستثنیٰ فرمایا اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور بعض انبیاء و ملائکہ کی شفاعت اور بعض مومنین کی شفاعت مراد ہے۔

اس آیت میں بتوں کافروں کی شفاعت کی نفی ہے۔ مگر مقربانِ بارگاہ کا استثناء فرما کر ان کی شفاعت ثابت کر دی۔

آیت (۲) مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِہٖ (سورہ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱) کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد اس میں بھی بتوں کی شفاعت کی نفی اور مقربین ماذونین کا استثناء ہے۔

آیت (۳) لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا (سورہ مریم رکوع ۶ پارہ ۱۶) شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جنہوں نے رحمٰن کے پاس اقرار کر رکھا ہے۔

آیت (۴) یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا (سورہ طٰہٰ رکوع ۶ پارہ ۱۶) اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

آیت (۵) وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ (سورۂ سبا رکوع ۳ پارہ ۲۲) اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے یہاں تک کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرمادی جاتی ہے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا ہی بات فرمائی وہ کہتے ہیں حق فرمایا (یعنی اذنِ شفاعت فرمادیا) وہی ہے بلند بڑا۔

آیت (۶) وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۔ (سورۂ زخرف رکوع، پارہ ۲۵) اور جس کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے ہیں۔ شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

ان آیتوں میں بتوں اور کافروں کی شفاعت کی نفی ہے۔ اور مشرکین کے زعمِ باطل کا ابطال ساتھ ہی مقبول و ماذون بندوں کا استثناء اور ان کی شفاعت کا اثبات ہے باوجود اس کے اولیاء و انبیاء کی شفاعت کا منکر ہو جانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں جو انبیاء و اولیاء کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک۔ کیسی بے دینی فریب دہی اور قرآن پاک کی مخالفت ہے۔ تقویت الایمان والے نے قرآن پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر قرآن کی مخالفت کی ہے اور عوام کو مغالطہ دیا ہے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ یہ مضمون قرآن ہی کا ہے۔ باوجودیکہ قرآن میں جا بجا اس کے خلاف

ارشاد ہے۔ اب چند آیتیں اور پیش کروں جس سے معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو کیا رتبہ دیا ہے اور کیسی شفاعت فرمائی ہے۔

آیت (۷) وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (سورۂ نساء رکوع ۹ پارہ ۵) اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ باذن اللہ اس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں۔ پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت (۸) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (سورۂ انفال رکوع ۴۔ پارہ ۹) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

آیت (۹) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

تفسیر مدارک میں ہے: وَقِيْلَ هُوَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ فِي الدَّارَيْنِ وَلِلْكَافِرِيْنَ فِي الدُّنْيَا بِتَاخِيْرِ الْعُقُوْبَةِ فِيْهَا یعنی کہا گیا کہ آپ مومنین کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت ہیں اور کافروں کے لیے دنیا میں کہ آپ ہی کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی۔

تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۸۶ میں ہے: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَامٌّ فِيْ حَقِّ مَنْ

امن ومن لم یومن فمن امن فهو رحمة له فی الدنیا والآخرة ومن لم یومن فهو رحمة له فی الدنیا بتاخیر العذاب عنه ورفع المسخ والخسف والاستئصال حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ مومن وغیر مومن سب کے حق میں عام ہے کیونکہ ایماندار کے لیے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور کافر کے لیے دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت وہ استیصال اور خسف مسخ سے امن میں رہے اور عذاب میں تاخیر فرمائی گئی۔

تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۶۸ میں ہے قال الکاشفی در کشف الاسرار آوردہ کہ از رحمت وے بود کہ امت را در ہیچ مقام فراموش نکرد اگر در مکہ معظمہ بود اگر در مدینہ زاہرہ اگر در مسجد مکرم بود و اگر در حجرہ طاہرہ ہمچنیں در درو عرش اعلیٰ و مقام قاب قوسین او ادنیٰ یاد فرمود کہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین فرد اور مقام محمود لباط شفاعت گستردہ گوید امتی امتی ؎

عاصیان پر گنہ در دامن آخر زمان | دست در دامان تو دارند وجان در آستین
نا امید از حضرت با نصرتت نتواں شدن | چوں توئی در ہر دو عالم رحمۃ للعالمین

قال بعض الکبار وما ارسلنک الا رحمة مطلقة تامة کاملة عامة شاملة جامعة محیطة بجمیع المقیدات من الرحمة الغیبیة و الشهادة العلمیة والعینیة والوجودیة والشهودیة والسابقة واللاحقة وغیر ذلک للعلمین جمع عالم وهو العقل وغیرهم من عالم الارواح والاجسام ومن کان رحمة للعلمین لزم ان یکون افضل من کل العالمین۔ یعنی کاشفی نے کہا کہ کشف الاسرار میں

نقل کیا ہے کہ آپ کی شان رحمت یہ ہے کہ اُمت کو کسی مقام میں فراموش نہ فرمایا نہ مکہ مکرمہ میں نہ مدینہ زاہرہ میں نہ مسجد مکرم میں نہ حجرۂ طاہرہ میں ایسے ہی عرش اعلیٰ کی بلندی اور مقام قاب قوسین میں السلام علینا و عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ عرض کرکے یاد فرمایا کل مقام محمود میں لبساطِ شفاعت مبسوط فرما کر اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ فرمائیں گے ؎

عاصیوں کو ہے سہارا آپ ہی کی ذات سے　　آپ ہیں دونوں جہاں میں رحمۃ للعالمین

بعض اکابر نے اس آیت کے معنی میں فرمایا ما ارسلنٰک یعنی ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ رحمت غیبیہ و شہادت علیہ و عینیہ و وجودیہ شہودیہ و سابقہ و لاحقہ وغیرہ تمام مقیدات کو محیط ہے پھر ایسی رحمت کس کے لیے للعالمین تمام عالموں کل جہانوں کے لیے عالم ذی العقول کے لیے بھی غیر ذی العقول کے لیے بھی عالم ارواح کے لیے بھی عالم اجسام کے لیے بھی اور جو تمام عوالم کے لیے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ کل عالمین سے افضل ہو۔ اور اسی میں ہے: وَفِی التَّاوِیْلَاتِ النَّجْمِیَّۃِ فِیْ سُوْرَۃِ مَرْیَمَ بَیْنَ قَوْلِہٖ وَرَحْمَۃً مِّنَّا فِیْ حَقِّ عِیْسٰی وَبَیْنَ قَوْلِہٖ فِیْ حَقِّ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ السَّلَامُ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ فَرْقٌ عَظِیْمٌ وَھُوَ اَنَّہٗ فِیْ حَقِّ عِیْسٰی ذَکَرَ الرَّحْمَۃَ مُقَیَّدَۃً بِحَرْفِ مِنْ لِلتَّبْعِیْضِ

ؔ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں سورہ مریم میں ورحمۃ منا فرمایا اور ہمارے حضور کی شان میں ما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین ارشاد ہوا ان دونوں میں فرق عظیم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں رحمت کو مقید کیا گیا من کے ساتھ اور من تبعیض کے لیے ہوتا ہے۔ اسی لیے (باقی حاشیہ صفحہ ۲۶۴)

فَلِهٰذَا كَانَ رَحْمَةً لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَ مَاجَاءَ بِهٖ اِلٰى اَنْ بُعِثَ نَبِيُّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ انْقَطَعَتِ الرَّحْمَةُ مِنْ اُمَّتِهٖ بِنَسْخِ دِيْنِهٖ وَفِىْ حَقِّ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ذُكِرَ الرَّحْمَةَ لِلْعَالَمِيْنَ مُطْلَقًا فَلِهٰذَا لَا تَنْقَطِعُ الرَّحْمَةُ عَنِ الْعَالَمِيْنَ اَبَدًا اَمَّا فِى الدُّنْيَا فَبِاَنْ لَا يُنْسَخُ دِيْنُهٗ وَاَمَّا فِى الْاٰخِرَةِ فَبِاَنْ يَكُوْنَ الْخَلْقُ مُحْتَاجِيْنَ اِلٰى شَفَاعَتِهٖ حَتّٰى اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَافْهَمْ جِدًّا قَالَ فِىْ عَرَائِسِ الْبَقْلِىْ اَيُّهَا الْفَهِيْمُ اِنَّ اللّٰهَ اَخْبَرَنَا اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَهٗ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيْعَ الْخَلَائِقِ مِنَ الْعَرْشِ اِلَى الثَّرٰى مِنْ بَعْدِ نُوْرِهٖ فَارْسَالُهٗ اِلَى الْوُجُوْدِ وَالشُّهُوْدِ رَحْمَةٌ لِكُلِّ مَوْجُوْدٍ اِذَا لْجَمِيْعُ صَدَرَ مِنْهُ فَكَوْنُهٗ كَوْنُ الْخَلْقِ كَوْنُهٗ سَبَبُ وُجُوْدِ الْخَلْقِ وَسَبَبُ رَحْمَةِ اللّٰهِ جَمِيْعَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ رَحْمَةٌ كَافِيَّةٌ۔ اب معلوم ہوا کہ حضور

(حاشیہ صفحہ سابقہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے مومنین و متبعین کے لیے اس وقت تک رحمت ہیں جب تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی پھر آپ کا دین منسوخ ہو گیا اور اس امت سے وہ رحمت منقطع ہو گئی اور ہمارے حضور کو تمام عالمین کے لیے مطلقاً رحمت فرمایا اسی لیے رحمت عالمین سے کبھی منقطع نہ ہو گی دنیا میں تو اس طرح کہ آپ کا دین منسوخ نہ ہوگا اور آخرت میں اس طرح کہ خلق آپ کی شفاعت کی محتاج ہو گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام عرائس بقلی میں کہا ہے کہ اے دانا اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور صلی اللہ علیہ السلام کا نور پیدا کیا پھر عرش سے ثریٰ تک تمام مخلوقات کو آپ کے نور سے جبکہ سے بنایا تو وجود و شہود کی طرف آپ کا ارسال ہر موجود کے لیے رحمت ہے کیونکہ سب کا مصدر آپ کی ذات ہے تو آپ کی ہستی ہی خلق کی ہستی ہے اور آپ کا وجود خلق کے لیے وجود کا سبب اور تمام خلق پر رحمت الٰہی کا سبب تو آپ رحمت کاملہ ہیں ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم مومن کے لیے بھی رحمت کافر کے لیے بھی عالم اجسام کے لیے بھی عالم ارواح کے لیے بھی اور سب آپ کی شفاعت کے محتاج ہیں حتی کہ حضرت ابراہیم خلیل بھی اور آپ کا وجود ہر موجود اور تمام مخلوق کے لیے رحمت مطلقہ عامہ تامہ کاملہ شاملہ کافیہ ہے اور بفضل اللہ اس رحمت کو انقطاع نہیں ابد تک برسر فیض رہے گی۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

نہ مہجوری برآمد جانِ عالم	ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی	ز محروماں چرا فارغ نشینی
ز خاک اے لالۂ سیراب برخیز	چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
اگرچہ غرق دریائے گناہیم	فتادہ خشک لب برخاک راہیم
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے	کنی در حال لب خشکاں نگاہے

آیت (۱۰) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ سورۃ توبہ رکوع آخر پارہ ۱۱) بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اس آیت مبارکہ میں بیان ہے کہ حضور پر ہم غلاموں کی تکلیف شاق و گراں ہے وہ ہماری بہبود چاہتے ہیں مسلمانوں پر رءوف و رحیم ہیں وہابیہ کے نزدیک یہ خالی لفظ ہیں یا ان کے کچھ معنی بھی جب تقویت الایمان والوں کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔ وکیل سفارشی نہیں ہوسکتا۔ تو

وہ ان آیات پر کس طرح ایمان رکھ سکتے ہیں جن میں حضور کو رؤف و رحیم بتایا جا رہا ہے۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:
رَؤُفٌ بِالْمُطِيعِينَ رَحِيمٌ بِالْمُذْنِبِينَ کہ حضور فرمانبرداروں کے حق میں رؤف اور گنہگاروں کے لیے رحیم ہیں۔ اب پوچھو وہابیہ سے کہ وکیل و سفارشی تک نہ ماننے کا ناپاک عقیدہ قرآن پاک مخالفت ہے یا نہیں۔

آیت (۱۱) عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ یعنی قریب ہے کہ آپ کو آپ کا رب مقام محمود میں قائم فرمائے تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ میں مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا: وَالْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ هُوَ مَقَامُ الشَّفَاعَةِ لِاَنَّهٗ يَحْمَدُهٗ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ (کذا فی المدارک وغیرہا من التفاسیر) یعنی مقام محمود مقام شفاعت ہے کیونکہ وہاں اگلے پچھلے سب آپ کی حمد کریں گے اور آپ کے ثناگر ہوں گے۔

آیت (۱۲) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پارہ ۳۰ سورۂ والضحیٰ) آپ کا رب آپ پر ایسی عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

تفسیر مدارک جلد ۴ صفحہ ۲۶۴ میں ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الثَّوَابِ وَمَقَامِ الشَّفَاعَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَتَرْضٰى وَلَمَّا نَزَلَتْ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا لَّا اَرْضٰى قَطُّ وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِيْ فِي النَّارِ۔

ل۵ یعنی یقیناً آپ کو آپ کا رب آخرت میں ثواب اور مقام شفاعت اور اس کے سوا دیگر نعمتیں اس کثرت سے عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے۔ ۱۲

تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۲۴۴ میں فرمایا: قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ ھِیَ الشَّفَاعَۃُ فِیْ اُمَّتِہٖ حَتّٰی یَرْضٰی۔

وَفِیْہِ اَیْضًا وَاَعْطَاہُ فِی الْاٰخِرَۃِ الشَّفَاعَۃَ الْعَامَّۃَ وَالْخَاصَّۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَغَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا اَعْطَاہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

حضور اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے

اللہ اکبر کیا شانِ محبوبیت ہے۔ قرآن پاک میں کس شکوہ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے۔ کریم بندہ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے کیسے وعدے فرمائے ہیں اپنی شان کرم سے انہیں راضی کرنے کا ذمہ لیا ہے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شان ناز سے فرمایا کہ جب یہ کرم ہے تو ہم اپنا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ وہابی اپنا سر پھوڑیں منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی شفاعت سے چڑتے ہیں قرآن پاک بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے اور پروردگار عالم اپنے کرم سے انہیں راضی کرنے کا وعدہ دیتا ہے۔

اب کھولے بے دینو تمہارے یہ قول کہ (انبیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا) (کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا) (میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اللہ سے ورے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا (بچا سکوں گا) اور پھر یہ افترا کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا (نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ) اور یہ کہ (اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے) اور ایسے ہی

لہ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس عطاسے امت کے حق میں آپ کی شفاعت مراد ہے اس حد تک کہ آپ راضی ہو جائیں ۱۲۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخرت میں شفاعت عامہ و خاصہ اور مقام محمود اور اس کے سوا بے شمار دنیوی و اخروی نعمتیں عطا فرمائی ہیں ۱۲۔

اور بیہودہ اقوال جو تقویت الایمان میں لکھے ہیں اور جن پر وہابی ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن پاک نے سب جہنم رسید کر دیئے اور آیات الٰہیہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ دشمن دین انبیاء علیہم السلام کی عداوت میں قرآن پاک کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔ وہابیو خدا کا خوف کرو قرآن پاک پر ایمان لاؤ۔ کب تک قرآن و حدیث سے منہ موڑ کر تقویت الایمان پر مرتے رہو گے۔ بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ شفاعت خوب واضح ہو گیا اور تقویت الایمان کی مکاریوں کا پردہ چاک چاک ہو گیا۔ اب مسلمانوں کی مزید تازگی ایمان کے لیے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں۔

احادیث متعلق شفاعت

شفاعت کے بیان میں ۲۲ حدیثیں

حدیث (۱) بخاری شریف مطبوع مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ پارہ ۳۰ باب (قول اللہ لما خلقت بیدی) میں ایک طویل حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روز قیامت مومنین جمع کیے جائیں گے۔ پس کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا تلاش کرتے کہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دیتا تب حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اے آدم کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھ رہے ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر چیز کے اسماء کا علم دیا آپ ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجیے تاکہ وہ ہمیں ہمارے اس مکان سے راحت دے (یعنی موقف کے اہوال اور آفتاب کی تیز گرمی اور غم و کرب سے جن کی برداشت نہیں ہے) حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے یہ میرا کام نہیں ہے کہ پہلے شفاعت کے لیے میں لب کشائی کروں

اور اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف بھیجا یعنی انبیاء اولوالعزم میں سے پہلے رسول ہیں یا انبیاء مابعد میں سے پہلے یا ان انبیاء میں سب سے پہلے جو روئے زمین کے کفار کی طرف مبعوث فرمائے گئے) پس لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میرا یہ کام اور یہ مقام نہیں (کہ فتح باب شفاعت کروں) اور حضرت نوح علیہ السلام اپنی لغزش کو یاد کریں گے (کہ انہوں نے اللہ تعالےٰ سے اپنے بیٹے کی نجات کی درخواست کی تھی) اور حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ حضرت رحمٰن کے خلیل ہیں۔ تب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی فرمائیں گے کہ میرا یہ رتبہ نہیں (کہ ابتداء للشفاعت کروں) اور اپنی لغزشیں یاد فرمائیں گے اور فرمائیں گے تم حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو وہ بندۂ خاص ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت عطا فرمائی شرف کلام سے مشرف کیا لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بندۂ خاص اور اس کے رسول اور کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں تب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ یہ میرا منصب نہیں لیکن تم حضرت سیّد الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو جو اللہ تعالیٰ کے بندۂ خاص ہیں اور اس نے آپ کے

لیے اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت فرما دی (یہ آپ کی عصمت کا بیان ہے کہ ذاتِ مقدس کو گناہوں کے لوث سے پاک رکھا اور تکریم ہے کہ آپ کے لیے اس بارگاہ میں عام معافی ہے اول و آخر کسی حال میں گرفت نہیں اس جملہ کے معانی میں محدثین نے بہت کچھ بیان کیا ہے کما ذکرہ الشیخ الدہلوی قدس سرہٗ)
حضور فرماتے ہیں اب لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں اپنے رب کے حضور حاضر ہو کر اذن چاہوں گا اور مجھے حضوری کی اجازت ملے گی۔ جب میں اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوں گا۔ سجدہ میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اسی حال میں رہوں گا۔ پھر فرمائے گا۔ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تَسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ وَاشْفِعْ تُشَفَّعْ سر اٹھایئے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور بات کہیے سنی جائے گی اور سوال کیجیے جو آپ مانگیں گے وہ آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حضور فرماتے ہیں۔ پھر میں اپنے رب کی ان محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اس نے مجھے تعلیم فرمائے پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کی جائے گی۔ پس میں ان لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں رجوع کروں گا اور جب مجھے میرے رب کا دیدار ہو گا سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اور جب تک وہ چاہے گا سجدہ میں رہوں گا۔ پھر کہا جائے گا اے محمد سر اٹھایئے جو فرمانا ہو فرمایئے سنا جائے گا۔ جو مانگنا ہو مانگیے دیا جائے گا۔ شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی اُن محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو میرے رب نے مجھے تعلیم فرمائے۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ میرے لیے ایک حد مقرر فرمائی جائے گی۔

پس میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر رجوع فرماؤں گا۔ پھر جب مجھے اپنے رب کا دیدار ہو گا سجدہ میں گر جاؤں گا اور جب تک اللہ چاہے گا سجدہ میں رہوں گا۔ پھر فرمایا جائے گا اے محمد سر اٹھائیے جو کہنا ہو کہئے سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ مانگئے جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا پھر میں اپنے رب کی اُن محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اُس نے مجھے تعلیم فرمائی پھر میں شفاعت کروں گا پھر میرے لیے حد مقرر کی جائے گی پھر میں لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اپنے رب کی طرف رجوع کر کے عرض کروں گا یارب دوزخ میں سوائے اُن کفار کے کوئی باقی نہ رہا جو بحکم قرآن جہنمی ہیں اور جن کا خلود اور ہمیشہ جہنم میں رہنا واجب ہے۔ حضور نے فرمایا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اور اُس کے دل میں جو بھر بھی نیکی ہے وہ جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا ہو اور اس کے دل میں دانہ گندم کی برابر بھلائی ہو۔ پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اور اس کے دل میں ذرہ کی برابر بھلائی ہو یعنی ایمان۔

بخاری شریف اور باقی صحاح اور تمام کتب احادیث میں اس مضمون کی بکثرت حدیثیں جا بجا وارد ہیں۔

ان احادیث سے چند فائدے ظاہر طور پہ معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا فائدہ اکثر احادیث میں شافع جستجو کرنے والوں کا ذکر مُؤمِنُوْنَ کے الفاظ میں فرمایا۔ چنانچہ اس حدیث میں یہ الفاظ ہیں، يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ

یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کَذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا اور بخاری شریف کی دوسری حدیث میں جو صفحہ ۱۰۸ میں ہے یہ الفاظ ہیں۔ یَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یَهْتَمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا ایسے ہی اور بکثرت احادیث میں یہی ہے کہ ایماندار شافع کی جستجو میں پھریں گے اگرچہ بعض احادیث میں النّاس بھی وارد ہے جیسے بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۸ پارہ ۳۰۵ کی حدیث اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ الخ یا بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۷ صفحہ ۹۷۱ کی حدیث یَجْمَعُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الخ میں لیکن ظاہر یہ ہے کہ النّاس سے بھی مؤمنین مراد ہیں کیونکہ تفصیل و تصریح اجمال و ابہام کا بیان ہوتی ہے۔ فتح الباری شرح بخاری مطبوع مطبع انصاری دہلی پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶ میں ہے باتج[1] هٰذَا الَّذِیْ وُصِفَ مِنْ کَلَامِ اَهْلِ الْمَوْقِفِ کُلُّهُ یَقَعُ عِنْدَ نَصْبِ الصِّرَاطِ بَعْدَ تَسَاقُطِ الْکُفَّارِ فِی النَّارِ جب اہل موقف کا کلام کفار کے جہنم میں پہنچنے کے بعد ہے تو وہ ضرور ایمانداروں ہی کا کلام ہے۔ اس سے بڑھ کر تصریح اسی فتح الباری کے صفحہ ۱۹۴ میں ہے: لٰکِنِ الَّذِیْ یَطْلُبُ الشَّفَاعَۃَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ کہ طالب شفاعت مومن ہی ہوں گے۔

اب یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ طلب گار شفاعت نہ ہونا کفار کی شان ہے۔ وہابی منکر شفاعت بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کس گروہ میں داخل

---

[1] یعنی اہل موقف کی یہ تمام گفتگو کفار کے جہنم میں گر چکنے کے بعد صراط کے نصب کے وقت واقع ہوگی۔ ۱۲

کریں گے۔ تقویۃ الایمان والے نے شفاعت کا صاف انکار کر دیا ہے اور معاذ اللہ حضور کی نسبت لکھ دیا ہے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں دوسرے کو کیا بچا سکوں (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۳) اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تقویۃ الایمان) اب تباؤ شفاعت کا ایسا انکار کرنے والے مومنین میں کس طرح شمار ہوں گے یہ لوگ شفاعت سے محروم ہیں

حدیث: اَخْرَجَ سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَنْ کَذَّبَ بِالشَّفَاعَۃِ فَلَا نَصِیْبَ لَہٗ فِیْھَا (فتح الباری پارہ ۲۶، صفحہ ۱۹۰) جب وہابی مکذب و منکر شفاعت ہیں تو اس حدیث کے حکم سے شفاعت سے محروم ہوئے تو طلبگار شفاعت کیسے ہوں گے اور طلبگار شفاعت نہ ہوئے تو مومنین میں ان کا شمار کیسے ہوگا کیونکہ مومن تو سارے ہی طلبگار شفاعت ہوں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی ان کو خبر دیدی ہے۔

حدیث:۔ اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ فِی الْبَعْثِ مِنْ طَرِیْقِ یُوْسُفَ بْنِ مَھْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ خَطَبَ عُمَرُ فَقَالَ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَوْمٌ یُکَذِّبُوْنَ بِالرَّجْمِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِالدَّجَّالِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِالشَّفَاعَۃِ وَیُکَذِّبُوْنَ بِقَوْمٍ یُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ۔

۱؎ یعنی جس شخص نے شفاعت کی تکذیب کی اور اس کو جھٹلایا شفاعت میں اس کا حصہ نہیں ۱۲ ت

۲؎ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا قریب ہے کہ اس امت میں ایسی قوم ہوگی جو رجم کی تکذیب کرے اور جو فتنہ دجال کی تکذیب کرے اور عذاب قبر کی تکذیب کرے اور جو شفاعت کو جھٹلا دے اور جو اس قوم کی تکذیب کرے جو دوزخ سے نکالی جائے گی ۱۲۔

دوسرا فائدہ: بخاری شریف کی حدیث مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مومنین کا ایک ایک فرد روز قیامت طلب گار شفاعت ہوگا حتیٰ کہ پچھلی امتوں کے تمام ایماندار بھی طالب شفاعت ہوں گے۔ بخاری شریف جلد ٢ پارہ ١٩ صفحہ ٦٨٦ میں ہے۔

حدیث: عَنْ آدَمَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى كُلُّ اُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ يَا فُلَانُ اِشْفَعْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔[1]

ان احادیث سے ثابت ہوا اولین و آخرین میں سے کوئی مومن ایسا نہ ہوگا جو طلبگار شفاعت نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت کا مسئلہ اتنا زبردست مسئلہ ہے جس پر تمام عالم کے مومنین زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے قیامت تک کے تمام ایمانداروں کا اجماع ہے ایک کو بھی تردد وانکار نہیں کسی کو بھی شک وشبہ نہیں اس کے ساتھ محشر میں انبیاء علیہم السلام کی تصدیق ہیں۔ جس نبی کے پاس لوگ جاتے ہیں۔ وہ تقویت الایمان کا مسئلہ نہیں بتاتے کہ شفاعت کیسی اللہ کی جناب میں کسی کو وکیل اور سفارشی سمجھنا وہابی دین میں اصل شرک ہے۔ یہ کیا کلمہ منہ سے نکالتے ہو دنیا میں شرک کرتے کرتے یہاں محشر

مسئلہ شفاعت پر زمانہ حضرت آدم سے قیامت تک کے تمام ایمانداروں کا اجماع

---

[1] حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ لوگ روز قیامت جماعت جماعت ہو جائیں گے ہر امت اپنے نبی کی پیرو ہو کر عرض کرے گی یا حضرت شفاعت فرمائیے یا حضرت شفاعت فرمائیے (پھر ان کی رہنمائی سے سلسلہ وار تمام انبیاء کے پاس ہوتی ہوئی بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوگی۔ ١٢۔

میں بھی معاذ اللہ شرک ہی کرنے آئے بلکہ علیٰ رغم الف وہابیہ فتح باب شفاعت سے اپنا عذر بیان کر کے دوسرے نبی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور ان کے فضائل ذکر کر کے اس بات کو صاف کر دیتے ہیں کہ آج وہی شفاعت کے لیے سب سے پہلے لب کشائی کریں گے جنہیں بارگاہ حق میں قرب و وجاہت حاصل ہو یعنی شفاعت بالوجاہت حق ہے وہی کام آئے گی جس کا تقویۃ الایمان میں انکار کیا گیا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی وجاہت ان الفاظ میں بیان فرمائیں گے۔ اَنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجاہت ان لفظوں میں بیان فرمائیں گے۔ عَبْدٌ اٰتَاهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجاہت ان لفظوں میں عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَرُوْحُهٗ یہ تمام انبیاء ایک دوسرے کی وجاہت بیان فرما کر بتا رہے ہیں کہ ذریعہ شفاعت بارگاہ حق میں وجاہت ہے یہ تو شفاعت بالوجاہت ہوئی اور حضرت نوح علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے حق میں فرماتے ہیں۔ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ (رحمٰن کے دوست) یہ شفاعت بالمحبۃ ہوئی اس کا بھی تقویۃ الایمان میں انکار کیا ہے مگر بخاری شریف اور صحاح کی حدیثیں اس کو ثابت کرتی ہیں۔ یہاں جتنے الفاظ ہم نے شانِ انبیاء میں نقل کیے یہ سب بخاری شریف کی حدیث کے ہیں جو احادیث شفاعت کے سلسلہ میں سب سے پہلے لکھ چکے ہیں پھر یہ تمام مومنین اوّلین و آخرین بالہام الٰہی طالب شفاعت ہوں گے

آخرت میں وہی طالب شفاعت ہوں گے جو دنیا میں انبیاء سے اپنی حاجات میں توسل کیا کرتے ہیں۔

جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں وارد ہے فَيُلْهَمُوْنَ اور طالب شفاعت وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں اپنی حاجات میں انبیاء علیہم السلام سے توسل کیا کرتے تھے وہ جانیں گے کہ یہاں بھی حاجت براری انہیں کے ذریعہ سے ہوگی فتح الباری شرح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۹ میں ہے ۱ وفیہ ان الناس یوم القیمہ یستصحبون حالھم فی الدنیا من التوسل الی اللہ تعالٰی فی حوائجھم بانبیائھم والباعث علی ذلك الالھام کما تقدم فی صدر الحدیث تو جو لوگ دنیا میں انبیاء سے توسل کے قائل نہ تھے اور شفاعت کے بھی منکر تھے وہ طالب شفاعت کس طرح ہوں گے اور طالب شفاعت نہ ہوئے تو مومنین میں کس طرح داخل ہوں گے کہ حدیث سے تو ثابت ہے کہ ہر ایک مومن طلبگار شفاعت ہوگا تقویت الایمان میں شفاعت کے ایسے زبردست مسئلہ کا انکار کیا ہے جس پر تمام امتوں کے کل ایمانداروں کا اجماع ہے انبیاء و مرسلین کی تصدیق کی مہریں ثبت ہیں۔

وہابیو! خدا کا خوف کرو ابھی وقت ہے توبہ کرو اور گمراہی سے باز آؤ۔

طلب شفاعت کے لیے تمام انبیاء حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گے

تیسرا فائدہ: سب انبیاء کے پاس ہو کر لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور درخواست شفاعت کریں گے۔ تقویت الایمان والا تو یہ افترا کرتا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے

---

[۱] یعنی اس حدیث میں یہ بھی افادہ ہے کہ روز قیامت اسی حال پر ہوں گے جو دنیا میں تھا کہ اپنی حاجات میں انبیاء سے توسل کیا کرتے تھے اور طلب شفاعت کا باعث الہام ہوگا جس کا ذکر صدر حدیث کی شرح میں گزرا ۱۲۔

وہاں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تقویت الایمان صـ۲۱م) لیکن حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم محشر میں یہ نہیں فرماتے کہ میں تو کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا تم سارے جہان کے مسلمان اور تمام امتوں کے مومن جمع ہو کر آئے ہو بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں؛

حدیث (۹) فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا (بخاری شریف جلد۲ پارہ ۳۰ صفحہ ۱۰) شفاعت کے لیے میں ہوں۔ سبحان اللہ امیدواروں کی تسلی فرما دی کہ شفاعت ہمارا منصب ہے اور آج تمہاری حاجت روائی ہمارا کام ہے۔ ہم اس کے لیے موجود ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ حضور فرط کرم سے اپنی امت کا انتظار فرمائیں گے اور تمام انبیاء آپ سے امتوں کی شفاعت طلب کرنے کے لیے حاضر ہوں گے۔

حدیث (۱۰) رِوَایَةُ نَضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْهِ حَدَّثَنِیْ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَقَائِمٌ اَنْتَظِرُ اُمَّتِیْ تَعْبُرُ الصِّرَاطَ اِذَا جَاءَ عِیْسٰی فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ هٰذِهِ الْاَنْبِیَاءُ قَدْ جَاءَتْكَ یَسْاَلُوْنَ لِتَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ یُفَرِّقَ جَمِیْعَ الْاُمَمِ اِلٰی حَیْثُ یَشَاءُ لِغَمِّ مَا هُمْ فِیْهِ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۹)

ـــہ امام محی الدین نووی شرح مسلم شریف جلد ثانی صـ۲۱ میں فرماتے ہیں وَاَمَّا مُبَادَرَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَقَائِمٌ اَنْتَظِرُ اُمَّتِیْ تَعْبُرُ الصِّرَاطَ جَاءَ عِیْسٰی اَنَّ هٰذَا الْکَرَامَةَ وَالْمَقَامَ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بے تامل آمادہ شفاعت ہو جانا اور لوگوں کی درخواست قبول فرمانا بدیں سبب ہے کہ آپ یقین سے جانتے ہیں کہ عزت وخلعت آپ کے لیے مخصوص ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ـــہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ السلام نے فرمایا میں منتظر کھڑا رہوں گا کہ میری امت اوپر گذر رہے اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ یہ تمام انبیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے (باقی صفحہ ۲۷۸ پر)

امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث نے افادہ کیا اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ جَمِیْعًا یَسْاَلُوْنَهٗ فِیْ ذٰلِكَ (فتح الباری) تمام انبیاء جمع ہو کر حضور سے درخواست شفاعت کریں گے۔

چوتھا فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے پہلے دروازہ شفاعت حضور کے لیے کھلے گا۔ حضور سے قبل کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی ثابت کی روایت میں ہے۔

حدیث (۱۱) خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ قَدْ حَضَرَ الْیَوْمَ اَرَاَیْتُمْ لَوْ کَانَ مَتَاعٌ فِیْ وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَیْهِ اَکَانَ یَقْدِرُ عَلٰی مَا فِی الْوِعَاءِ حَتّٰی یُفَضَّ الْخَاتَمُ

(فتح الباری پارہ ۲۷ ص ۱۹۶)

پانچواں فائدہ: کرم الٰہی کی ناز برداری کہ حبیب کا سر سجدہ نیاز میں ہے ان سے ارشاد فرماتا ہے اے محمد سر اٹھائیے فرمائیے آپ کی بات سُنی جائے گی۔ مانگئے آپ جو مانگیں گے دیا جائے گا۔ آپ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ اندھوں سے کہو یہ ہے شفاعت بالاکرام شفاعت بالوجاہت شفاعت بالمحبتہ رب کریم حبیب کی رضاجوئی فرماتا ہے اور خود ارشاد کرتا ہے کہ جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا جو شفاعت کریں گے قبول ہوگی ساری تقویت الایمان پر پانی پھر گیا۔ اندھو دیکھو اللہ کے کرم سے اللہ کے ہاں اللہ کے حبیب کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۷) ہیں درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ تمام امتوں کو جہاں چاہے متفرق فرمادے تاکہ جس غم میں وہ ہیں اُس سے نجات ملے ۱۲ ؎ یعنی آج خاتم النبیین تشریف فرما ہیں کیا تم جانتے ہو کہ اگر کسی ظرف میں متاع ہو اور اُس پر مہر لگی ہو تو مہر کے کھلنے سے پہلے اس متاع پر دسترس نہیں ہو سکتا۔ ۱۲

با اختیار ہے کہ فرماتے ہیں۔

حدیث (۱۲) اُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ بخاری شریف پارہ ۲۷ صفحہ ۱۱۷) میں اُن کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دوں گا۔

چھٹا فائدہ: حضرت رب العزت عزوعلا تبارک وتعالیٰ کا کرم اور حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت اس حدیث سے ظاہر ہو رہی ہے کہ سرکار دو لتمدار صلی اللہ علیہ وسلم نے دربار حق میں سجدہ کیا ہے۔

ابھی حرف شفاعت زبانِ اقدس پر نہیں آیا ابھی لفظ سوال عرض نہیں کیا۔ ابھی کوئی بات نہیں فرمائی کہ رحمت حق نے سبقت کی۔ آج کہ سرافرازان عالم انبیاء و مرسلین کا مقدس گروہ لب کشائی کی جرأت نہیں کرتا۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت و منزلت یہ ہے کہ آپ کو اپنے مقصد کے لیے جنبشِ لب کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے۔ سجدہ سے سر مبارک اٹھائیے بات فرمائیے سُنی جائے گی جو مانگئے دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول جائے گی۔ کس درجہ حبیب کی دلداری و رضاجوئی ہے ادھر سے کرم ہے تو حبیب کی ہمت علیا کا بھی یہ حال ہے کہ جہنم میں ایک ایماندار کو بھی نہیں چھوڑتے سب کو نکال لاتے ہیں اور آخر میں حضرت رب العزت کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ یَا رَبِّ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ یارب جہنم میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا صرف وہی کفار باقی رہ گئے جو بحکم قرآن جہنم ہی کے لیے ہیں اور اُن کا اس میں ہمیشہ رہنا ضروری ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حبیب کی شانِ شفاعت یہ ہے کہ خود جہنم سے

ایمانداروں کو نکال لیتے ہیں اور ایک ایماندار کو اس میں نہیں چھوڑتے۔ تفویت الایمان والے اندھے کو دکھاؤ کہ بخاری شریف سے تو بکرمہ تعالیٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان اختیار معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی ایماندار کو جہنم میں نہ چھوڑیں گے چاہے کیسا ہی مجرم کتنا ہی عاصی سیہ کار گناہوں کا عادی ہو۔ عمر بھر گناہوں میں گزاری ہو کبھی نیکی کی طرف مائل نہ ہوا ہر ایک گناہ کیا ہو۔ تمام نامہ اعمال سیاہ ہو چکا ہو مگر دل میں ایمان رکھتا ہو تو حضور اس کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ تفویت الایمان والے نے جو شفاعت بالاذن کے معنی اپنے دل سے گھڑے ہیں اور ان میں شفاعت کے انکار کے لیے یہ قیدیں لگائی ہیں کہ مجرم ہمیشہ کا چور نہ ہو۔ چوری کو اس نے اپنا پیشہ نہ ٹھہرایا ہو۔ قصور پر شرمندہ ہو۔ کسی امیر وزیر کی پناہ نہ ڈھونڈھتا ہو (یعنی شفاعت کا طالب نہ ہو) یہ تمام قیود اس حدیث نے باطل کر دیئے۔ تفویت الایمان والے کے تو نہ ہمیشہ کے چور کی شفاعت ہوسکتی ہے نہ اس کی جس نے چوری کا پیشہ بنا لیا ہو۔ نہ اس کی جس نے توبہ نہ کی ہو نہ اس کی جو امیدوار شفاعت ہو مگر حدیث شریف میں ہے کہ تمام مومن امیدوار شفاعت ہوں گے اور حضور ان کی شفاعت فرمائیں گے اور ایک ایک گناہگار کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ خواہ وہ عمر بھر گناہوں میں غرق رہا ہو۔ مگر ایمان رکھتا ہو۔

تفویت الایمان کی حدیث سے تردید

ساتواں فائدہ: حدیث شریف میں یہ وارد ہوا کہ لوگ طلب شفاعت کے لیے انبیاء کے پاس جائیں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء دوسرے نبی کی طرف رہنمائی فرمائیں گے یہاں تک کہ یہ سوال ہوتا ہے کہ پہلے ہی حضرت آدم علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیوں نہ بھیجیں گے تاکہ جلد اپنا مقصد پالیں اس کی توجیہہ نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸ میں یہ لکھی ہے: یَحْتَمِلُ اَنَّهُمْ عَلِمُوْا اَنَّ صَاحِبَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُعَیَّنًا وَتَكُوْنُ اِحَالَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلَی الْاٰخَرِ عَلٰی تَدْرِيْجِ الشَّفَاعَةِ فِيْ ذٰلِكَ اِلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

آٹھواں فائدہ: اسی پر سوال بھی ہوتا ہے کہ طلب شفاعت تو لوگ بالہام الٰہی کریں گے۔ جیسا کہ مسلم شریف جلد ا صفحہ ۱۰۸ اور ۱۰۹ کی حدیثوں میں ہے فَیُلْهَمُوْنَ لِذٰلِكَ تو الہام میں نہ بتادیا جائے گا کہ حاجت روائی دربار محمدی سے ہوگی اس کی حکمت نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸ میں یہ لکھی ہے، وَالْحِكْمَةُ فِيْ اَنَّ اللہَ تَعَالٰی اَلْهَمَهُمْ سُؤَالَ اٰدَمَ وَمَنْ بَعْدَهٗ صَلَوٰتُ اللہِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ فِي الْاِبْتِدَاءِ وَلَمْ يُلْهَمُوْا سُؤَالَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ وَاللہُ اَعْلَمُ اِظْهَارُ فَضِيْلَةِ نَبِيِّنَا

۱؎ یعنی ایک توجیہ یہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام اچھی طرح جانتے ہیں کہ صاحب شفاعت عظمیٰ بالتعیین حضور سید انبیاء محمد مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک نبی کا دوسرے کی طرف حوالہ کرنا اس لیے ہے کہ یہ لوگ ایک کی شفاعت سے دوسرے کے پاس اور دوسرے کی شفاعت سے تیسرے کے پاس اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ حضور کی خدمت تک باریابی حاصل کریں اور حضور کی توجہ اور نظر کرم کے لیے حضور کی بارگاہ میں انبیاء کی شفاعتیں لائیں ایسا ہی بخاری شریف کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جو ہم دوسرے فائدہ میں ذکر کر آئے اور اسی طرح اس حدیث سے بھی جو ہم نے تیسرے فائدہ میں بحوالہ فتح الباری نقل کی ۱۲۔ ۲؎ حاشیہ بر صفحہ ۲۸۲

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَّهُمْ لَوْ سَأَلُوْهُ اِبْتِدَاءً لَكَانَ يَحْتَمِلُ اَنَّ غَيْرَهُ يَقْدِرُ عَلٰى هٰذَا وَيُحَصِّلُهُ اَمَّا اِذَا سَأَلُوْا غَيْرَهُ مِنْ رُسُلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَصْفِيَائِهِ فَامْتَنَعُوْا ثُمَّ سَأَلُوْا فَاَجَابَ وَحَصَلَ غَرَضُهُمْ فَهُوَ النِّهَايَةُ فِيْ اِرْتِفَاعِ الْمَنْزِلَةِ وَكَمَالِ الْقُرْبِ وَعِظَمِ الْاِدْلَالِ وَالْاُنْسِ وَفِيْهِ تَفْضِيْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَمِيْعِ الْمَخْلُوْقِيْنَ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاٰدَمِيِّيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ فَاِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ الْعَظِيْمَ وَهِيَ الشَّفَاعَةُ الْعُظْمٰى لَا يَقْدِرُ عَلَى الْاِقْدَامِ عَلَيْهِ غَيْرُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۔

نواں فائدہ: جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے

(حاشیہ صـ۲۸۱) اللہ تعالےٰ نے اہلِ محشر کو حضرت آدم اور اُن کے بعد اور انبیاء علیہم السلام کی خدمت میں طلب شفاعت کا الہام فرمایا اور ابتداءً حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور درخواست پیش کرنے کا الہام نہ فرمایا اس میں یہ حکمت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار ہو کیونکہ اگر وہ پہلے ہی حضور کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو یہ احتمال رہتا کہ شاید دوسرے انبیاء سے بھی کام چل سکتا اور مراد حاصل ہو جاتی۔ لیکن جب دوسرے اصفیاء و مرسلین سے سوال کر چکے اور سب نے منع کر دیا پھر حضور کی خدمت میں درخواست کی اور حضور نے فوراً قبول فرمائی اور ان کی مراد حاصل ہو گئی تو معلوم ہوا کہ حضور کے رفعت منزلت اور کمال قرب اور محبوبیت تامہ میں کسی کی شرکت نہیں۔ اس میں دلیل ہے کہ آپ تمام انبیاء و مرسلین اور کل آدمیوں اور فرشتوں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں کہ شفاعت عظمیٰ پر اقدام کرنے کی آپ کے سوا کسی میں قدرت نہیں ۱۲۔

شفاعت کریں گے۔ حضور فرماتے ہیں: فَانْطَلِقُ فَاسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّیْ
میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا سوال یہ ہوتا ہے کہاں سے
کہاں جائیں گے اور اجازت کس بات کی چاہیں گے اور اجازت کے لیے
جانے کی حکمت کیا ہے وہیں سے کیوں عرض نہ کریں گے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ حضور اس موقف سے شفاعت کے لیے جنت دارالسلام میں تشریف لے
جائیں گے۔ اور اوّل دخول جنت کی اجازت چاہیں گے۔ فتح الباری پارہ ۲۷
صفحہ ۱۹۶ میں ہے۔

حدیث (۱۲) فِیْ رِوَایَةِ هِشَامٍ فَانْطَلِقُ حَتّٰی اَسْتَاذِنَ عَلٰی رَبِّیْ
زَادَ هَمَّامٌ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ قَالَ اَیْ فِی الشَّفَاعَةِ وَتُعُقِّبَ بِاَنَّ ظَاهِرَ
مَا تَقَدَّمَ اَنَّ اِسْتِیْذَانَهُ الْاَوَّلَ وَالْاِذْنَ لَهٗ اِنَّمَا هُوَ فِیْ دُخُوْلِ الدَّارِ
وَهِیَ الْجَنَّةُ۔ اُس کے بعد حضور سجدہ کا اذن چاہیں گے
جیسا کہ فتح الباری کے اسی صفحہ میں ہے۔

حدیث (۱۳) سلمان میں ہے، فَیَسْتَاذِنُ فِی السُّجُوْدِ فَیُؤْذَنُ لَهٗ
اور موقف سے دارالسلام میں جانے کی حکمت یہ ہے کہ دارالسلام مقام اکرام
ہے اس لیے شافع کے لیے وہ مناسب ہے۔ فتح الباری کے اسی صفحہ میں
ہے، قِیْلَ الْحِکْمَةُ فِیْ اِنْتِقَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَکَانِهٖ
اِلٰی دَارِ السَّلَامِ اَنَّ اَرْضَ الْمَوْقِفِ لَمَّا کَانَتْ مَقَامَ عَرْضٍ وَحِسَابٍ
کَانَتْ مَکَانَ مَخَافَةٍ وَاِشْفَاقٍ وَمَقَامُ الشَّافِعِ یُنَاسِبُ اَنْ
یَکُوْنَ فِیْ مَکَانِ اِکْرَامٍ ایک سوال یہ بھی یہیں حل کیجیے کہ اس مقام

میں حضور کی کیا شان ہوگی۔

حدیث (۴) ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ہے: ثُمَّ یَکْسُوْنِیْ رَبِّیْ حُلَّۃً فَاَلْبِسُھَا فَاَقُوْمُ عَنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ مَقَامًا لَا یَقُوْمُہٗ اَحَدٌ یَغْبِطُنِیْ اِلَیْہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۰) میرا رب مجھے حلہ (لباس عزت) پہنائے گا میں پہن کر عرش کے داہنے ہاتھ کھڑا ہوں گا جہاں کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ اس پر اولین و آخرین رشک کریں گے۔ مجاہد سے مقام محمود کی تفسیر میں منقول ہے: یُجْلِسُہٗ مَعَہٗ عَلٰی عَرْشِہٖ (فتح الباری صفحہ ۱۹) آپ کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ عبداللہ بن سلام سے مروی ہے: قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی کُرْسِیِّ الرَّبِّ بَیْنَ یَدَیِ الرَّبِّ اخرجہ الطبری (فتح الباری ۱۹۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت اپنے رب کے حضور اس کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔ جب حضور شفاعت کے لیے اٹھیں گے تو آپ کی مجلس مبارک سے ایک بے نظیر پاکیزہ خوشبو مہکے گی۔

حضور کا عرش و کرسی پر جلوس و دربار

حدیث (۵) فَاَقُوْمُ فَیَثُوْرُ مِنْ مَجْلِسِیْ اَطْیَبُ رِیْحٍ مَا شَمَّھَا اَحَدٌ (فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۷) حضور کی وجاہت و محبوبیت۔

وجاہت و محبوبیت

حدیث (۶) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ یَشْفَعُ فِی الْجَنَّۃِ وَاَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۱۲)

۵؎ حضور نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو جنت میں شفاعت کروں گا اور میں بلحاظ متبعین کے انبیاء میں سب سے بڑھ کر ہوں ۱۲۔

حدیث (۱۷) اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ[1] (مسلم شریف صفحہ ۱۱۲)

دروازہ جنت خاص حضور کے لیے کھولا جائے گا۔

حدیث (۱۸) قَالَ[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰتی باب الجنۃ یوم القیمۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت لا افتح لاحد قبلک۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۲)

حدیث (۱۹) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیۂ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ اور آیۂ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ پڑھ کر دست مبارک اٹھائے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اور حضور آبدیدہ ہوئے فَقَالَ اللّٰہُ یَا جِبْرِیْلُ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّرَبُّکَ اَعْلَمُ فَاسْاَلْہُ مَا یُبْکِیْکَ فَاَتَاہُ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَسَاَلَہٗ فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا قَالَ وَھُوَ اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰہُ یَا جِبْرِیْلُ اِذْھَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ۔ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

پیام الٰہی کہ ہم آپ کو امت کے باب میں راضی کریں گے

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرو کہ سبب گریہ کیا ہے؟ باوجودیکہ اللہ اعلم ہے۔ جبریل نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا حضور نے ان کو اس دعا کی خبر دی جو اپنی امت کے حق میں فرمائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل

---

[1] میں انبیاء میں تبعین کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہوں اور پہلا شخص ہوں جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے ۱۲

[2] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ روز قیامت میں دروازہ جنت پر جاکر دروازہ کھلواؤں گا خازن عرض کرے گا کہ آپ کون ہیں میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کرے گا کہ آپ ہی کے لیے مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں ۱۲

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرو کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یقیناً ہم آپ کو عنقریب آپ کی اُمت کے باب میں راضی کریں گے اور غمگین نہ ہونے دیں گے (نوویؒ) شرح مسلم صـ۱۱۳ میں ہے کہ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

پہلا فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت پہ کمال شفقت کا بیان ہے اور اس کا کہ آپ اُن کے مصالح و امور میں کمال توجہ و اہتمام فرماتے ہیں۔

دوسرا فائدہ: یہ کہ دعا میں ہاتھ کا اٹھانا مستحب ہے۔

لے عبارت نووی کی یہ ہے: هذا الحديث مشتمل على انواع من الفوائد منها بيان كمال شفقة النبي صلى الله عليه وسلم على امته و اعتناء بمصالحهم واهتمامه بامرهم ومنها استحباب رفع اليدين في الدعاء ومنها البشارة العظيمة لهذه الامة بما وعدها الله تعالى بقوله انا سنرضيك في امتك ولا نسؤك وهذا من ارجى الاحاديث بهذه الامة ومنها بيان عظم منزلة النبي صلى الله عليه وسلم عند الله تعالى وعظيم لطفه سبحانه به صلى الله عليه وسلم والحكمة في ارسال جبريل لسواله صلى الله عليه وسلم اظهار شرف النبي صلى الله عليه وسلم وانه بالمحل الاعلى فيترضى ويكرم بما يرضيه والله اعلم وهذا الحديث موافق لقوله ولسوف يعطيك ربك فترضى واما قوله تعالى ولا نسؤك فقال صاحب التحرير هو تاكيد المعنى لان الارضاء قد يحصل في حق البعض بالعفو عنهم ويدخل الباقي النار فقال تعالى نرضيك ولا ندخل عليك حزنا بل ننجي الجميع والله اعلم ۱۲۔

تیسرا فائدہ: اس امت کے لیے بشارت عظیمہ ہے کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور یہ حدیث اس امت کے لیے بہت زیادہ امید دلانے والی ہے۔

چوتھا فائدہ: بارگاہِ الٰہی میں حضور کے رتبہ عظیمہ یعنی وجاہت اور آپ پر اللہ تعالیٰ کے کمال لطف و کرم یعنی محبوبیت کا بیان ہے۔

حکمت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سبب گریہ دریافت فرمانے کے لیے حضرت جبریل کو بھیجنے کی حکمت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف کا اظہار فرمایا جائے اور ظاہر کر دیا جائے کہ آپ کا وہ بلند مرتبہ ہے کہ آپ کو راضی کیا جاتا ہے اور آپ پر وہ اکرام فرمایا جاتا ہے جس سے آپ راضی ہوں اور یہ حدیث آیہ ولسوف يعطيك ربك فترضى کے موافق ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے اس کی نسبت صاحب تحریر نے کہا کہ یہ معنی کی تاکید ہے کیونکہ راضی کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بعض کو معاف فرما دیا جائے باقی کو سزا دی جائے اس احتمال کو قطع فرما دیا کہ ہم آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے یعنی سب کو نجات دیں گے۔

حدیث (۲۰) اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ کُنْتُ اِمَامُ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبُھُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِھِمْ غَیْرُ فَخْرٍ۔ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۰۱)

لعہ یعنی حضور نے فرمایا کہ روز قیامت میں انبیاء کا امام اور خطیب اور اُن کا صاحبِ شفاعت ہوں گا اور یہ بات فخر سے نہیں کہتا ۱۲۔

حدیث (۲۱) انا سید الناس یوم القیمۃ (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)

میں روزِ قیامت آدمیوں کا سردار ہوں گا۔ امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ اَلسَّیِّدُ الَّذِی یَفُوقُ قَوْمَہٗ وَالَّذِی یُفْزَعُ اِلَیْہِ فِی الشَّدَائِدِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدُہُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاِنَّمَا خَصَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لِارْتِفَاعِ السُّوْدُدِ فِیْہَا وَتَسْلِیْمِ جَمِیْعِہِمْ لَہٗ وَلِکَوْنِ اٰدَمَ وَجَمِیْعِ اَوْلَادِہٖ تَحْتَ لِوَائِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حدیث (۲۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُّدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِیَ الْجَنَّۃَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَۃِ وَہِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۶۴)

حدیث (۲۳) عن جابر قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول شفاعتی لاھل الکبائر من امتی (ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۲۹)

حضرت جابر سے مروی ہے میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری شفاعت میری امت کے کبیرہ کرنے والوں کے لیے ثابت ہے۔

لہ سید وہ ہے جو اپنی قوم میں فائق ہو اور سختیوں اور مصیبتوں میں لوگ اس کی طرف دوڑیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں کے سید ہیں دنیا میں بھی رحمت اور آخرت میں بھی یہاں روزِ قیامت کا ذکر خاص طور پر اس لیے ہوا کہ سیادت اس دن کمال بلندی پر ہوگی اور سب لوگ آپ کی سیادت تسلیم کریں گے اور اس لیے کہ حضرت آدم اور ان کی تمام اولاد آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ ۱۲ مدنی لہ حضور نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور اس میں کہ ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لیے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو یعنی تمام ایمانداروں کے لیے چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں ھِیَ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ۔ ۱۲

حدیث (۲۴) اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ (رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف ص۴۸۸)

حضور فرماتے ہیں میری شفاعت سے خوب بہرہ مند وہ ہے جس نے بخلوص لا الہ الا اللہ کہا۔

حدیث (۲۵) اُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً متفق علیه (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۲)[1]

حدیث (۲۶) اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهٗ اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَهٗ اَهْلُ بَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ ثُمَّ سَائِرُ الْعَرَبِ ثُمَّ الْاَعَاجِمُ (فتح الباری پارہ ۲۷، ص۱۹۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر مرتبہ بمرتبہ قریب تر کی پھر تمام عرب کی۔ پھر عجمیوں کی۔ یہاں اسمٰعیل اور ان کے چیلوں کو دکھاؤ کہ یہاں شفاعت بعلاقہ قرابت ہو رہی ہے۔ تقویت الایمان صفحہ ۳۷ کا یہ قول کہ (سفارش اس لیے نہیں کی اس کا قرابتی ہے یا آشنا) اس حدیث سے باطل ہوا۔ حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کے بیان میں صدہا حدیثیں اور پیش کی جا سکتی ہیں مگر اب ہم دو ایک حدیثیں دوسرے انبیاء اور علماء و مومنین کی شفاعت کے متعلق بھی ذکر کر دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ روز قیامت غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی قبول ہو گی۔

---

[1] حضور فرماتے ہیں مجھے شفاعت عطا کی گئی اور پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں عام طور پہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوا۔ ۱۲

حدیث (۲۷) يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ[1] (ابن ماجہ ص۳۳۰)

حدیث (۲۸) لَيَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ (ابن ماجہ ص۳۳۰)

حضور نے فرمایا میری امت کے ایک مرد کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے (جو بہت بڑا قبیلہ ہے) زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے حضور کے امتی اور غلام شفاعت کر رہے ہیں ان کی شان شفاعت بھی دیکھئے۔

حدیث (۲۹) حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مِنَّا شِدَّةً فِيْ اِسْتِيْفَاءِ الْحَقِّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَقَالَ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا

---

[1] روز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء اس حدیث کے حاشیہ میں ہے کہ مراد یہ ہے بطریق عموم تین گروہ شفاعت کریں گے۔ ورنہ حفاظ اور بچوں کی شفاعت خاص لوگوں کے حق میں احادیث سے ثابت ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص۴۳۲ میں فرمایا کہ ان تین گروہوں کی تخصیص ان کے زیادت فضل و کرامت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ مسلمانوں میں سے تمام اہل خیر کے لیے شفاعت ثابت ہے اور اس بات میں احادیث مشہور وارد ہیں۔ آخر میں فرمایا اور انکار شفاعت بدعت ضلالت است چنانچہ خوارج و بعض معتزلہ بداں رفتہ اند۔ ۱۲

ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِیْهَا خَیْرًا (مسلم شریف جلد ا صـ ۱۰۲)

یعنی جب مومن آتشِ دوزخ سے خلاصی پائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اپنا حق پانے کے لیے اپنے خصم سے ایسی سخت طلب و مخاصمت کرنے والا نہیں ہے جیسا کہ مومن اپنے ان بھائیوں کی رہائی کے لیے جو آتشِ دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت و سوال میں مبالغہ کریں گے عرض کریں گے اے رب وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ روزے رکھتے تھے۔ حج کرتے تھے فرمایا جائے گا جنہیں پہچانو نکال لو پھر ان (دوزخ والوں) کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی۔ (تاکہ شفاعت کرنے والے مومن ان کو پہچان لیں) پھر خلق کثیر کو وہ دوزخ سے نکالیں گے۔ پھر عرض کریں گے یا رب ہم نے ادنیٰ نیکی والا بھی دوزخ میں نہیں چھوڑا۔

شفاعت میں مبالغہ از شیخ محقق

غلامانِ مصطفیٰ کی اس شانِ شفاعت کو دیکھئے کہ جس طرح قرضخواہ قرضدار پر سخت تقاضا کرتا ہے اس شدتِ مطالبہ کے ساتھ وہ بارگاہ الٰہی میں اپنے بھائیوں کی رہائی طلب کریں گے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی شما در حقے کہ ثابت و ظاہر باشد بر خصم چگونہ مطالبت، و مواخذت بجد و مبالغہ می کنید مومنان در شفاعت کردن برادران خود کہ در آتش دوزخ ماندہ اند و بیرون آوردن ایشاں ازاں بجد و مبالغت در مسئلت از جناب حق تعالیٰ بیشتر می نمایند (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۱۷۱)

وہابیوں کا مستند ترجمہ جو شاہ اسحٰق صاحب کا مصدقہ ہے۔ یعنی مظاہر حق اس کی جلد ۴ صـ۳۱ میں اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا ہے۔ نہیں ہے کوئی تم میں سے سخت تر از روئے طلب اور سوال اور جھگڑنے کے بیچ حق کے کہ تحقیق ظاہر اور ثابت ہو تمہارے لیے مومنوں سے بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑنے کے اللہ تعالیٰ سے روز قیامت کے اپنے بھائیوں کے لیے۔

اب تقویت الایمان کے وہ بیہودہ کلمات دیکھیئے جو ہم صفحہ ۲۵۵ و ۲۵۶ میں نقل کر آئے اور جو اس نے بحث شفاعت میں لکھے اور یہ احادیث ملاحظہ کیجیئے۔

ابھی تو بدنصیب کو حضور کے غلاموں کی شان بھی نظر نہ آئی کہ ان پر کیسا کرم الٰہی ہے آقا کی نسبت گستاخ زبان کھول بیٹھا یہ ہے شفاعت بالوجاہت کہ مومنین اپنے بھائیوں کے حق میں اس اصرار و مبالغہ سے شفاعت کریں گے جیسے صاحب حق اپنا حق لینے کے لیے مبالغہ سے شفاعت کریں

حضور کے غلاموں کو شفاعت بالوجاہت بارگاہ الٰہی میں حاصل ہے

وہابیوں کے ترجمہ میں تو اللہ سے جھگڑنے کا لفظ لکھا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کی گمراہی کہ احادیث کی ایسی ظاہر اور روشن تصریحات کے باوجود ان کو شفاعت کا انکار ہے۔

حدیث (۳۰) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ النَّاسِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَۃِ وَمِنْھُمْ مَنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ

حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۶) حضور نے فرمایا میرے بعضے امتی بڑی بڑی جماعتوں کی شفاعت کریں گے بعض قبیلہ کی بعض ایک گروہ کی بعض ایک شخص کی یہاں تک کہ ساری امت بہشت میں داخل ہو۔

یہ تیس حدیثیں خاص بیانِ شفاعت میں مذکور ہوئیں اور بحمد اللہ تعالیٰ تقویت الایمان کے اکاذیب باطلہ کا ان سے قلع قمع ہو گیا۔

صاحب تقویت الایمان کی شفاعت کی قسمیں

صاحب تقویت الایمان نے شفاعت کی تین قسمیں بتائی ہیں۔ شفاعت بالوجاہت۔ شفاعت بالمحبت۔ شفاعت بالاذن۔ یہ بات اس کے دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ کہیں سے منقول نہیں۔ علاوہ بریں ان کے جو معنی اس نے تجویز کیے ہیں۔ ان پر شفاعت صادق ہی نہیں آتی۔ کیونکہ شفاعت کے معنی ہیں کسی شخص کا اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لیے سفارش کرنا۔

شفاعت کے معنی

مفردات راغب میں ہے: اَلشَّفَاعَۃُ الْاِنْضِمَامُ اِلٰی اٰخَرَ نَاصِرًا لَہٗ وَسَائِلًا عَنْہُ وَاَکْثَرُ مَا یُسْتَعْمَلُ فِی انْضِمَامِ مَنْ ھُوَ اَعْلٰی حُرْمَۃً وَمَرْتَبَۃً اِلٰی مَنْ ھُوَ اَدْنٰی ۔

فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۴ میں ہے: ھِیَ اِنْضِمَامُ الْاَدْنٰی اِلَی الْاَعْلٰی لِیَسْتَعِیْنَ بِہٖ عَلٰی مَا یَرُوْمُہٗ اگرچہ معتبر کتب میں شفاعت کے یہ معنی لکھے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ شفاعت و سفارش اس کا نام ہے کہ کسی صاحب مرتبت علیا کی جناب میں کوئی قرب و اختصاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیاز مندی کے اپنے زیر دستوں کے حق میں لب کشائی کرے مگر

امام الوہابیہ شفاعت کے معنی سے جاہل ہے

امام الوہابیہ کو اب تک شفاعت کے معنی معلوم نہیں ہیں وہ اسی جہل مرکب میں گرفتار ہے کہ شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو کہتے ہیں لعد شافع کی بات کسی خوف یا اندیشہ کی وجہ سے مانی جاتی ہے چنانچہ اس نے شفاعت کی تینوں قسموں میں اندیشہ اور خوف کو ملحوظ رکھا ہے۔

شفاعت بالوجاہت کی صورت یہ لکھی ہے کہ بادشاہ جی تو چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اس کے آئین کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے۔ مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ امیر اس کی سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہے۔ سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصہ کو تھام لینا اور ایک چور سے درگزر کر جانا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جائیں اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں۔ تقویت الایمان ص۳۵۔

امام الوہابیہ کے نزدیک شفاعت ڈر اور دب کر مانی جاتی ہے۔ یہ تو اُن کی عقل ہے مگر دنیا کے عام لوگ بھی اتنا جانتے ہیں کہ دب کر بات ماننا قبول سفارش نہیں بلکہ نامردی و بزدلی اور مجبوری و ناچاری ہے اور دباؤ سے کام نکالنے کو دھمکی اور دھونس کہتے ہیں نہ کہ شفاعت و سفارش کہتے ہیں۔

صاحب تقویت الایمان نے دوسری قسم شفاعت بالمحبۃ کی یہ صورت لکھی ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جائے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے تو اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے جو کہ اس محبوب کے روٹھ جانے سے مجھ کو ہو گا۔

شفاعت محبت کے معنی امام الوہابیہ نے گھڑے ہیں

(تقویۃ الایمان ص۳۶) اس میں بھی قبول شفاعت کا باعث مجبوری اور دباؤ ہی بتایا۔ پہلی صورت میں اراکین سلطنت کا دباؤ بتا دیا تھا۔ دوسری میں محبوب کا اور دباؤ سے مجبور ہو کر کسی بات کا منظور کرانا شفاعت نہیں لہٰذا ان دونوں قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آتے اُن کو شفاعت کہنا اور شفاعت کے یہ معنی لینا بالکل باطل ہے نہ یہ معنی لغت میں ہیں نہ شرع میں نہ عرف میں یہ امام الوہابیہ کا فریب اور دھوکا ہے۔ وہ شفاعت کا انکار کرنے کے لیے ایسے معنی گھڑتا ہے۔

شفاعت بالوجاہت و بالمحبت دونوں برحق ہیں

وجاہت و محبت دونوں ذریعہ قرب و شفاعت کا ہیں آیات و احادیث سے شفاعت بالوجاہت بھی ثابت ہوئی اور بالمحبۃ بھی چنانچہ اس کا بیان اوپر گذر چکا۔ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں فرمایا: وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک تو وجاہت میں دباؤ ہوتا ہے تو اس کے طور پر تو معاذ اللہ قرآن میں حضرت

عیسیٰ علیہ السّلام کے دنیا میں وجیہ ہونے کا بیان ہوا۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ الآیہ۔

مولوی اشرف علی اپنے ترجمۂ قرآن میں اس آیت کے فوائد میں لکھتے ہیں۔ دنیا میں ان کی یہ وجاہت تھی کہ وہ پیغمبر ہو کر آئے۔ شریعت لائے بیمار کو اچھا کرتے مردے کو جلاتے آخرت میں یہ وجاہت ہو گی کہ جس کے لیے اذن ہو گا اس کی شفاعت کریں گے وہ قبول ہو گی جس طرح کہ شفاعت اور اولوالعزم پیغمبروں کی بھی جو ان کے بھائی ہیں منظور ٹھہرے گی (ترجمہ مولوی اشرف علی مطبوعہ محبوب المطابع ص۶) یہاں مولوی اشرف علی نے شفاعت بالوجاہت قرآن شریف سے ثابت بنائی اور مولوی اسمٰعیل نے تقویت الایمان صفحہ ۳۵ میں اس کی نسبت یہ لکھا اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں۔ یعنی اس امیر کی وجاہت کے سبب سے اس کی شفاعت قبول کی۔ اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے۔

تقویت الایمان سے مولوی اشرف علی اور ان کے معتقدین مشرک ہیں

اب تقویت الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی اصلی مشرک ہوئے اور جتنے وہابی مولوی اشرف علی کے معتقد ہیں اور اس ترجمہ کو مانتے ہیں وہ بھی سب اصلی مشرک ہوئے مولوی اسمٰعیل نے تیسری شفاعت بالاذن کی یہ صورت لکھی ہے۔ اس (یعنی گناہگار کا) یہ حال دیکھ کر (کہ اس نے اتفاقیہ گناہ کیا تھا عادی نہیں ہے گناہ پر شرمندہ قصور کا معترف ہے شفاعت کا بھی معتقد نہیں ہے کسی کی پناہ نہیں ڈھونڈتا) بادشاہ کے دل میں اس پہ

ترس آتا ہے مگر آئین یا دشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کرتا۔ کہ کہیں
لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر وزیر اس کی
مرضی پاکر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے
کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے (پالیسی کے ساتھ) اس چور کی تقصیر معاف
کر دیتا ہے سو اس امیر نے اُس چور کی سفارش اس لیے نہیں کی کہ اس کا قرابتی
ہے یا آشنا یا اُس کی حمایت اُس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر (تقویۃ
الایمان ص۳۳) اس صورت میں بھی قبول شفاعت کا باعث خوف آئین وا ندیشہ
قانون ہی تھا یا کہ شفاعت صرف اس اندیشہ نے کرائی کہ کہیں لوگوں کے دلوں
سے قانون کی قدر نہ گھٹ جائے۔

اس گمراہ کے خیال میں اللہ تعالیٰ کو قانون کی قدر گھٹنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔
اور وہ اس سے خائف ہے معاذ اللہ یہ ہے اس گمراہ فرقہ کا ایمان اور پھر شفاعت
مانی تو اس طرح کہ خدا بخشنا تو خود چاہتا ہے گنہگار کی حالت دیکھ کر اس کے دل
میں ترس آگیا ہے مگر آئین کی قدر گھٹنے کے اندیشہ سے کھل کر معاف نہیں کر سکتا
ظاہر میں دوسرے کی سفارش کا نام کر کے بخشش دیتا ہے یعنی مجبور ہے پالیسی اختیار
کرتا ہے وہابیوں کی طرح اُن کے خدا کا بھی ظاہر و باطن یکساں نہیں شافع پر مفت
کرم داشتن بے فائدہ احسان رکھتا ہے۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

اب وہابیہ سے پوچھیے یہ شفاعت ہوئی یا تقیہ اور پالیسی غرض ان تینوں
قسموں پر شفاعت کے معنی صادق نہیں آتے آدھیب صاحب تقویت
الایمان کے نزدیک اس کی گھڑی ہوئی شفاعت بالوجاہت اور

شفاعت بالمحبۃ ممکن نہیں اور ان قسموں کی شفاعت کا ماننے والا مشرک ہے صرف اس لیے کہ اس میں دباؤ پایا جاتا ہے تو اسمٰعیل کی فرض کی ہوئی شفاعت بالاذن کیسے ممکن ہوئی خوف اور اندیشہ تو اس میں بھی لگا ہوا ہے۔ فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ وَقَامَ تَحْتَ الْمِيْزَابِ تقویۃ الایمان والے نے شانِ الٰہی میں ایسی ناقص تشبیہ دی جس سے حضرت قدوس قدیر عزاسمہٗ پر عجز و خوف کا دھبہ لگتا ہے۔ سَوَّدَ اللهُ وَجْهَهٗ

تقویۃ الایمان کا یہ قول بھی باطل و خلاف شرع ہے کہ شفاعت کسی قرابت یا آشنائی کی وجہ سے نہیں ہوتی قرابت تو قرابت وہاں تو ادنیٰ ادنیٰ تعلق بھی ظاہر کیے جائیں گے اور کام آئیں گے۔

ابن ماجہ کی حدیث میں ہے: يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيَمُرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهٗ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۴ باب الحوض والشفاعۃ)

یعنی دوزخی صف بستہ کھڑے کیے جائیں گے پھر ان پر ایک جنتی گزرے گا۔ ان سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے ہیں میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لیے پانی دیا تھا پس وہ بہشتی اس کی شفاعت کرکے اس کو جنت میں داخل کرے گا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں

از ینجا معلوم می شود کہ فاسقاں وگناہگاراں اگر خدمتے وامدادے باہل طاعت وتقوی در دنیا کردہ باشند در آخرت نتیجہ آں بیابند و بامداد شفاعت ایشاں در بہشت در آیند۔

اب دیکھئے کہ پانی پلانا بھی کام آئے گا اور اتنا تعلق بھی فائدہ پہنچائے گا چہ جائیکہ قرابت وآشنائی۔ تقویۃ الایمان والے نے صریح حدیث کی مخالفت کی یہ تو اس کا شیوہ ہی ہے ایک ستم یہ کیا کہ اس نے شفاعت کرنے والوں کو چور اور چوروں کا تھانگی کہا چنانچہ لکھتا ہے۔ امیر نے اس چور کی سفارش اس لیے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی۔ جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے۔ تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے (تقویۃ الایمان ص٣٧) اس بدتمیزی کی کچھ انتہا ہے قرابت یا رشتہ داری کی وجہ سے چور کی شفاعت کرنے والے کو چور اور چور کا تھانگی نہ خدا نے فرمایا نہ رسول نے۔ بدنصیب نے مسئلہ دل سے گھڑ دیا۔ یہ ہے بدعت سئیہ اور احداث فی الدین۔ تقویۃ الایمان پر ایمان رکھنے والے وہابی یاد رکھیں کہ کوئی رشتہ دار کسی جرم میں ماخوذ ہو تو اس کے مقدمہ کی پیروی اور سفارش نہ کریں ورنہ خود اسی جرم میں پکڑے جائیں گے چور کی سفارش کی تو چور ہو جائیں گے وہابی کچھ بھی ہو جائیں ہماری بلا سے دیکھنا یہ ہے کہ یہ کلمہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ ابن ماجہ کی حدیث سے ابھی معلوم ہو چکا کہ مقبولین بارگاہ ادنی تعلق سے گنہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔

طبرانی و دارقطنی کی حدیث میں ہے: اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ لَهٗ مِنْ اُمَّتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ الحدیث (صواعق محرقہ ص۹۵) حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنی امت میں اپنے اہلبیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اقارب کی۔

شفاعت بعلاقۂ قرابت

اندھے وہابیوں کو دکھاؤ کہ حضور بعلاقۂ قرابت شفاعت فرما رہے ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے گستاخ بے ادب چور اور چوروں کا تھانگی کس کو کہتا ہے خاک بدہن ناپاک ش ایسی گستاخی و بے باکی تمام انبیاء و مرسلین و جملہ مقربین کی جناب میں کفر نہیں تو کیا وہابیہ کا ایمان ہے خذلہم اللہ تعالیٰ۔

اسی سلسلہ میں تقویت الایمان والے نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث لکھی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل قرابت کو جمع فرمایا حتّٰی کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِیْ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا اور اس کا یہ ترجمہ لکھا۔ اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ (تقویت الایمان) اور اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی۔

(تقویت الایمان ص۴۲)

وہابیہ کے نزدیک حضور کا خاتون جنت کے کام نہ آنا اور کسی بزرگ کی قرابت کا بیکار ہونا۔

انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا فریب کاری ہے

حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہو علاوہ بریں بکثرت آیات اور احادیث صحیحہ اثبات شفاعت میں پیش کی گئیں ان سب سے اندھا بن جانا اور اس حدیث کو پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا بید ینی ہے اور لا اغنی منك من اللہ شیئًا کا یہ ترجمہ کر نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ جو صاحب تفویت الایمان نے کیا ہے بالکل غلط ترجمہ اور احادیث کے خلاف ہے ابھی ہم طبرانی و دار قطنی کی حدیث نقل کر چکے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ اور قرابت داروں کی یہ تو حضور کے اہل قرابت ہیں ہم صفحہ ۲۶۹ میں بخاری کی حدیث نقل کر چکے کہ حضور ہر ایماندار کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرما دیں گے اور ایک ایماندار کو بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ باوجود اس کے یہ لکھ دینا کہ حضور خاتون جنت کے بھی کام نہ آئیں گے اور حضور کی طرف اس کو نسبت کر دینا افترا اور بکثرت احادیث صحیحہ کی مخالفت ہے۔ امام ابن حجر ہیتمی صواعق محرقہ صفحہ ۹۲ میں ایک حدیث صحیح نقل فرماتے ہیں:

صَحَّ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ اَنَّ رَحِمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفَعُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنَّ رَحِمِيْ مَوْصُوْلَةٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنِّيْ اَيُّهَا النَّاسُ فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بر سر منبر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اُن کی قوم کو نفع نہ دے گی ہاں خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں موصولہ ہے اور میں اے لوگو حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں

صاحب تفویت الایمان نے حدیث کا ترجمہ غلط کیا

اس حدیث کے الفاظ خاص تقویت الایمان کے اس قول کا رد صریح و بلیغ ہیں
ایک تو وہ لوگ تھے جن کا حضور نے قسم کھا کر رد فرمایا مگر بہت بدتر یہ وہابی ہے
جو حضور کی قسم کے بعد پھر وہی بکواس کرتا ہے۔ اسی صواعق محرقہ کے اسی
صفحہ میں بروایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث لائے ہیں۔ کُلُّ
سَبَبٍ وَّنَسَبٍ یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَاخَلَا سَبَبِیْ وَنَسَبِیْ حضور علیہ السلام
نے فرمایا کہ روز قیامت تمام قرابتی و نسبتی رشتے منقطع ہو جائیں گے سوائے
میرے قرابتی و نسبی رشتوں کے باوجود ان احادیث کے صاحب تقویت الایمان
کا یہ قول حضور خاتون جنت تک کے کچھ بھی کام نہ آئیں گے کس قدر بے باکی و
ناحق کوشی ہے۔ امام ابن حجر نے اسی صواعق محرقہ صفحہ ۹۵ میں تمام وبزار وطبرانی
وابونعیم سے حدیث روایت کی، اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَۃُ
اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذُرِّیَّتَھَا عَلَی النَّارِ۔ یعنی
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ صاحب عفت ہیں۔ تو اللہ
تعالیٰ نے اُن کی ذریت تک کو آتش دوزخ پر حرام کر دیا وہابیہ سے پوچھو
اب بھی کچھ خبر ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کام آئے۔ اب یہ بھی دیکھئے
کہ صاحب تقویت الایمان نے جو حدیث لکھی ہے محدثین اُس کے معنی کیا بتاتے
ہیں امام ابن حجر صواعق محرقہ صفحہ ۹۴ میں لکھتے ہیں،

حضور کی قرابت دنیا و آخرت میں نافع ہے

وَجْہُ عَدَمِ الْمُنَافَاۃِ کَمَا قَالَہُ الْمُحِبُّ الطَّبَرِیُّ وَغَیْرُہٗ مِنَ الْعُلَمَآءِ
اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَمْلِکُ لِاَحَدٍ شَیْئًا لَا نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُمَلِّکُہٗ نَفْعَ اَقَارِبِہٖ بَلْ وَجَمِیْعِ

اُمَّتِهٖ بِالشَّفَاعَةِ الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ فَهُوَلَا يَمْلِكُ اِلَّا مَا يُمَلِّكُهٗ مَوْلَاهُ كَمَا اَشَارَ اِلَيْهِ بِقَوْلِهٖ غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا وَكَذَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ لَا اُغْنِیْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اَیْ بِمُجَرَّدِ نَفْسِیْ مِنْ غَيْرِ مَا يُكْرِمُنِیْ بِهِ اللّٰهُ مِنْ نَحْوِ شَفَاعَةٍ اَوْ مَغْفِرَةٍ وَخَاطَبَهُمْ بِذٰلِكَ رِعَايَةً لِمَقَامِ التَّخْوِيْفِ وَالْحَثِّ عَلَى الْعَمَلِ وَالْحِرْصِ اَنْ يَكُوْنُوْا اَوْلَى النَّاسِ حَظًّا فِیْ تَقْوَى اللّٰهِ وَخَشْيَتِهٖ ثُمَّ اَوْمَا اِلٰى حَقِّ رَحِمِهٖ اِشَارَةً اِلٰى اِدْخَالِ نَوْعِ طَمَانِيْنَةٍ عَلَيْهِمْ وَقِيْلَ هٰذَا قَبْلَ عِلْمِهٖ بِاَنَّ الْاِنْتِسَابَ اِلَيْهِ يَنْفَعُ وَبِاَنَّهٗ يَشْفَعُ فِیْ اِدْخَالِهٖ قَوْمٍ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَرَفْعِ دَرَجَاتِ الْاٰخَرِيْنَ وَاِخْرَاجِ قَوْمٍ مِنَ النَّارِ یعنی حدیث لَا اَمْلِكُ لَكُمْ وَاَمْثَالِهٖ اور حدیث شفاعت میں کوئی منافات نہیں اس کی وجہ جیسی کہ محب طبری وغیرہ اجلہ علماء نے فرمائی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی کے لیے کسی شے کے مالک نہیں نہ نفع کے نہ ضرر کے لیکن اللہ عزوجل آپ کو آپ کے اقارب بلکہ تمام امت کے نفع کا مالک بنائے گا۔ شفاعت عامہ وخاصہ کے ساتھ تو آپ مالک ہوں گے مگر اپنے مولیٰ کے مالک بنانے سے جیسا کہ حضور نے اپنے قول غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی طرح آپ کا یہ ارشاد اُغْنِیْ عَنْكُمْ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر یہ اکرام فرمائے اور شفاعت ومغفرت وغیرہ کرامت کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مخاطبوں سے اس لیے فرمایا کہ آپ کو مقام تخویف کی رعایت اور عمل پر ترغیب منظور تھی اور یہ خواہش

حضور اپنی ملک سے کسی کے نفع وضرر کے مالک نہیں۔

تھی کہ اہلبیت واقارب تقویٰ وخشیت الٰہی میں اصدق سے اعلیٰ واعلیٰ ہوں
پھر حق رحم کی طرف اشارہ فرماکر ان کے دلوں کو اطمینان بھی بخشا۔ بعض علماء
نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حضور نے پہلے فرمایا تھا اس کے بعد حضور کو اس کا علم دیا
گیا کہ آپ کے ساتھ نسبت رکھنا آخرت میں نافع ہوگا اور یہ کہ آپ مقبول الشفاعۃ
ہیں ایک گروہ کو اپنی شفاعت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل کریں گے
ایک کو درجے بلند کرائیں گے ایک قوم کو دوزخ سے نکالیں گے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
شریف جلد اربع ص۲۹۲ میں فرماتے ہیں: ما لکم نیستم مر شمارا از عذاب خدا چیزے را
یعنی بے اذن او وامر او قدرت تصرف ودخل دران نباشد۔ اس سے بھی ظاہر ہے
کہ نفی اختیار ذاتی کی ہے نہ کہ عطائی کی۔ اس سے چند سطر بعد حضرت شیخ
نے فرمایا: وایں غایت تخویف وانذار ومبالغہ دراں ست والا فضل بعضے ازیں
مذکورین ودرآمدن ایشان بہشت را وشفاعت آن سرور عصاۃ امت را چہ
جائے اقربا وخویشاں دے باحادیث صحیحہ ثابت شدہ است۔ حضرت خاتون
جنت پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ چنانچہ یہ مضمون طبرانی کی حدیث میں بھی مذکور
ہے جو بحوالہ صواعق محرقہ نقل کی گئی اور وہابیہ کی مستند ومعتمد کتاب مظاہر حق
ترجمہ مشکوٰۃ شریف جلد ۴ صفحہ ۳۰۹ میں لکھا ہے کہ فاطمہ زہرا کہ جگر گوشہ
حضرت کی اور سیدہ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی اُن پر حرام
ہوئی۔ تو اُن کو آتش دوزخ کے خوف دلانے کا مقصد صاف ظاہر ہے
کہ گناہگار اُمت کو خوف دلانا منظور ہے مظاہر الحق کے اسی صفحہ میں

لکھا ہے اور اس حدیث میں نہایت ڈر دلانا اور مبالغہ ہے سوا افضیلت ان مذکورین سے اور داخل ہونا اُن کا بہشت میں اور شفاعت آں سرور کی گنہگاران امت کے لیے چہ جائے اقربا حضرت کے لیے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

اب ثابت ہو گیا کہ حدیث لَا اُغْنِیْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا کو انکار شفاعت کی دلیل بتانا باطل اور احادیث و شروح احادیث کے خلاف ہے۔

تقویت الایمان کی بدعقیدگیوں گستاخیوں گمراہیوں کے چند نمونے

شانِ الٰہی میں وہابیہ کے ناپاک عقیدے

۱۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۳ غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو۔ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔

اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم لازم و ضروری تو ہے نہیں بلکہ ممکن و اختیاری ہے چاہے دریافت کر لے چاہے جاہل رہے۔ یہ عقیدہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۵۸ میں ہے: یَكْفُرُ اِذَا وَصَفَ اللّٰهَ تَعَالٰی بِمَا لَا یَلِیْقُ بِهٖ اَوْ نَسَبَهٗ اِلَی الْجَهْلِ اَوِ الْعَجْزِ اَوِ النَّقْصِ اھ مختصراً۔

---

۵۱ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اس کو عجز یا جہل یا نقص کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

۲- تقویت الایمان کی عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالےٰ کو غیب کا علم ابھی تک تو ہے نہیں ہاں اختیار ہے کہ جب چاہے دریافت کرے تو علم الٰہی قدیم نہ ہوا یہ کفر ہے۔ عالمگیری جلد ۲ صـ۲۶۳ لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر [۱] ملخصا۔

۳- علم الٰہی کا عطائی ہونا تقویت الایمان صفحہ ۱۰ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم اوروں کے لیے ماننا جب ہی شرک ہوگا جبکہ خدا کا علم بھی کسی کا دیا ہوا مانا جائے۔ چنانچہ اسی تقویت میں اس سے چند سطر اوپر اشتراک فی العلم کے معنی میں لکھا ہے۔ یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی کمال غیر سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی کمال غیر سے حاصل کیا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت کو عطائی ٹھہرانا۔

۴- قدرت الٰہی کو عطائی ٹھہرانا۔ تقویت الایمان صـ۱۱۔ خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اس کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہوتا۔ خدا کی عطا کی قدرت ماننے سے شرک ثابت ہونے کے یہ معنی ہیں کہ معاذ اللہ اس کی قدرت بھی کسی کی دی ہوئی ہے یہ عقیدہ کفر ہے کیونکہ اس سے باری تعالیٰ کے علم وقدرت کا حادث اور مکتسب من الغیر ہونا لازم آتا ہے۔ فقہ اکبر صفحہ اول

[۱] جو کہے کہ خدا کا علم قدیم نہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔

میں ہے: مَنْ قَالَ اَنَّھَا مَخْلُوْقَۃٌ اَوْ مُحْدَثَۃٌ اَوْ وَقَفَ فِیْھَا اَوْ شَکَّ فَھُوَ کَافِرٌ بِاللّٰہِ تَعَالٰی[1] نیز اسی میں فرمایا۔ یَعْلَمُ لَا کَعِلْمِنَا وَیَقْدِرُ لَا کَقُدْرَتِنَا یعنی اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی ذات ہمارے علم و قدرت کی طرح نہیں۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر ص۲۳ میں اس کے تحت فرماتے ہیں اِلَّا اَنَّ قُدْرَتَہٗ تَعَالٰی قَدِیْمَۃٌ لَا بِاٰلَۃٍ وَّلَا بِمُشَارَکَۃٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّنَحْنُ لَا نَقْدِرُ اِلَّا عَلٰی بَعْضِ الْاَشْیَاءِ بِالْاِقْدَارِ ذٰلِکَ الْمِقْدَارِ اَیْضًا بِالْاٰلَاتِ وَالْاَعْوَانِ وَالْاَنْصَارِ۔

تقویت الایمان میں اللہ کی شان میں مکر کا لفظ۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کو مکار بتانا معاذ اللہ۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۵ سو اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیئے[2] کیا نابکار نے گستاخی کی ہے۔ جاہل سے جاہل بھی ایسی بے ادبی کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ ہے بے دین کا ایمان اور یہ گستاخیاں دیکھتے ہوئے بھی دل کے اندھے اسی کا اتباع کیے جاتے ہیں اور اس کی طرفداری میں اپنا دین برباد کرتے ہیں شانِ الٰہی میں ایسے کھلے ناقص کلمہ کو دیکھ کر ان کا دل بیزار نہیں ہوتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

---

[1] جو صفاتِ الٰہی کو حادث و مخلوق بتائے یا اس میں توقف و شک کرے وہ کافر ہے [2] آیہ وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وغیرہ سے وہابیہ اس لفظ کے جواز پر استدلال نہیں کر سکتے کیونکہ اردو میں مکر قبیح معنی ہی میں مستعمل ہوتا ہے کسی اچھے ایک بُرے۔ مفردات راغب ۴۸۹ میں ہے وذالک ضربان مکر محمود وذالک ان یتحری فذالک فعل جمیل وعلی ذالک قال واللہ خیر الماکرین ومذموم وھو ان یتحری بہ فعل قبیح علاوہ بریں لفظ مکر کو مفسرین نے متشابہات میں سے قرار دیا ہے۔ تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۸۰۰ میں ہے المکر فی حقہ من المتشابھات ومتشابہ جواز اطلاق کی دلیل قرار دینا باطل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ الخ منہ مدظلہ العالی ۱۲م۔

تقویۃ الایمان میں اللہ تعالیٰ پر ترس آنے قانون کی بے قدری سے ڈرنے دکھاوے کی سفارش کرانے کے عیب لگائے

۶۔ خدا کو قانون کی بے قدری کا خوف (معاذ اللہ) تقویت الایمان ص۴۰

بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر نہ گھٹ جائے تو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے (الی ان قال) سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ دیکھئے کیسی کھلی بے ایمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ترس آنا قانون کی بے قدری سے ڈرنا۔ ظاہری دکھاوے کے لیے سفارش کا نام کرنا کیسے کیسے عیوب لگائے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا حضرت قدیر قدوس جل شانہ کو بھی بے دینوں نے اپنے اوپر قیاس کیا کہ وہ ایک مجبور انسان کی طرح ترس کھاتا ہے۔ قانون کی بے قدری سے ڈرتا ہے ظاہر داری کے لیے دوسرے کا نام کر دیتا ہے۔ معاذ اللہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۴ میں ہے۔ اِنَّهٗ لَيْسَ كَالْاَشْيَاءِ الْمَخْلُوْقَةِ ذَاتًا وَّصِفَةً كَمَا يُشِيْرُ اِلَيْهِ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۔[1]

وہابیہ نے خدا کی قبر کو بوسہ دینے پر مورچھل اور شامیانہ

۷۔ خدا کے لیے مورچھل اور شامیانہ دیکھو تقویت الایمان صفحہ ۱۲۔ ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے اس پہ شامیانہ کھڑا کرے الی ان قال تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے اور شرک کی تعریف تقویت الایمان ص۸ میں یہ لکھی۔

[1] یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ذات و صفات میں مخلوقات کے مثل نہیں یہ مضمون قرآن پاک کی اس آیت سے مستفاد ہوتا ہے لیس کمثلہ شیئ اس کی مثل کوئی شئے نہیں ۱۲

جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشانِ بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرلی

تقویۃ الایمان کے شرک سے صرف چالیس دن کی عبادت کا نقصان

کیا وہابیہ نے اپنے خدا کے لیے کوئی قبر تجویز کر لی ہے جس کو بوسہ دینا اور اس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس نے اپنے لیے خاص کیا ہوا اور اپنے بندوں پر نشانِ بندگی ٹھہرایا ہو۔ وہ خدا کسی مجسم کو مانتے ہیں جس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے اور یہ نشان بندگی وہابیہ کس قبر تخفہ میں جاکر ادا کرتے ہیں۔ یہ ہے وہابیہ کی نظر میں خدا کی عظمت وشان لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیوں وہابیو اس کو بھی کفر نہ کہو گے یہی تمہارا ایمان ہے۔

(۸)۔ خدا کا شریک ٹھہرانے سے صرف چالیس دن کی عبادت کا نقصان

تقویت الایمان صفحہ ۵۹ میں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ لَا یُقْبَلُ لَہٗ صَلٰوۃَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اس سے قطع نظر کہ حدیث کے لفظ بدل ڈالے لم یقبل کا لایقبل کر دیا اربعین لیلۃ کا اربعین یومًا بنا دیا۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ حدیث وارد ہوئی تھی کاہن و منجم کے حق میں مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۳ میں ہے۔ اَلْعَرَّافُ ھُنَا الْمُنَجِّمُ اَوِ الْحَازِی اَلَّذِیْ یَدَّعِیْ عِلْمَ الْغَیْبِ وَھُوَ قِسْمُ الْکُھَّانِ۔ یعنی

لہ چونکہ لیلۃ کا لفظ محتمل تھا کہ مراد نماز تہجد ہو جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح میں فرمایا وبحتمل کہ مراد نماز شب دارند کہ نماز تہجد ست اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۲ اس لیے بجائے لیلۃ کے یومًا بنا دیا تاکہ یہ احتمال نہ رہے اور نماز پنجگانہ پر حدیث حمل کی جاسکے ۱۲

عراف سے یہاں وہ نجومی و کاہن مراد ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرتا ہو۔ خود صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو باب الکہانۃ میں لائے باوجود اس کے تقویت الایمان والے نے اصحاب کشف واستخارہ کو بھی اس میں داخل کر دیا۔ چنانچہ صفحہ ۶۰ پر لکھا اور کشف واستخارہ کا دعویٰ کرنے والے اس میں داخل ہیں یہ معنوی تحریف ہوئی کشف واستخارہ کا بیان ہم صفحہ ۲۴۶ میں لکھ آئے ہیں۔

مدینہ طیبہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اثنائے خطبہ میں لشکر نہاوند سے خبر گیری فرمانا

استخارہ مسنون ہے اور کشف اہل اللہ کے لیے احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ میں خطبہ فرماتے ہوئے نہاوند میں اپنے لشکر کا حال ملاحظہ فرمایا اور اثنائے خطبہ میں یَاسَارِیَۃَ الْجَبَلْ فرما کر مدد فرمائی (رواہ ابن عمر۔ مشکوٰۃ شریف باب الکرامات صفحہ ۵۴۶) اس حدیث کے حاشیہ میں مرقاۃ سے منقول ہے۔ وَفِیْہِ اَنْوَاعٌ مِّنَ الْکَرَامَۃِ لَہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَشْفُ الْمَعْرَکَۃِ وَاِیْصَالُ صَوْتِہٖ وَسِمَاعُ کُلٍّ مِّنْھُمْ بِصَیْحَۃٍ وَفَتْحُھُمْ وَنَصْرَتُھُمْ بِبَرَکَتِہٖ۔ یعنی اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کئی کرامتیں ہیں ایک تو معرکہ کے حال کا کشف دوسرے وہاں تک آواز پہنچا دینا تیسرے ہر ایک کا وہ آواز سُن لینا چوتھے آپ کی برکت سے لشکر اسلام کا فتح یاب ہونا اس کے علاوہ بکثرت احادیث سے اہل اللہ کے لیے کشف ثابت ہے بدنصیب نے اہل اللہ کو مشرک بنا ڈالا کہ تقویت الایمان کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے۔

یعنی جو کوئی غیب کی بات بتانے کا دعویٰ رکھتا ہے اُس کے پاس جو کوئی جا کر پوچھے تو اس کی عبادت چالیس دن تک مقبول نہیں ہوتی کیونکہ

اس نے شرک کی بات کی۔ اہل اللہ کو مشرک بناتا تو اس شخص کی عادت ہی ہے
بیان دکھانا یہ مقصود ہے کہ شرک قرار دیتے ہوئے اس کی سزا صرف چالیس
روز کی عبادت کا نامقبول ہونا۔ وہ بھی اتنا کہ فرض ادا بھی ہو جائے جیسا
کہ مجمع البحار میں ہے۔ وَعَدَمُ قُبُوْلِ صَلٰوتِہٖ عِبَادَۃً عَنْ عَدَمِ الثَّوَابِ
لَا عَنْ وُجُوْبِ الْقَضَاءِ تو اس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا صرف یہ مرتبہ
ہے کہ اس کے ساتھ شرک کرنے سے فقط ۴۰ روز کی نمازیں بے نور ہو جاتی
ہیں۔ قضا تک لازم نہیں آتی یہ ہے وہابیہ کے دلوں میں خداوند عالم کی
عظمت، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

قرآن پاک کے متعلق وہابیہ کا عقیدہ

تقویت الایمان میں قرآن پاک کے کتاب الٰہی ہونے پر بھی حملہ کر دیا۔
انبیاء و اولیاء کی عداوت اس قدر دل میں ہے کہ کتاب اللہ کی عظمت کا بھی لحاظ
نہ رہا۔ انبیاء کی شان میں لکھا ہے۔

اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ
سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے
دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا
ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنّا صدقنا
کے کچھ نہیں کہہ سکتے (تقویت الایمان ص۲۹) جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ
معاذ اللہ وہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں کلام سمجھ نہیں سکتے

تقویت الایمان نے قرآن کے کتاب الٰہی ہونے پر حملہ کیا

دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے۔ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر آمنا صدقنا کر لیتے ہیں۔ یہ باہمی مشورہ ہوا کلام الٰہی نہ ہوا کیونکہ کلام الٰہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں دوبارہ دریافت نہ کیا[1] لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ ہے بے دینوں کا ایمان اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پر پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الٰہی پر کیسے حملے کریں۔ یہ ستم کہ ظالم نے یہ مضمون آیت کے تحت میں لکھا جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ شاید یہ مضمون آیت ہی میں آیا ہے یہ طرفہ فریب کاری ہے نہ آیت میں انبیاء و اولیاء کی طرف اس مضمون کی نسبت نہ کہیں بے حواس ہونے کا ذکر نہ دوبارہ دریافت کرنے سے قاصر ہونے کا بیان یہ سب باتیں صاحب تقویت نے دل سے تراشیں۔

تقویت الایمان آریہ عیسائی وغیرہ کفار کے حوصلے بڑھاتی ہے۔ خوارج کی طرح وہابیہ کے نزدیک بھی ایمان مرکب ہے اور عمل داخل ایمان ہے۔

ایمان کے متعلق وہابیہ کے اعتقاد

وہابیہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے اس کے دو جز ہیں توحید اور اتباع سنت یعنی عمل داخل ایمان ہے۔ تقویت الایمان میں لکھا ہے ایمان کے دو جز و ہیں خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اسی طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اور طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے[2]۔ اس پہلی بات کو توحید کہتے

[1] وہابی جو تقویت الایمان پر ایمان رکھتے ہیں وہ کس منہ سے قرآن پاک کو کلام الٰہی کہیں گے۔ ۱۲۔

[2] نہ صحابہ کی نہ تابعین کی نہ آئمہ کی نہ مجتہدین کی نہ مومنین صالحین کی اس سے تو صحابہ کا اتباع بھی بدعت ہوا اور بدعت قرون ثلثہ میں جا پہنچی ۱۲۔

ہیں۔ اور اس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہیئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔ اس عبارت میں ایمان کے دو جزو بتائے توحید اور اتباع سنت اور ان دونوں کو ایک درجہ میں رکھا۔ اتباع سنت عمل کے قبیل سے ہے اس کو بھی توحید کی طرح داخل ایمان کیا اور شرک و بدعت کو ایک درجہ میں رکھا کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان میں خلل آتا ہے اسی طرح بدعت سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب نہیں بلکہ خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے اور بکثرت آیات[1] قرآنیہ کے خلاف ہے۔ شرح عقائد مطبوعہ مطبع محمدی صفحہ ۷ میں ہے: اَلْکَبِیْرَۃُ لَا تُخْرِجُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْاِیْمَانِ لِبَقَاءِ التَّصْدِیْقِ الَّذِیْ ھُوَ حَقِیْقَۃُ الْاِیْمَانِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ حَیْثُ زَعَمُوْا اَنَّ مُرْتَکِبَ الْکَبِیْرَۃِ لَیْسَ بِمُؤْمِنٍ وَّلَا کَافِرٍ ھٰذَا ھُوَ الْمَنْزِلَۃُ بَیْنَ الْمَنْزِلَتَیْنِ بِنَاءً عَلٰی اَنَّ الْاَعْمَالَ عِنْدَھُمْ جُزْءٌ مِّنْ حَقِیْقَۃِ الْاِیْمَانِ وَلَا تُدْخِلُہٗ اَیِ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ فِی الْکُفْرِ خِلَافًا لِلْخَوَارِجِ فَاِنَّھُمْ ذَھَبُوْا اِلٰی اَنَّ مُرْتَکِبَ الْکَبِیْرَۃِ بَلِ الصَّغِیْرَۃِ اَیْضًا

---

[1] نیز تقویت الایمان ص۵ میں پیروں پیغمبروں کو مشکل کے وقت پکارنا ان سے مرادیں مانگنا۔ منتیں ماننا نذر و نیاز کرنا عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک بنایا باوجودیکہ یہ تمام اعمال کے قبیل سے ہیں اور طرفہ یہ کہ اعتقاد و اقرار کا بالکل اعتبار نہ کیا چنانچہ ص۶ میں لکھا کہ وہ عقیدہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ اور اسی کا مخلوق سمجھتے ہیں اس کو خرافات کہا اور اس عقیدہ کے صرف عمل پر مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک عمل حقیقت ایمان میں داخل ہے یہ خارجیوں کا مذہب ہے نہ اہل سنت کا۔۱۲

شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۷ میں ہے: تَرْكُ الطَّاعَاتِ بِالْكُلِّيَّةِ وَارْتِكَابُ السَّيِّئَاتِ مُبَاشِرِهَا لَا يُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ عَنِ الْإِيْمَانِ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ بِخِلَافِ الْخَوَارِجِ وَالْمُعْتَزِلَةِ۔

اب ثابت ہو گیا کہ مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اعمال ایمان کا جز نہیں اعمال کو ایمان کا جز قرار دینا خوارج اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ جمہور کے نزدیک رکن ایمان صرف تصدیق ہے اور اقرار دنیا میں اجرائے احکام کے لیے شرط بعض علماء کے نزدیک ایمان تصدیق و اقرار کا نام ہے مگر اقرار محتمل السقوط ہے جیسا کہ حالت بکم واکراہ میں شرح عقائد ۲۰ میں ہے: هٰذَا الَّذِيْ ذَكَرَهٗ مِنْ أَنَّ الْإِيْمَانَ هُوَ التَّصْدِيْقُ وَالْإِقْرَارُ مَذْهَبُ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ وَهُوَ اخْتِيَارُ الشَّمْسِ الْأَئِمَّةِ وَفَخْرُ الْإِسْلَامِ وَذَهَبَ جُمْهُوْرُ الْمُحَقِّقِيْنَ إِلٰى أَنَّهٗ هُوَ التَّصْدِيْقُ بِالْقَلْبِ وَإِنَّمَا الْإِقْرَارُ شَرْطٌ لِإِجْرَاءِ الْأَحْكَامِ فِي الدُّنْيَا لِمَا أَنَّ التَّصْدِيْقَ بِالْقَلْبِ أَمْرٌ بَاطِنٌ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ عَلَامَةٍ فَمَنْ صَدَّقَ بِقَلْبِهٖ وَلَمْ يُقِرَّ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا فِيْ أَحْكَامِ الدُّنْيَا یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ایمان کے دو جز کہیں قرآن و حدیث میں تو آئے نہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے نہیں تو بقول صاحب تقویت الایمان کے بدعت اور اصل ایمان میں خلل ڈالنے والے ہوئے۔ وہابیو۔ سنبھالو تو اپنے پیشوا کا ایمان۔

وہابیہ کے نزدیک ایمان صرف خدا کو جاننے اور رسول کو رسول[۱] سمجھنے کا نام

۱ے صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

ہے پس یہی ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت ہے نہ اعتقاد کی ضرورت نہ اقرار کی حاجت ایسا ایمان تو یہود و نصاریٰ بھی رکھتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان قرار نہ دیا۔ سورۂ انعام میں فرمایا: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (یہ اہل کتاب اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اعلم علماءِ یہود سے تھے جب مشرف باسلام ہوئے اس آیہ کریمہ کو سُن کر عرض کیا یا رسول اللہ واللہ ہم حضور کو اپنے بیٹوں سے زیادہ پہچانتے تھے۔ بیٹے میں احتمال ہے شاید عورت نے خیانت کی ہو اور حضور کی رسالت میں کوئی شک نہ تھا۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے: جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ جان بوجھ کر مکرے اور دلوں میں خوب یقین تھا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَقَدْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔

لہ چنانچہ تقویت الایمان صہ میں ہے ایمان کے دو جزو ہیں خدا کو خدا جاننا اور رسول کو رسول سمجھنا سمجھنے پر ہی دار و مدار ہے اور سمجھنا یہیں ختم ہوگیا۔ اب قرآن شریف ملائکہ جنت نار حشر باقی انبیاء و مرسلین کتب سابقہ وغیرہ کسی کو کچھ سمجھے یا نہ سمجھے وہابیہ کے نزدیک مومن ہوچکا ظالم کو آمنت باللہ بھی یاد نہ تھی یا اس کو بھی نہ ماننا ہو جیسا کہ اس نے تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں لکھا کہ اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ ماننے صفحہ ۸ میں لکھا کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے اور بھی کئی جگہ یہ مضمون لکھا تو قرآن ملائکہ جنت و دوزخ حشر و نشر و کتب سابقہ و انبیاء و سابقین کے ماننے کا تو انکار کر ہی دیا ساتھ ہی محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے کا بھی انکار کر دیا کیونکہ حضور بھی اللہ کے سوا میں داخل ہیں تو اب حضور کا ماننا کس طرح داخل ایمان ہو سکتا ہے یہ عجیب طرح کا ایمان ہے کہ جس کا ماننا اس میں داخل ہو اسی کا ماننا خبط بھی بتایا جائے ۱۲۔

اور بیشک اسی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل لڑائیوں میں ان کے صدقہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے کہ الٰہی اس نبی آخر الزماں کا صدقہ ہمیں ان پر فتح دے پھر جب وہ جانا پہچانا نبی تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت ان کافروں پر ان آیات سے ثابت ہے کہ خدا کو اور رسول کو جاننا صرف اتنا ہی ایمان نہیں جانتے تو یہود و نصاریٰ بھی تھے مگر قرآن کریم کی متعدد آیات میں باوجود اس کے انہیں کافر فرمایا۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان اللہ کی پناہ

۳۔ وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا۔ تقویت الایمان صفحہ حدیث مشکوٰۃ کے ترجمہ میں لکھا۔

پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا ایک رائی دانہ بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ پھر اس کے فائدہ میں لکھا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے۔ اس کے بعد اسی صفحہ میں لکھا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی وہ ہوا چل گئی اور روئے زمین پر کوئی ایماندار اتنا بھی نہ رہا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو سب بے ایمان ہی رہ گئے اس میں وہ خود بھی داخل ہے اور اس کے تمام ماننے والے بھی سارے وہابی تقویت الایمان کے اس حکم سے کافر بت پرست ہوئے اس قول پر دو وجہ سے کفر لازم ہے۔ ایک تو اس لیے کہ اپنے کفر کا اقرار کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری طبع مصر سنہ ۱۳۱۰ھ جلد ۲ صفحہ ۱۷۹ میں ہے۔

وہابیہ کے نزدیک دنیا میں ایماندار کا نام و نشان نہ رہا

تقویت الایمان کے ماننے والے تمام وہابی کافر

مُلحِدٌ یَکفُرُ وَلَو قَالَ مَا عَلِمتُ اَنَّہٗ کُفرٌ لَا یُعذَرُ بِہٰذَا ۔ مسلمان اپنے
ملحد ہونے کا اقرار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ
اقرار کفر ہے تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔ دوسری وجہ یہ کہ تمام امت کو کافر بتانا
کفر ہے۔ شفا شریف ص۳۶۲ میں ہے۔ نَقطَعُ بِتَکفِیرِ کُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَولًا
یُتَوَصَّلُ بِہٖ اِلٰی تَضلِیلِ الاُمَّۃِ جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ
ٹھہرانے کی راہ نکلے اس کے کفر میں شبہہ نہیں۔

فریب کاری: یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا تھا کہ ہوا دجال کے
نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آئے گی۔ تقویت الایمان
صفحہ ۱۵ میں بھی یہ حدیث نقل کر کے ان لفظوں میں ترجمہ لکھا تھا نکلے گا دجال سو
بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے تو نہ باقی رہے گا کوئی کہ اس کے دل
میں ذرہ برابر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی۔ مگر باوجود اس کے لکھ دیا۔ سو پیغمبر
خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ ہوا چل گئی۔ نہ دجال نکلا نہ حضرت عیسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام نازل ہوئے اور ظالم نے اس ہوا کے چل جانے کا اپنی ہی طرف
سے حکم لگا کر تمام دنیا کو بے دین قرار دے دیا۔

بزرگانِ دین، اولیاء، انبیاء، ملائکہ اور سید الانبیاء کی نسبت وہابیہ کے اعتقاد اور تقویت الایمان کی گستاخیاں!

۱۔ تقویت الایمان ص۸ میں ہے۔ اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و

؎ صلی اللہ علیہ وسلم

شیطان ہیں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں۔ صفحہ ۲۹۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ صفحہ ۲۹۔ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان صفحہ ۲۳ کسی نبی ولی کو جن و فرشتے کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت دپری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ تقویت الایمان میں اس طرح کی بہت عبارات ہیں جن میں مقبولانِ بارگاہ اور مقربین درگاہ کے ساتھ جن و شیطان بھوت دپریوں کو ملا کر ذکر کیا ہے اور سب کو عجز و بے اختیاری میں برابر اور بے خبری و نادانی میں یکساں بتایا اور فرق کا انکار کیا ہے اول تو سب کو آپس میں برابر کہنا غلط و باطل اور کذب خالص اور مخالف آیات قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ[1] دوسری جگہ ارشاد ہے: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ[2] تقویت الایمان والے کا انبیاء و اولیاء اور جن و شیطان میں فرق نہ ماننا اور سب کو بے خبری و نادانی میں یکساں کہنا ان آیات کی مخالفت ہے ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ[3]۔

---

[1] دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ۱۲ [2] برابر نہیں وہ جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں ۱۲۔ [3] اندھا اور آنکھوں والا تاریکیاں اور نور اور سایہ اور تیز دھوپ برابر نہیں اور زندے اور مردے برابر نہیں ۱۲۔

علاوہ بریں مقبولوں کا مبغوضوں کے ساتھ ملا کر ذکر کرنا ہی بے ادبی و گستاخی ہے چہ جائیکہ انہیں یکساں بتانا۔ کیا کوئی شخص کہے کہ مخلوق ہونے میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور جن و شیطان بھوت پری میں کچھ فرق نہیں اس بات میں مولوی اسمٰعیل دہلوی اور کتے سور بلی۔ بندر۔ سب یکساں اور برابر ہیں تو کیا یہ مولوی اسمٰعیل کی توہین نہ ہوئی ضرور ہوئی تو یہی کلمے انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں لکھنا یقیناً گستاخی اور اہانت ہے اور انبیاء کی اہانت کفر ہے۔ اعلیٰ کے ساتھ ادنیٰ کو ایک حکم میں شامل کرنا اگرچہ دونوں کو برابر نہ کیا ہو وہ بھی اہانت ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۳ میں ہے وَلَوْ قَالَ بِاللّٰہِ وَبِتُرَابِ قَدَمِكَ كَفَرَ عِنْدَ الْكُلِّ یعنی اگر کسی نے کہا کہ اللہ کی اور تیرے قدموں کی خاک کی قسم تو کافر ہو گیا اس کی علت یہ تحریر فرمائی، فِي الْآخِيْرِ مَا يُشِيْرُ اِلٰى اِهَانَتِهٖ تَعَالٰى

اعلیٰ کو ادنیٰ کے ساتھ ملانا بے ادبی ہے۔

مصنف تقویت الایمان کا مقصد یہ ہے کہ وہ انبیاء اور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبانہ گستاخانہ توہین کے کلمے لکھ کر ان کی عظمت دلوں سے نکالے یہاں تو اس نے ان کا ذکر شیطان اور بھوت و پری کے ساتھ ملا کر کیا اور مذکورہ بالا پہلی اور چوتھی عبارت میں اولیاء و انبیاء کے لفظ لکھے اور دوسری تیسری عبارت میں سب بندے بڑے کہہ کر ان کی مبارک ہستیوں کی طرف اشارہ کیا آئندہ بھی اس کی ایسی عبارتیں آئیں گی جن میں ایسے کلموں سے انبیاء علیہم السلام یا سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرے گا

۲۔ تقویت الایمان ص۳۶ کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا۔ سب نیک بد برابر کردیئے وجاہت خلت محبوبیت اصطفا اجتبا بلکہ نبوت و رسالت تک تمام فضیلتیں کالعدم قرار دیدیں کیا یہ ساری تکریمیں برائے گفتن ہیں۔ اور سب بندے اللہ کے نزدیک یکساں ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ قرآن پاک تو محبوبانِ حق کے لیے فضائل و درجات ثابت کرتا ہے مگر تقویت الایمان والا سب کو برابر بتاتا ہے فرقہ جہمیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور اسی پر امیر عراق نے جعد بن درہم کو واسط میں علمائے دین کے فتویٰ سے قتل کیا۔ علامہ علی قاری شرح فقہ اکبر ص۱۳۹ میں فرماتے ہیں۔

صاحب تقویۃ الایمان نے سب نیک بد برابر کردیئے اور وہ قرآن سے ہٹ گیا۔

اَنْكَرَ الْجَهْمِيَّةُ حَقِيْقَةَ الْمَحَبَّةِ مِنَ الْجَانِبَيْنِ زَعْمًا مِّنْهُمْ اَنَّ الْمَحَبَّةَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا لِمُنَاسَبَةٍ بَيْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ وَاَنَّهُ لَا مُنَاسَبَةَ بَيْنَ الْقَدِيْمِ وَالْحَادِثِ تُوْجِبُ الْمَحَبَّةَ وَكَانَ اَوَّلُ مَنِ ابْتَدَعَ هٰذَا فِي الْاِسْلَامِ هُوَ الْجَعْدُ بْنُ دِرْهَمٍ فِيْ اَوَائِلِ الْمِائَةِ الثَّانِيَةِ فَضَحّٰى بِهٖ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْقَسْرِيُّ اَمِيْرُ الْعِرَاقِ وَ

صفت خلت کے انکار پر جعد بن درہم کا قتل۔

ل یعنی جہمیہ نے خالق ومخلوق کے درمیان جانبین سے محبت کی حقیقت کا انکار کیا بایں گمان کہ محبت کسی مناسبت سے ہوتی ہے جو محب ومحبوب کے درمیان ہو اور قدیم اور حادث کے درمیان کوئی مناسبت ایسی نہیں جو محبت کا سبب ہو سکے۔ دوسری صدی کے اول میں ایک شخص جعد بن درہم تھا جس نے اول یہ بدعت نکالی اس کو خالد بن عبداللہ قسری امیر عراق دمشق نے واسط میں عید اضحی کے روز ذبح کیا

(باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۴۱ پر)

وَالْمَشْرِقِ بِوَاسِطٍ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ ضَحُّوا تَقَبَّلَ اللّٰهُ ضَحَايَاكُمْ فَإِنَّهُ مُضَحٍّ بِالْجَعْدِ بْنِ دِرْهَمٍ إِنَّهُ زَعَمَ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَتَّخِذْ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ثُمَّ نَزَلَ فَذَبَحَهُ وَكَانَ ذٰلِكَ بِفَتْوٰى أَهْلِ زَمَانِهٖ مِنْ عُلَمَاءِ الدِّيْنِ صاحب تقویۃ الایمان انبیاء و اولیاء کی فضیلتیں مٹانے اور ان کی عظمت گھٹانے کے درپے ہے تمام کتاب ایسے مضامین سے بھری ہوئی ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۷۰۔ یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں۔ وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں۔ کیونکہ لبشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔ رسول کہنے میں جو کمالات آجاتے ہیں وہ یقیناً ہر رسول کے لیے حاصل ہیں تو تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہو گئے۔ان میں فرق مراتب و درجات

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۰) اس امیر نے خطبہ میں کہا اے لوگو قربانی کرو۔ اللہ تمہاری قربانی قبول فرمائے میں جعد بن درہم کی قربانی کروں گا جس نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو خلیل نہیں بنایا پھر امیر نے منبر سے اتر کر اپنے زمانہ کے علماء دین کے فتویٰ سے جعد بن درہم کو قتل کیا ۱۲۔

لہ اگر تمام کمالات رسول کے کہنے میں آجاتے ہیں تو جدا جدا انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا قرآن میں کیوں بیان کیا گیا۔ اور حضور کی نعت شریف سے قرآن شریف کیوں معمور ہے۔ کہیں بالمؤمنین رؤف رحیم ارشاد ہے کہیں انک لعلیٰ خلق عظیم فرمایا ہے کہیں انا ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنہ وسراجًا منیرًا مذکور ہے۔ کہیں رحمۃ للعلمین کہیں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وارد ہے کہیں ورفعنا لک ذکرک فرمایا ہے کہیں الم نشرح لک صدرک کہیں انبیاء سے حضور پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا عہد

نہ رہا یہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کی کھلی مخالفت ہے اور حضور کے تمام فضائل وکمالات مخصوصہ جن میں آپ فرد ہیں اور جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں سب کا انکار ہے بیاں تو رسالت کے سوا حضور کے تمام فضائل و کمالات کا انکار کرتا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ رسالت کی اس نے کیا قدر و منزلت رکھی ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۲۸۔ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔ صفحہ ۷۵۔ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں۔ رسالت کی ان کے نزدیک اتنی حقیقت ہے کہ رسول برے بھلے کاموں سے واقف ہیں اور لوگوں کو سکھاتے ہیں ایک مولوی کے برابر رہ گئے۔ سارے کمالات کا انکار تو رسالت کی آڑ میں کیا اور رسالت کو اس طرح بے قدر کیا۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ علم وعصمت وغیرہ رسالت کے کمالات تو اڑا ہی گیا تھا۔ وحی آنا کتاب اترنا اور لزوم طاعت جس کا آیہ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ میں بیان ہے اس سے آنکھ بند کر لی اور حقیقت میں لزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتیٰ کہ کھانے

تقویۃ الایمان والے نے رسولوں کو ایک ملا کے برابر کر دیا

بقیہ حاشیہ ص۳۲۱ لیا جاتا ہے کہیں لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ کہیں وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کی منزلت کا بیان ہوتا ہے یہ خوبیاں رسول کہنے میں آجائیں تو پھر ان کے بیان کا فائدہ کیا تھا وہابیہ کیا تمہیں ان سب کا انکار ہے اپنے ایمان درست کرو۔ ۱۲

پینے پہننے میں انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ دیکھو تقویت الایمان ص ۱۳
اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا
اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا اس کے ساتھ اور بہت چیزیں ملا کر
کہتا ہے) ان سب باتوں سے شرک ثابت ہے۔ اب بدعت کا کیا ذکر ہے۔
اتباع سنت ہی شرک کر دیا جس کو صفحہ ۴ میں داخل ایمان بتایا تھا۔ اب
دیکھئے کہ صاحب تقویت الایمان نے رسولوں کے تمام کمالات رسالت میں
منحصر کیے اور رسالت صرف برے بھلے کاموں سے واقف ہونے اور سکھانے
میں منحصر کی اور وہ سکھائیں تو ان کی اطاعت شرک کر دی تو اب کمالات
رسالت اور رسالت کا ماننا کہاں رہا۔ تمام دین ہی بے دین نے درہم
برہم کر ڈالا اس پر بھی صبر نہیں۔ رسالت برائے گفتن بھی گوارا نہیں کرتا۔ انبیاء و
محبوبانِ حق کو عوام کی برابر کیے ڈالتا ہے۔
تقویت الایمان ص ۳۲ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی
طاقت رکھتے ہیں[1]

تقویت الایمان ص ۳۲ میں انبیاء کی بے ادبی اور گستاخی

[1] طاقت کا حال تو صحیح بخاری شریف میں دیکھو ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور میں عرض کرتی ہیں اَرٰی رَبَّكَ یُسَارِعُ فِی هَوَاكَ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ آپ کی خواہش میں جلدی کرتا ہے جواہب لدنیہ میں ہے۔ اِذَا اَرَادَ اَمْرًا لَا یَکُوْنُ خِلَافَهٗ وَلَیْسَ لِذٰلِكَ الْاَمْرِ فِی الْکَوْنِ صَارِفٌ حضور جو چاہتے ہیں اس کے خلاف نہیں ہوتا اور حضور کے چاہے کا کوئی پھیرنے والا نہیں۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی اپنے قصائد قاسمیہ میں لکھتے ہیں،

یہ سب اجابت حق کو نری دعا کا لحاظ ÷ قضائے مبرم و مشروط کی سنیں نہ پکار
خدا ترا تو جہان کا ہے صاحب الطاف ÷ جہان کو تجھ سے تجھے اپنے رب سے ہے سروکار

[تقویت الایمان میں انبیاء و اولیاء کی خداداد طاقت کا انکار]

تقویت الایمان ص۲۷ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

تقویت الایمان ص۵۶ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے غلاموں اور نیازمندوں کی خداداد طاقت اور اختیار کا بیان تو ہم بہ تفصیل لکھ چکے ہیں۔ یہ بحث اس کتاب کے صفحہ ۱۰۱ اور صفحہ ۱۵۶ پر دیکھئے یہاں یہ دکھانا منظور ہے کہ تقویت الایمان والا شان انبیاء کے گھٹانے کے کس قدر درپے ہے اور کس بدتمیزی اور گستاخی کے ساتھ ان کی جناب میں زبان درازی کرتا ہے اس نے انبیاء کو عوام کے برابر کر ڈالا۔

[تقویت الایمان والے نے انبیاء کو عوام کے برابر کر دیا۔]

تقویت الایمان: ص۶۸ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے[1] یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء و اولیاء مراد ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے سب جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی الخ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام کمالات بزعم خود مٹا کر برادری جوڑی اور بھائی بندی کا رشتہ گھڑا تا کہ عوام کے قلوب سے حضور کی عظمت بالکل ہی نکال دے یہ حضور کی توہین ہے۔ کوئی اپنے باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا اگر کہے تو گستاخ بے ادب سمجھا جائے مگر یہ بے ادب شان رسالت میں بیباکانہ گستاخی کرتا ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے۔ باپ دادا، استاد پیر۔ آقا، بادشاہ سب اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر صحابہ کرام کا ادب تھا کہ جب حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو پہلے بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ کہتے یعنی میرے ماں باپ؛

[انبیاء علیہم السلام کو بھائی کہنا۔]

[1] یہاں بڑے بھی نہ رہے صرف بھائی ہی رہے ۱۲۔

آپ پر قربان۔ اصحاب کرام بات بات میں جس پر ماں باپ کو قربان کریں اس کو بڑا بھائی بتانا نہایت بے ادبی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنین کے ساتھ حضور کا تعلق اس طرح بیان فرمایا: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھَاتُھُمْ۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور آپ کی بیبیاں مومنین کی مائیں ہیں۔ تفسیر مدارک میں ہے: وفی قرأۃ ابن مسعود النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسہم وھو اب لھم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں اور حضور ان کے والد ہیں۔ قرآن پاک تو حضور کو مومنین کی جانوں کا مالک بتائے اُن کا والد بتائے حضور کی ازواج طاہرات کو مومنین کی ماں فرمائے اور وہابی بے ادب حضور کو بھائی ٹھہرائے۔ بعضے گستاخ کہا کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔ کہ مومن آپس میں بھائی ہیں۔ تو حضور بھی بھائی ہوئے۔[1] معاذ اللہ اس جاہل سے پوچھو پھر تو باپ کس کو بتائے گا۔ قرآن کریم نے حضور کی ازواج طاہرات کو مومنین کی ماں فرمایا اس رشتہ سے مومن بھائی ہوئے۔ چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے: قَالَ مُجَاھِدٌ کُلُّ نَبِیٍّ اَبُوْ اُمَّتِہٖ وَلِذٰلِکَ صَارَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃً لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْھُمْ فِی الدِّیْنِ یعنی مجاہد نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے والد ہوتے ہیں اسی سے مومن آپس میں بھائی ہوئے کیونکہ حضور ان کے دینی باپ ہیں تو حضور کو

---

[1] ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو بھائی بتایا ہے ایسے گستاخوں سے کیا تعجب کہیں اللہ تعالیٰ کو بھائی نہ کہہ دیں کہ اس کا نام پاک بھی مومن ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ ۱۲

بھائی کہنا کس قدر بے ادبی ہے۔ بھائی کی اہانت کفر نہیں ہوتی اور حضور علیہ الصلوٰۃ کے غلام علماء ان کی بھی اہانت کفر ہے۔ شرح فقہ اکبر ص۲۱۱ میں ہے، مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوَيْلِمٌ اَوْ لِعَلَوِيٍّ عُلَيْوِيٌّ اَیْ بِصِيْغَةِ التَّصْغِيْرِ فِيْهِمَا لِلتَّحْقِيْرِ كَمَا قَيَّدَهٗ بِقَوْلِهٖ قَاصِدًا بِهِ الْاِسْتِخْفَافَ كَفَرَ اس سے معلوم ہوا کہ جو بنظر حقارت عالم کو عویلم بصیغہ تصغیر کہے کافر ہو جاتا ہے۔ حضور کے امتی عالم کا یہ مرتبہ ہے تو حضور کو بھائی کہنا کتنا ادب سے دور ہے رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنے آپ کو بھائی فرمایا تو اس کو دلیل بنانا انتہا درجہ کی جہالت ہے تواضع کے کلمے تواضع کرنے والے کا تو کمال ہوتے ہیں مگر ان کو لوٹ کر کہہ دینا گستاخی ہوتا ہے علماء مشائخ اپنے آپ کو بندہ ذلیل سگ دنیا کمترین خلائق لکھا کرتے ہیں تو کیا دوسروں کو بھی ان کے شان میں یہ لفظ کہنا درست ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نے جن اصحاب سے اَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ فرمایا انہوں نے حضور کو بھائی نہ کہا اور اگر وہ کہتے بھی تو دوسرا کون تھا جو ان کی ہمسری کرتا اور جو بار انہیں دربار حبیب میں حاصل ہے اس کا مدعی ہوتا۔ ان میں وہ بھی ہیں۔ جن کی نسبت ارشاد ہوا کہ ان کے عمل تمام امت کے عملوں کے مجموعہ سے زیادہ ہیں، اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ

علماء کی اہانت کفر ہے

---

[1] ایسے تو حضرت یونس علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اس میں حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہ تواضع اپنے آپ کو ظالم فرمایا تو کیا اس سے یہ جائز ہو گیا کہ دوسرے بھی ان کی شان عالی میں یہ لفظ کہیں اور وہابیہ کی طرح یہ عذر کریں کہ یہ تو انہوں نے خود فرمایا ہے ایسا عذر ہرگز کام نہ آئے گا ایسا انہیں ظالم کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰی پھر ستم یہ کہ تقویت الایمان والے نے حضور کو صرف مومنین
ہی کا بھائی نہ کہا بلکہ وہ ظالم یہ کہتا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ انسان
میں تو بھنگی بھی ہیں چمار بھی کنجر بھی کافر بھی۔ مردود نے سب کا بھائی بتا دیا اور
عقل کے اندھے تیرہ دروں کی طرف داری کیے جاتے ہیں۔ وہابیو کچھ تو شرماؤ
اور یہ بتاؤ کہ اسمٰعیل نے یہ کہاں سے کہا قرآن و حدیث میں کہاں آیا ہے کہ جو
بڑا بزرگ ہو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے یہ ہے دین میں احداث
اور بدعت ضلالت جس پہ وہابی مرتے ہیں۔ وہابیہ نے نبی کا مرتبہ باپ
سے بھی کم رکھا استاد اور عالم کے برابر بھی نہ سمجھا۔ ردالمختار جلد ۵ صفحہ
۴۹۸ میں ہے، قَالَ الزَّنْدُ وَيَسْتَوِيْ حَقُّ الْعَالِمِ عَلَى الْجَاهِلِ وَحَقُّ الْاُسْتَاذِ
عَلَى التِّلْمِيْذِ وَاحِدٌ عَلَى السَّوَاءِ وَهُوَ اَنْ لَّا يَفْتَحَ الْكَلَامَ قَبْلَهٗ وَلَا
يَجْلِسُ مَكَانَهٗ وَاِنْ غَابَ وَلَا يَرُدُّ عَلَيْهِ كَلَامَهٗ وَلَا يَتَقَدَّمُ عَلَيْهِ فِيْ مَشْيِهٖ
یعنی عالم کا حق جاہل پہ اور استاد کا شاگرد پہ برابر ہے اور وہ یہ ہے کہ بات اس
سے پہلے نہ شروع کرے اس کی غنیمت میں بھی اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ اس کا کلام
اس پہ رد نہ کرے چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے یہ تو عالم اور استاد کا
ادب ہے انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ تو ان سے بہت بلند و بالا ہے اور پھر
سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت ان سے بھی اعلیٰ مخلوق خدا میں کوئی ان
کا ہمسر و ہمتا نہیں۔ ترمذی شریف میں بروایت انس وارد ہے اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ
آدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ یعنی روز قیامت میں تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ
فخراً نہیں فرماتا۔ ابن ماجہ کی حدیث میں ہے:۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ وَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي ترمذی میں بروایت ابوہریرہ وارد ہے[۲]: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا[۳]: إِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَ مُحَمَّدًا عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ وَعَلَى الْأَنْبِيَاءِ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۳۶)

احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور کا مرتبہ سارے عالم اور تمام خلق سے اعلیٰ ہے اور بارگاہ حق میں جو عزت وعظمت آپ کی ہے وہ کسی کو میسر نہیں۔ مگر تقویۃ الایمان والے اپنے بڑے بھائیوں کا یہی درجہ سمجھتے ہیں۔ اور حضور کی تعظیم محض بڑے بھائی کے برابر رکھتے ہیں۔ بارگاہِ نبوت میں یہ گستاخی کرنے پر انہیں تمام دیوبندی بھی کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کے مصدقہ فتوے (المہند میں دیکھو)

بڑے بھائی کہنے سے صاف کفر تقویۃ الایمان والوں کا

المہند صفحہ ۷۰ میں ہے۔ جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پہ ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ تقویۃ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہنے کے ساتھ بندہ عاجز بھی کہا ہے۔

---

[۱] روز قیامت حضرت آدم اور تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ ۱۲ [۲] سب سے اول زمین میرے لیے شق ہوگی اور مجھے جنتی لباس پہنائے جائیں گے اور میں عرش کے داہنی جانب قیام فرماؤں گا مخلوقات میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس مقام پہ قیام کر سکے ۱۲ [۳] اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آسمان والوں اور کل نبیوں پر فضیلت عطا فرمائی ۱۲۔

یہ بھی ترکِ ادب ہے۔

ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۴۹۷ میں ہے لَا یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ اِنَّہٗ فَقِیْرٌ غَرِیْبٌ مِسْکِیْنٌ[1] یہاں تک تقویت الایمان والے نے حضور کا مرتبہ گھٹاتے گھٹاتے بھائی کے درجہ میں رکھا اب اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور لکھتا ہے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو (تقویت الایمان ص ۱)

اس عناد کو دیکھئے کم کرتے کرتے بشر کی سی تعریف رکھی وہ بھی گوارا نہ ہوئی تو کہتا ہے اس میں بھی اختصار کرو۔ مطلب یہ ہے کہ تعریف بالکل نہ ہو۔ پہلے کفار بھی انبیاء علیہم السّلام کو بشر کہتے تھے قرآن پاک نے ان کا مقولہ نقل فرمایا: وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ مَا ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ[2] مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

همسری با انبیاء برداشتند | اولیاء را ہمچو خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر | ما و ایشاں بستہ خوابیم و خور

انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں اللّٰہ تعالیٰ انہیں کمالات عطا فرماتا ہے، کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل میں عظمت نہیں اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں اگر کوئی شخص بادشاہ کے مرتبہ کا ذکر نہ کرے صرف آدمی اور بشر کہے تو بے ادب گستاخ ہے۔ بادشاہ تو بادشاہ باپ کو

---

[1] حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو فقیر مسکین غریب کہنا جائز نہیں ۱۲۔ [2] تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی ۱۲۔

بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ وہ بھی ایک آدمی ہیں خود وہابیہ اپنے مولویوں کے لیے بڑے القاب وآداب استعمال کرتے ہیں اگر ان کے نام کے ساتھ کلمۂ تعظیم نہ ہو۔ تو ناراض ہو جائیں آدمی کہہ کر پکاریئے کیسے لال پیلے ہوتے ہیں۔ جب تک مولانا مولوی نہ کہے جائیں راضی ہی نہ ہوں یہ کبھی نہیں کہتے کہ خبردار ہمیں مولانا نہ کہو۔ مولی تو اللہ تعالیٰ ہے۔ حدیث میں ہے۔ اللہ مولانا مگر انبیا علیہم السلام کی تعریف کو رد کرتے ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ بھی عظمت کے کلمات سے فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو ان کی تعظیم و توقیر کا حکم دیتا ہے۔

آیت (۱) وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ[1]

آیت (۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔[2]

اس آیت میں حضور کے سامنے بلند آواز سے بولنے کی ممانعت ہے اور ایسی ممانعت کہ ان کے حضور میں چلا کر بولنے سے عمل اکارت کر دیئے جائیں وہابیہ سے کہو اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ مرتبہ دیا جو نہ کسی بادشاہ کو میسر نہ امیر کو۔ مگر وہابی باوجود اس کے حضور کو بھائی بتانا اور بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف کو کہتا ہے اس سے پوچھو ایسا کون سا بشر ہے۔ بے ادبو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ حضور کے فرمانبردار غلاموں کو

---

[1] تاکہ اس رسول کی تعظیم و توقیر کرو [2] اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور بلند آواز سے نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ ۱۲

بھی اس طرح نہیں پکارتا حضور کے صدقہ میں اُن کی بھی عزت کرتا ہے اور جابجا یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ مخاطب بناتا ہے۔ قرآن پاک میں آدمی کہہ کر یَاَیُّهَا النَّاسُ کے ساتھ اکثر اپنے اور حضور کے دشمنوں کو خطاب کرتا ہے۔ مگر وہابی یہ لفظ حضور کے لیے تجویز کرتا ہے۔ اور کہتا ہے جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو اللہ تعالیٰ اس کو منع فرماتا ہے کہ آپس میں باہم ایک دوسرے کو جس طرح پکارتے ہو حضور کو ویسے نہ پکارو۔

آیت (۳) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

حضور سے اور تیسرے سے کیا نسبت انبیاء کی بشریت ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے بواطن و ارواح رتبہ بشر سے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ شفائے قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے۔

ظَوَاهِرُهُمْ وَاَجْسَادُهُمْ وَبِنْیَتُهُمْ مُتَّصِفَةٌ بِاَوْصَافِ الْبَشَرِ طَارِعَلَیْهَا مَا یَطْرَأُ عَلَی الْبَشَرِ مِنَ الْاَعْرَاضِ وَالْاَسْقَامِ وَالْمَوْتِ وَنُعُوْتِ الْاِنْسَانِیَّةِ وَاَرْوَاحُهُمْ وَبَوَاطِنُهُمْ مُتَّصِفَةٌ بِاَعْلٰی مِنْ اَوْصَافِ الْبَشَرِ جب فیض ربانی کی نسیم جان پرور چلتی ہے تو اس ظاہری کد

سلہ انبیاء کے ظواہر و اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور ان پر بشری اعراض و اسقام بیماری و موت طاری ہوتے ہیں اور انبیاء کی ارواح اور بواطن ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں جو بشریت سے اعلیٰ ہیں۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۰

میں فرماتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جائز ست بر ایشاں طریان عوارض بشریہ از آفات و تغیرات

و آلام و اسقام آنچہ جائز است بر سائر بشر گذاشتہ شدہ است اجسام و ظہور ایشاں بعد بشریت

وجبلیت اما ارواح و بواطن ایشاں معصوم است ازاں (باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۳۲ پر)

بشریت کا یہ رنگ ہوتا ہے جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آیۂ کریمہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یعنی[1] البتہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از حالتِ اول تا آنکہ بشریت ترا اصلا وجود نماند و غلبۂ انوار حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود (تفسیر فتح العزیز پارہ عم سورۂ والضحیٰ)

الحمد للہ قرآن پاک نے حضور کا مرتبہ ایسا بلند ثابت کیا مگر تقویت الایمان والے کی سیاہ دلی دیکھیے کہ وہ حضور کی اور تمام انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لیے کیسی کیسی ناقص تشبیہیں دیتا ہے۔

تقویت الایمان: ص۲۲ جیسا کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ وہابیو کچھ تو انصاف کی کہو کیا یہ کلے نشانِ انبیاء کی تنقیص اور ان کے ساتھ تمسخر نہیں ہیں؟ قرآن و حدیث حضور کی عظمت سے بھرے ہوئے ہیں سب کو چھوڑ کر چودھری کہتا ہے۔ تو اراکین سلطنت اور وزیر کس کو سمجھتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔ کی تفسیر

(بقیہ حاشیہ ص۳۴۱) و متعلق بلاء اعلیٰ مولوی محمد قاسم نانوتوی قصائد قاسمی ص۸ پر لکھتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت ☆ نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

[1] یعنی بالضرور آپ کی ہر پچھلی حالت پہلی حالت سے بہتر ہو گی یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا بالکل وجود نہ رہے اور انوار حق کا غلبہ آپ پر علی الدوام ہوگا ۱۲ منہ

میں فرماتے ہیں۔

ایشان[1] دراں روز در جناب خداوندی بمنزلۂ وزیر از بادشاہ باشند۔

تقویت الایمان والا مسلمانوں کے قلوب سے حضور کی عظمت کم کرنے کے لیے اور زیادہ گستاخی کرتا ہے۔ دیکھئے تقویت الایمان صفحہ ۹۶ میں بھی[2] ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ بیباکانہ گستاخی اور حضور پر افترا ہے حاشا وکلا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا یہ حضور پہ بہتان ہے۔

حدیث بخاری شریف صفحہ ۲۱ کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ حضور فرماتے ہیں جس نے مجھ پہ جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے اور جھوٹ بھی ایسا جس سے احادیث کی مخالفت لازم آئے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو درداء سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۱) بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا تو خدا کے نبی زندہ ہیں روزی دیے جاتے ہیں قطع نظر اس سے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی نسبت مٹی

---

[1] دربار خداوندی میں روز قیامت آپ کا وہ مرتبہ ہوگا جو دربار شاہی میں وزیر کا ہوتا ہے ۱۲۔

[2] صاحب تقویت الایمان میں بھی کے لفظ سے یہ ظاہر کر رہا ہے کہ یہ مضمون حدیث کا ہے اور حضور نے ایسا ہی فرمایا ہے یہ اس کا حضور پر بہتان ہے نہ یہ حدیث شریف میں آیا نہ حضور نے فرمایا۔ ۱۲۔

میں ملنے کا لفظ قطعاً جھوٹ اور افتراء ہے مگر ساتھ ہی توہین وتنقیص بھی ہے حضور کا رتبہ تو بہت بلند و بالا ہے۔ مہذب لوگ اپنے برابر والوں کے لیے بھی کہنا گوارا نہیں کرتے جو خاک میں ملنے ہی والے ہیں ان کے نسبت بھی کہہ دیجئے تو ناگوار گزرے اگر کوئی کہہ دے کہ مولوی اسمٰعیل رشید احمد محمود حسن سب مر کر مٹی میں مل گئے تو ان کے معتقدین کو اس سے رنج ہوگا مگر حبیب خدا کی شان میں ان کا گرو لکھ گیا تو انہیں کچھ پرواہ نہیں۔ یہی ایک کلمہ کیا ساری تقویت الیسی گستاخیوں سے لبریز ہے ایک اور عبارت دیکھئے لکھتا ہے۔ جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا (تقویت الایمان صفحہ ۳۱) دیکھئے کیسی بے ادبی و گستاخی ہے انبیاء علیہم السلام کے کیسا عناد و عداوت ہے۔ قرآن پاک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔ اور اپنے نیازمندوں اور اخلاص کیش اُمتیوں کا بھی کہ ان پر وہ رحمت و کرم ہوگا کہ حضور راضی ہو جائیں وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور کفار و نابکار کا بھی اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ عشرہ مبشرہ اور بہت اصحاب و اہل بیت کے جنتی ہونے کی حضور نے خبر دی خود حضور کے ساتھ آخرت میں کیا کیا جائے گا اس کا بیان آیات میں بھی ہے اور احادیث کثیرہ میں بھی۔

حدیث (۱) اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رَوَاہُ مُسْلِم (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۱)[1]

حدیث (۲) اَنَا اَکْثَرُ الْاَنْبِیَآءِ تَبِعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّۃِ - رواہ مسلم (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۱)[2]

حدیث (۳) اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ رَوَاہُ مُسْلِم (مشکوٰۃ شریف ص۵۱۱)[3]

ان کے علاوہ اور بکثرت احادیث ہیں جن سے حضور کے درجات و مراتب اور آخرت میں حضور کی شان و شوکت معلوم ہوتی ہے۔ بدنصیب بداندیش نے سب کو چھپایا۔ بلکہ جھٹلایا۔ اور لکھ دیا کہ انہیں دنیا۔ قبر آخرت کا حال اپنا معلوم نہ اور کا یعنی اپنے خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں۔ معاذ اللہ یہی مشرکین عرب نے بھی کہا تھا اور خوشی منائی تھی۔ خازن جلد ۲ صفحہ ۱۳۷ میں ہے۔ لَمَّا نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فَرِحَ الْمُشْرِکُوْنَ وَقَالُوْا وَاللّٰتِ وَالْعُزّٰی مَا اَمْرُنَا وَاَمْرُ مُحَمَّدٍ عِنْدَ اللّٰہِ اِلَّا وَاحِدٌ مَالَہٗ عَلَیْنَا مِنْ

---

[1] میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جن کی قبر کھلے گی اور میں ہی پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعۃ ہوں گا ۱۲ [2] روز قیامت میرے متبع تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوں گے اور پہلا وہ شخص ہوگا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے ۱۲ [3] روز قیامت میں جنت کے دروازے پر جا کر دروازہ کھلواؤں گا خازن دریافت کرے گا آپ کون ہیں میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ عرض کرے گا آپ ہی کے لیے میں مامور کیا گیا ہوں کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہ کھولوں ۱۲ [4] جب یہ مَاکُنْتُ بِدْعًا الآ نازل ہوئی تو مشرکین خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے باقی حاشیہ بر صفحہ ۳۳۶

مَزِيَّةٍ وَّفَضْلٍ وَلَوْلَا أَنَّهُ اِبْتَدَعَ مَا يَقُوْلُ لَهُ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ
لَاَخْبَرَهُ الَّذِیْ بَعَثَهُ بِمَا يُفْعَلُ بِهٖ۔ صاحب تقویت الایمان انہیں
مشرکین کا اتباع کر رہا ہے۔ جو حدیث اس نے نقل کی اس میں لفظ مَا يُفْعَلُ بِهٖ
وہم راوی ہے۔ عمدۃ القاری جلد ۴ ص۳ میں ہے۔ قَالَ الدَّاوُدِیْ مَا يُفْعَلُ
بِیْ وَهْمٌ وَالصَّوَابُ مَا يُفْعَلُ بِهٖ حدیث لکھی اور یہ خبر نہ ہوئی کہ جس لفظ سے
استدلال کرتا ہے وہ وہم و غلط ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے اس کے بعد نافع
بن یزید سے بروایت عقیل مایفعل بہ نقل کیا فتح الباری جزو خامس صفحہ ۱۴۶
میں ہے۔ فِیْ رِوَايَةِ الْكُشْمِيْهَنِیِّ بِهٖ وَهُوَ غَلَطٌ مِّنْهُ وَاِنَّ الْمَحْفُوْظَ
فِیْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ هٰذَا وَلِذٰلِكَ عَقَّبَهُ الْمُصَنِّفُ بِرِوَايَةِ نَافِعِ
بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ الَّتِیْ لَفْظُهَا مَا يُفْعَلُ بِهٖ یہ تو حدیث دانی
کا حال کہ روایت کے جس لفظ سے استدلال ہے وہ وہم راوی ہے اور آپ کو
خبر نہیں اب فہم کا کمال بھی دیکھئے کہ درایت اور علم میں تمیز نہیں۔ اتنا بھی شعور نہ
نہیں کہ درایت کے معنی ہیں اِدْرَاكُ الْعَقْلِ بِالْقِيَاسِ یعنی اندازے
اور اٹکل سے جاننا اسی لیے یہ لفظ شانِ الٰہی میں نہیں بولا جاتا اور علم الٰہی
کو درایت نہیں کہا جاتا۔ واقعہ یہ تھا کہ جب حضرت عثمان بن مظعون
صحابی کی وفات ہوئی اور انہیں کفن دیا گیا۔ حضور نے ان کی پیشانی پر

(بقیہ حاشیہ ص۳۳۵) انہیں ہم پر کچھ فضیلت نہیں) اگر قرآن انہوں نے خود نہ بنایا ہوتا قرآن کا بھیجنے والا ان کو خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیۃ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ۔ نازل فرما کر انکار کر دیا ۱۲۔ لہ داؤدی نے کہا مایفعل بی وہم ہے صحیح ما یفعل بہ ہے ۱۲۔

بوسہ دیا اور چشم مبارک سے آنسو جاری ہو گئے اور بہت عنایتیں فرمائیں۔ اس وقت ام العلاء نے تقسم کہا کہ اے عثمان تمہیں جنت مبارک یقیناً تمہاری عاقبت بخیر ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک غیبی بات پر جزم ویقین کے ساتھ حکم کرنا اور ارشاد نبی کا منتظر رہنا مقتضائے کمال ادب نہ تھا اس لیے زجراً ارشاد فرمایا وَاللّٰہُ لَا اَدْرِی الحدیث مراد یہ ہے کہ یہ امور اندازے اور اٹکل سے جاننے کے نہیں ہیں جب تک خدا و رسول کی طرف سے خبر نہ دی جائے خاموش رہنا چاہیئے نیز اس میں یہ بھی ہدایت تھی کہ حضور کے سامنے ایسا حکم کرنا دربارِ رسالت کے آداب کے خلاف ہے۔ عینی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۸ ایں ہے: فَاِنْ قُلْتَ ھٰذَا اَیْضًا یُعَارِضُ قَوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَا زَالَتِ الْمَلَائِکَۃُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِھَا حَتّٰی رَفَعْتُمُوْہُ قُلْتُ لَا تَعَارُضَ فِیْ ذَالِکَ لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی فَاَنْکَرَ عَلٰی

ل یعنی اگر تم کہو کہ اب بھی حدیث واللہ لا ادری کا حدیث جابر سے معارضہ باقی رہتا ہے جس میں یہ ہے کہ تمہارے اٹھانے تک فرشتے ان پر اپنے بازوؤں کا سایہ کرتے رہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے مکرم و مرحوم تھے تو میں کہوں گا کہ اس میں تعارض نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم محض خیالی بات نہیں فرماتے تو حضور نے ام علا کو حضرت عثمان بن مظعون کے متعلق بغیر جانے قطعی حکم لگانے سے منع فرمایا اور حدیث جابر میں خود جو ارشاد فرمایا وہ آپ کو بطریق وحی معلوم تھا اور وحی سے ہی ایسے امور کا علم قطعی حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جو حضور نے فرمایا وہ ایسی ذات کی خبر ہے جو ہوا و خواہش نفس پر حکم نہیں فرماتے اور یہ جس کو منع فرمایا گیا ام علا کا کلام تھا دونوں برابر نہیں ہیں ۱۲۔

أُمِّ الْعَلَاءِ قَطْعَهَا عَلَى عُثْمَانَ إِذْ لَمْ تَعْلَمْ هِيَ مِنْ أَمْرِهِ شَيْئًا وَفِي حَدِيثِ جَابِرٍ قَالَ مَا عَلِمَهُ بِطَرِيقِ الْوَحْيِ إِذَا لَا يَقْطَعُ عَلَى مِثْلِ هٰذَا إِلَّا بِوَحْيٍ حَاصِلُهُ أَنَّ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِخْبَارُ مَنْ لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى وَذٰلِكَ كَلَامُ أُمِّ الْعَلَاءِ وَلَيْسَا بِالسَّوَاءِ۔

بلکہ درحقیقت اس کلام کے معنی محض زجر و منع ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۷۵ میں حدیث ام العلاء کی شرح میں فرماتے ہیں۔ "و درحقیقت مضمون این زجر و منع ست بطریق مبالغہ بر سوء ادب در حضرت نبوت و حکم بر غیب و بجزم بدان۔" یہی حضرت شیخ اسی کتاب میں حدیث کے ترجمے کے بعد لکھتے ہیں۔ "و این در باب انبیاء و رسل خصوصاً درحق سید المرسلین صلوٰۃ اللّٰہ و سلامہ اللّٰہ علیہ و علیہم منفی ست بدلائل قطعیہ کہ دلالت دارند بر جزم و یقین بحسن عاقبت الشان" یعنی عاقبت کے حال کا نہ جاننا انبیاء اور مرسلین بالخصوص سید انبیاء صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں ایسے قطعی دلائل سے منفی ہے جو ان حضرات کے حسن عاقبت کے قطعی و یقینی ہونے پر دلالت کرتے ہیں تو ضرور حدیث کا مفہوم صرف زجر و منع ہوگا۔ حدیث کے یہی معنی سب سے قوی ہیں اگرچہ حضرت شیخ اور دوسرے محدثین نے اور وجوہ بھی نکالے ہیں جن کو ہم نے اس لیے نقل نہیں کیا کہ وہ ضعیف ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔ "و این معنی نہ موافق سوق حدیث ست" مگر ان تمام وجوہ میں سے بھی کسی کا نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ معاذ اللّٰہ حضور کو اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہیں یہ ناپاک

مضمون صاحب تقویت الایمان نے اپنے عناد سے تمام مفسرین و محدثین کے خلاف لکھ کر حضور کی توہین کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تقویت الایمان صفحہ ۳۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروروں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے اس کے کچھ بعد لکھا ہے۔ اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبریل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق نہ بڑھ جائے گی اور جو سب شیطان اور دجال سے ہی ہو جاویں تو اس کی رونق گھٹنے کی نہیں۔ یہ کیسی کھلی گستاخی اور ظاہر توہین ہے۔ علاوہ بریں اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان تمام فضائل کا انکار لازم آتا ہے جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ہے جیسے اول مخلوقات و خاتم النبیین و سید المرسلین و اول شافع و اول مشفع کہ حضور میں ان فضائل کو ماننا تو ایسا دوسرا پیدا ہونا بھی محال جانتا چہ جائیکہ کروروں اور صاحب تقویت الایمان کے مذکورہ بالا اقوال (بڑے بھائی تیا نا بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا البشر کی سی تعظیم کرنا البشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف) سے یہی ظاہر ہے کہ حضور کا مرتبہ بڑے بھائی کا سا ہے تو واقع میں اس کے بڑے بھائی جیسے کروڑوں تحت قدرت ہیں۔ اللہ رب العزت جل و علیٰ تبارک و تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے قربان اس کی قدرت کا بیان ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم سے پوری طرح ہو سکے ہماری عبارتیں

اُس کے بیان مرتبت سے قاصر جبکہ حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا: لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ۱۲ اب دوسرے کا کیا حوصلہ کہ شانِ الٰہی کے بیان کا دعویٰ کرسکے شانِ الٰہی کا بہترین بیان اور اُس کی کامل ترین ثنا وہی ہے جو خود اُس نے اپنے کلام پاک میں فرمائی تمام قرآن پاک اللہ کی تعریف سے بھرا ہے لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا جو تقویۃ الایمان والا لکھتا ہے باوجودیکہ قرآن کریم اُس وقت نازل ہوا جبکہ کفر و شرک اور مخلوق پرستی سے دنیا تاریک ہو رہی تھی اور لوگ عناصر کو بھی پوجتے تھے اور حضرت مسیح و عزیز علیہما السلام کی بھی پرستش کرتے تھے اگر شانِ الٰہی کے اظہار کے لیے انبیاء کی شان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم میں ان کی نسبت ایسے کلمات فرمائے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مشرکین کے بطلان کا بیان فرمایا اور اپنے محبوبین مقربین کے حق میں عزت و تکریم کے الفاظ بیان فرمائے اس میں ہدایت ہے کہ بیان توحید و عظمت شانِ الٰہی میں اُس کے محبوبین و مقربین کے مراتب و درجات کا ادب رکھنا بھی ضروری ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اظہار عظمت و جلالت میں داخل ہے کیونکہ جن کو اُس نے عزت دی ہے اُن کی جناب میں گستاخی کرنا خدائے پاک کی جناب میں بے ادبی ہے ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۲۱ جس نے اللہ کے بنائے ہوئے بادشاہ کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل کرتا ہے جب بادشاہ دنیا کی

اہانت اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے تو محبوبانِ حق کی جناب میں گستاخی کس قدر ناپسند ہو گی علاوہ بریں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں جو کچھ بھی فرماتا اس میں اُن کی عزت تھی خواہ وہ کسی مرتبہ کے ہوں دوسرے کی کیا مجال کہ وہ خاصانِ حق کی جناب میں بے محابا زبان کھول بیٹھے اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں ایسا فرمایا ہے لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مرج البحرین صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں:

اگر از جانب حق الیشاں عتابے وخطابے رود یا سخن بروجہ عزت وکبریا آید یا از الیشاں بجناب کبریا سخن بر طریق تواضع واظہار بندگی ومسکنت رود مارا نشاید کہ دراں مشارکت جوئیم وسخن جز بطریق ادب وملاحظہ علوشان وحفظ مرتبہ الیشاں گوئیم خواجہ را می رسد کہ با بندہ خود ہرچہ خواہد گوید وبندہ نیز ہرچہ از عجز ومسکنت تمسک جوید دیگرے راچہ مجالست کہ دم زند۔ اگر انبیاء علیہم السلام کی طرف حق کی جانب سے کوئی عتاب وخطاب ہو یا کلام عزت وکبریائی کے طور پر جاری ہو یا خود وہ حضرات کبریا کی جناب میں تواضع واظہار بندگی ومسکینی کے طور پر کچھ عرض کریں تو ہم کو نہ چاہیئے کہ اس میں شرکت ڈھونڈیں اور کوئی بات طریق ادب کے اور ان کی شان عالی اور حفظ مراتب کے خلاف کہیں مالک کا حق ہے کہ اپنے بندے کو جو چاہے فرمائے بندہ بھی اس کی درگاہ میں جتنا چاہے عجز ومسکینی کرے۔ دوسرے کی کیا مجال اب اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گستاخانہ کلمات کی تائید میں کوئی ایسی آیت یا روایت نہیں پیش کی جاسکتی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بطریق عتاب وخطاب

یا بوجہ عزت وکبریائی وارد ہو یا حضرات انبیاء نے تواضع و اظہار بندگی کے طور پر عرض کی ہو اور تقویۃ الایمان میں تو اس جگہ شانِ الٰہی کا بیان بھی نہیں ہے بلکہ وہ بدنصیب انبیاء کی عظمت کے درپے ہو رہا ہے کہ ان کو بارگاہِ الٰہی میں ایسی وجاہت حاصل نہیں جو باعث قبول شفاعت ہو اس موقع پر یہ لفظ لکھنا کہ چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبریل و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برابر پیدا کر ڈالے صاف مرتبہ انبیاء کے ساتھ عداوت ہے اس میں ان کی توہین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ بھی کروڑوں انسانوں کی طرح ایک ہیں اور اُن میں کوئی وصف ایسا نہیں ہے جو اُن کی یکتائی کا مقتضی ہو یہ قول اُن حضرات کے کمال اور عطائے الٰہی کے انکار کا مستلزم ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو وہ کمال عطا فرمائے جن میں دوسرے کی شرکت ممکن ہی نہیں جیسے اوّل مخلوقات ''خاتم الانبیاء، سید المرسلین'' اول شافع اول مشفع ہونا اور حقیقت میں جب صاحب تقویۃ الایمان انبیاء کو بڑا بھائی بتا چکا ہے انسانوں کی سی بلکہ اُن سے کم تعظیم کرنے کو لکھ چکا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ اُن کے کمالات یکتائی کا قائل نہیں ہے اُس کے بھائی جیسے تو کروڑوں ہو سکتے ہیں بلکہ اُس سے زیادہ مارے مارے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات و صفات میں یکتا بنایا۔ امام علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۱۸ میں فرماتے ہیں وَمَيَّزَهٗ عَلٰی غَیْرِہٖ اَصْلًا وَذَاتًا وَصِفَۃً یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کو اصل و ذات و صفت میں تمام ماسوا پر ممتاز فرمایا تو اب آپ سا کون ہو سکتا ہے۔ آپ کے عدیم النظیر ہونے پر ایمان لانا کمال ایمان ہے۔ اسی

زرقانی کے اسی صفحہ میں فرماتے ہیں: ا اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِیْمَانُ التَّصْدِیْقُ بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِہٖ
الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْہٍ اَیْ حَالٍ، وَھَیْئَۃٍ لَمْ یَظْھَرْ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ خَلْقُ اٰدَمِیٍّ مِثْلَہٗ۔
اس کے بعد فرماتے ہیں: وَاِنْ ظَھَرَ مِنْہُ کَمَالَاتٌ لَا تُحْصٰی فَھِیَ بِالنِّسْبَۃِ لِمَا
خَفِیَ کَنُقْطَۃٍ مِنْ بِحَارٍ اب کمالات کی کیا نہایت ہے اور کون اندازہ کرسکتا ہے۔
اس لیے حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی توصیف کا حق ادا
کرنے سے عجز کا اظہار فرمایا: فَقَالَ[۲] اَمَا اِنِّیْ اُفَصِّلُ فَلَا لِعَجْزِیْ

---

[۱] جاننا چاہیئے کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور تصدیق کرے کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کے بدن شریف کی آفرینش اس شان کے ساتھ فرمائی کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہوا یعنی اگرچہ آپ
کے بے شمار کمالات ظاہر ہوئے لیکن یہ کل کے کل اُن کمالات کی نسبت جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ایسے ہیں جیسے سمندر کے سامنے
قطرہ ہے [۲] حضرت خالد بن ولید نے فرمایا کہ میں بہ تفصیل حضور کے اوصاف بیان کروں یہ تو ممکن نہیں ہے بس لیے کہ میں
تفصیل سے عاجز ہوں اور آپ کے صفات کا احاطہ ممکن نہیں ہے اس لیے علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں فرمایا فمن
ذالذی یصل قدرہ ان یقدر قدر الرسول یعنی کس کی قدرت ہے کہ رسول کے مرتبہ کا اندازہ کرسکے
اسی مواہب شریفہ میں ہے، لم یظھر لنا تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہ لو ظھر لنا لما اطاقت
اعیننا رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقد احسن البوصیری حیث قال ایضا اعیی الوری
فہم معناہ فلیس یری للقرب والبعد فیہ غیر منفحم کالشمس یظھر للعینین من بعد
صغیرۃ وتکل الطرف من امم رتبہ دانی نے تیرا عاجز کیا خلق کو دور اور نزدیک والے سب ہیں عاجز بے زبان جس طرح
سورج نظر آتا ہے چھوٹا دور سے پاس والے دیکھ سکتے ہی نہیں ہیں بے گماں یعنی دور والے جس طرح آفتاب کو ایک چھوٹی
سی ٹکیہ دیکھتے ہیں اور اس کی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز ہیں اسی طرح جو آپ سے بعید دوری رکھتے ہیں وہ آپ کی منزلت
درفعت سے بے خبر ہیں اور جس طرح آفتاب سے قریب والا اس کی عظمت کا اندازہ کرنے سے عاجز (باقی حاشیہ ص۳۴۴ پر)

عَنِ التَّفْصِيْلِ لِاَنَّ صِفَاتَهٗ لَا يُمْكِنُ اِلْاِحَاطَةُ بِهَا امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ ۔۔۔ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

خوبیوں میں ہیں منزہ شرکت اغیار سے ۔۔۔ جوہر حسن آپ کا ہے قابل قسمت کہاں

یعنی آپ کے کمالات میں آپ کا کوئی شریک وہمسر نہیں علامہ زرقانی شرح مواہب جلد ۳ صفحہ ۸۳ میں فرماتے ہیں: اِنَّ وَاصِفِيْهِ لَمْ يَبْلُغُوْا حَقِيْقَتَهٗ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) لِاَنَّهُمْ لَمْ يُحِيْطُوْا بِهَا - یعنی آپ کی توصیف کرنے والے آپ کی حقیقت تک رسائی نہ کر سکے کیونکہ انہیں اس کا احاطہ میسر نہ آیا یہ تو اہلِ ایمان کے اقوال ہیں اور وہابی بدنصیب تو آپ کو کروروں جیسا بتاتا ہے۔ وہابی سے پوچھو کہ کیا کسی جمیل ممتنع النظیر کا پیدا کرنا قدرت الٰہی سے باہر جانتا ہے اور قادر مطلق کو اس سے عاجز سمجھتا ہے ایسا کہتے کی تو شاید جرأت نہ کرے تو اگر جمیل ممتنع النظیر تحت قدرت ہوا تو اس جیسا ایک بھی مقدور نہ ہوگا کروروں کیسے۔ لطف یہ ہے کہ اسی تقویت الایمان صفحہ ۲۹ میں لکھتا ہے اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا تو اب اس سے پوچھو کہ اللہ نے کروڑوں مثل حضرت کے لکھے یا نہیں لکھے ہیں اگر کہے کہ لکھے ہیں تو پھر ممکن کیسا صاف کہے کہ ضرور ہوں گے اور اگر کہے کہ نہیں لکھے تو ایک بھی مثل حضور کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ہیں اسی طرح جو آپ سے بعد و دوری رکھتے ہیں وہ آپ کی منزلت و مرتبت سے بے خبر ہیں اور جس طرح آفتاب کے قریب والا اس کی غایت نورانیت کی وجہ سے خیرہ چشم ہو کر دیکھنے سے عاجز ہو جاتا ہے اسی طرح آپ کے مقربین بارگاہ آپ کے کمالات دیکھنے سے عاجز ہو جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ نزدیک والے کما حقہ دیکھ سکتے ہیں نہ دور والے ۱۲ منہ

نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے گا کہ خدا کے لکھے سے بڑھ جائے قرآن میں حضور کو
خاتم النبیین فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہوا لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میرے بعد
کوئی نبی نہیں خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ مجھ پر سلسلۂ انبیاء ختم کیا گیا تو جب حضور
آخر انبیاء ہوئے سلسلۂ انبیاء آپ پر ختم ہوا تو آپ کا مثل محال ہوا علاوہ بریں
سب باتوں سے قطع نظر کیجیے تو یہ طرز کلام تہذیب وادب سے دور اور نہایت
گستاخی ہے اگر کوئی شخص کہے کہ خدا چاہے تو وہابی اسمٰعیل کو کتے کی شکل میں
اٹھائے اور اس کے متبعین کو چاہے سور بنائے کہ نجاست کھاتے پھریں اور
چاہے تو ایک آن میں سارے وہابیوں کو بھنگی کر دے اور ان کے بڑے سے بڑے
مولوی کو چاہے تو ہیجڑا ڈوم کر دے تو ان باتوں میں سے ایک بھی محال نہیں ہے
مگر کہہ کر دیکھئے تو معلوم ہو جائے گا کہ کیسی ناگوار گزرتی ہے اب ان سے کہئے
بگڑتے کیوں ہو ہم تو شانِ الٰہی کا بیان کر رہے ہیں تو ایک نہ مانیں گے۔ مگر حبیب
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمے لکھنا شیوہ کر لیا ہے۔ لَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اس سے بڑھ کر گستاخیاں
دیکھئے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار
سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اب بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے یہ کس کی طرف اشارہ
ہے کیا وہابی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے۔ کیا اس لفظ سے انبیاء کی
توہین نہیں ہوتی ہے۔ پھر چمار سے ذلیل جس مخلوق کو بتایا۔ چمار اس سے
ضرور شریف ہوا تو اب چمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی میں یا دونوں میں
نہیں یا وہابیہ کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے وہابیہ کی نظر میں عزت ہے

توچمار کی معلوم نہیں اس سے کیا مناسبت ہے۔ کیسی سخت گستاخی ہے۔ کیسی دل آزاری بے ادبی ہے ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہو کیا خدا اور رسول نے تمہیں یہ بتایا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اللہ کے لیئے عزت ہے رسول کے لیے عزت ہے مومنین کے لیے عزت ہے اور جو اس عزت کو نہ جانے اُن کو قرآن پاک منافق فرماتا ہے۔ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ یہ بدنصیب مقبولانِ بارگاہ کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتے ہیں معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل کون ہوا اس کا نام تو لیں افسوس صد افسوس اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر صلوٰۃ و سلام بھیجے اُس کے ملائکہ صلوٰۃ و سلام بھیجیں مومنین کو صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا جائے۔

آیت: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اللہ تبارک و تعالیٰ حضور کا ذکر بلند فرمائے آیت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی طاعت فرض کرے۔ آیت اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اپنی اور اپنے رسول کی نافرمانی کو سبب دخول جہنم قرار دے۔ آیت مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع کو اپنا مطیع فرمائے آیت مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ حتیٰ کہ ان کے تابع فرمان کو اپنا محبوب بنائے آیت فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ان کے حضور آواز بلند کرنے کو سبب حبط اعمال فرمائے۔ آیت لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ کہاں یہ عزتیں اور تکریمیں اور

کہاں یہ گستاخانہ بدزبانی صراطِ مستقیم صفحہ ۱۴ میں اسی اسمٰعیل نے لکھا نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ حضرت ذات است یعنی نفس کاملہ تمام موجودات میں سب سے اشرف اور ذاتِ الٰہی کا نمونہ ہے تو وہ نفس کامل بڑا مخلوق تو ہوگا تقویت الایمان کے حکم سے چمار سے زیادہ ذلیل ہوا تو نمونہ ذاتِ الٰہی کو چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے اور خداوند عالم کی بھی توہین کر رہا ہے کہ معاذ اللہ اس کی ذات کا نمونہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے ایسی گندی اور ذلیل باتوں پر بھی وہابی نفرت نہ کریں اور اس گستاخ کا ساتھ دئیے جائیں تو بجز اس کے کیا جائے کہ ان کے دل حضرات انبیاء کی عداوت سے بھرے ہیں اور وہ ایمان کی روشنی سے محروم ہیں بعضے بیباک ایسے کلمے سننے اور دیکھنے کے بعد بھی اس کی طرفداری کرتے ہیں اور کہتے ہیں ٹھیک تو کہا ہے فوائد الفوائد میں بھی ہے کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنیں نہ نماید کہ پشک شتر یعنی کسی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک اس کو دنیا اونٹ کی مینگنی کی طرح نہ معلوم ہو اوّل تو فوائد الفوائد ملفوظات ہیں اور ملفوظات جن بزرگ کے ہوں وہ اپنے قلم سے تو لکھتے نہیں بلکہ ان کے مریدین دوسرے اوقات میں تا اپنی یاد پر لکھ لیتے ہیں بعینہٖ اس بزرگ کے الفاظ نہیں رہتے ایسے بالیقین نہیں کہا جا سکتا کہ کلام اس بزرگ کا ہے لہٰذا ایسے کلام کو پیش کرنے سے فائدہ اور تقویت الایمان کے کسی کلام کی تائید میں تو کسی بزرگ کا کلام پیش کرنا کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ تقویت الایمان میں جابجا کہا ہے کہ اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان اس کی تائید کے لیے اولیاء کے کلام کو پیش کرنے کا کیا کام۔ اسی طرح مولویوں اور درویشوں کے ماننے کو تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں اُس نے شرک بتایا ہے تو اب کسی درویش کا کلام پیش کر دینا اور وہ بھی اللہ کے کلام کے مقابل بحکم تقویت الایمان شرک ہوا

اور ایسے کلام کو پیش کرنے والا اسمٰعیل کے حکم سے مشرک تھا لہٰذا بے ادبی کے الفاظ میں تاویل خود صاحب تقویۃ الایمان کو مقبول نہیں تو اب کسی کو کیا حق ہے کہ اس کے کلام کی تاویل کا قصد بھی کرے تقویۃ الایمان صفحہ ۴۶ میں لکھا ہے کہ یہ بات محض بیجا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے اس سب سے قطع نظر کرکے فرض کرو کہ فوائد الفوائد میں وہ عبارت ہو وہاں "ہمہ خلق" ہے جس سے اجمالاً تمام دنیا مراد ہے اور اس کی طرف سے توجہ ہٹا کر خالق کی طرف متوجہ ہو جانے کی تعلیم ہے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو مقبولین بارگاہ و مقربین درگاہ حق کی طرف اشارہ کرتا ہو اور تقویۃ الایمان میں ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا کہہ کر خاص اکابر پر حملہ کیا ہے اور اس کا کیا کیجئے گا کہ تمام کتاب میں عظمت انبیاء کے درپے ہے کہاں کہاں تاویل و تحریف کی جائے گی۔ تقویۃ الایمان صـ۲۳ میں لکھا ہے سب انبیاء اور اولیاء اس کے نزدیک ایک ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں یہاں خاص انبیاء اور اولیاء کہہ دئیے اور انہیں ذرہ ناچیز سے بھی کمتر بنا دیا تقویۃ الایمان صـ۲۱ میں لکھا ہے اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر پوچھو وہابیوں سے کہ یہاں چوہڑے چمار سے کون مراد ہے۔ یہی بے ادبی کے الفاظ اس کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں تقویۃ الایمان صفحہ ۴۳ میں عاجز اور ناکارہ کا لفظ لکھا ہے کل کتاب کی گستاخیوں و بے ادبیوں سے بھری ہوئی ہے کہاں تک کوئی طرفداری کر سکے گا ہمیں تو یہ بھی یقین نہیں کہ یہ کلمے جو وہابیہ فوائد الفوائد کی طرف نسبت کرتے ہیں اس میں ہوں بھی اور اگر ہوئے بھی تو کیا کوئی وہابی ثابت کر سکتا ہے کہ یقیناً یہ الفاظ حضرت محبوب الٰہی صاحب کے ہیں حضرت کے تو بالیقین نہیں کیونکہ ملفوظات کا دستور ہی ہے کہ ناقل اپنے لفظوں میں مضمون ادا کرتے ہیں۔ مگر وہابی اس کا ثبوت بھی نہیں دے سکتے کہ یہ الفاظ ملفوظات کے جامع کے

بھی ہوں بکثرت کتابوں میں تحریفیں ہیں۔ روافض نے سنیوں کی کتابوں کو اپنے امکان تک بگاڑنے میں پوری کوششیں کیں اور وہابیوں کے نزدیک تو غلط حوالے شاید ثواب ہوں ان کے شیخ اعظم مولوی اسحاق صاحب کی مأتہ مسائل تک میں حوالے غلط ہیں اور سیف النقی وغیرہ کتب وہابیہ میں جو اہل سنت پر افتراء باندھے ہیں فرضی کتابیں گھڑی ہیں جعلی مطبع فرض کر لیے جن کا عالم میں کہیں نام و نشان نہیں ایسے جھوٹے حوالے دینے والوں اور ایسے طوفان باندھنے والوں کے حوالوں کا کیا اعتبار علاوہ بریں ملفوظات متداول کتابیں تو ہیں نہیں جو ان اکابر سے بتواتر منقول ہوں ان میں تحریف و تبدیل کیا بعید ہے ہم تو یہ بھی مان لیتے کہ تقویۃ الایمان میں بھی یہ قول کسی نے بڑھا دیا ہوگا اگر اس میں صرف ایک عبارت ایسی ہوتی اور تمام کتاب بے ادبیوں اور گستاخیوں سے بھری نہ ہوتی اس کے علاوہ وہابیہ کی پیش کردہ عبارتیں اور بھی بہت گفتگوئیں ہیں جو بنظر اختصار چھوڑی جاتی ہیں۔

اسی طرح تقویت الایمان صفحہ ۸ ۴ میں بت کی دو قسمیں بتائی ہیں ایک صنم ایک وثن۔ اور وثن کی نسبت لکھا ہے کہ اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد الخ کتنا ظلم ہے کہ انبیاء و اولیاء و مقبولان حق کی قبروں چلوں وغیرہ کو بت بنا دیا اس بے ادبی اور بدلگامی کی کوئی انتہا ہے قبروں اور چلوں کو تو کوئی پوجتا نہیں حضرت عیسٰی و عزیر علیہم السلام کو تو نصاریٰ اور یہود پوجتے اور معبود مانتے ہیں یہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا یہ بدنصیب ان پاک جنابوں میں بھی ایسے گستاخانہ کلمات روا رکھیں گے جو بات ہے بے ادبی و گستاخی کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا احترام زیارت کے آداب بزرگوں کے آثار کی تعظیم کا بیان ہم اول کتاب میں بہت تفصیل سے

تقویۃ الایمان [illegible]

لکھ آئے ہیں مگر وہابی اپنی کتابوں میں مولوی رشید احمد کی قیام گاہ کے فوٹو تک چھاپتے ہیں تقویت الایمان کے حکم سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی بیٹھک وثن اور تھان ہوئی اور وہابی مشرک خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی گستاخیاں بے باکیاں مقربین بارگاہ کے حق میں کوئی ضعیف الایمان بھی گوارا نہیں کر سکتا اور ایسے گستاخ کی حمایت وطرفداری اور اس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش اور اس کے کلام کو حق بتانا ایماندار کا کام نہیں اور ایسی طرفداری سے کوئی نتیجہ بھی نہیں کیونکہ وہ خود اپنی عیب داری کا مقر ہے چنانچہ تقویت الایمان صفحہ ۱۰ میں لکھتا ہے آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔

وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب

تقویت الایمان میں وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب دی ہے چنانچہ صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے

جس کی توحید کامل ہوتی ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کر سکتی۔ صاحب تقویت الایمان کے نزدیک توحید تو وہابی ہی کی کامل ہے جو اولیاء وانبیاء علیہم السلام سے دشمنی رکھے اس عداوت کے صلہ میں اس کے لیے تمام حرام حلال کر دیئے اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے گناہ دوسروں کی عبادات سے افضل بتا دیئے اب وہابی گناہوں میں کمی کرے تو کیوں گناہ سے اندیشہ ہی کیا رہا اس کے بعد لکھا ہے کہ فاسق مرحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے یہ عجب معمہ ہے کہ شرک سے تقویٰ میں خلل نہیں آتا مشرک ہو کر بھی آدمی متقی بنا رہتا ہے مسلمانوں کے نزدیک تو ادنیٰ درجہ تقویٰ کا شرک وکفر سے بچنا ہے مگر وہابیہ کے نزدیک شرک سے ایمان تو کیا تقویٰ بھی نہیں جاتا پھر بھی شرک سے بچے تو اس کو امام الوہابیہ

ؔ دیکھو تذکرہ الرشید ۱۳

کی طرف سے گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت ہے تقویت الایمان صفحہ ۲۵ میں ہے
آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھا جانے
میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ برائی بھلائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ
کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے۔ اب بتائیے کہ مشرک تو متقی رہا اور گناہوں میں
ڈوبنے محض بیحیا بننے پرایا مال کھانے میں کمی نہ کرنے والا اس سے بہتر ہوا تو اخیار
میں ہوا یا ابرار میں ہوا وہابی اس کا درجہ بھی تو بیان کردیں۔

اسمٰعیل صاحب تقویت الایمان کا کفر

تقویت الایمان کے کثیر کفریات مذکور ہو چکے حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ و
علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی توہین و تنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیوں اور گستاخیوں
سے کتاب بھری ہوئی ہے ایسے کلمات بیشک کفر ہیں شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ میں ہے:
اَنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ عَابَہٗ اَوْ اَلْحَقَ بِہٖ نَقْصًا
فِیْ نَفْسِہٖ اَوْ دِیْنِہٖ اَوْ نَسَبِہٖ اَوْ خَصْلَۃٍ مِّنْ خِصَالِہٖ اَوْ عَرَّضَ بِہٖ اَوْ شَبَّھَہٗ بِشَیْئٍ
عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ لَہٗ اَوِ الْاِزْرَآءِ عَلَیْہِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَانِہٖ اَوِ النَّقْصِ وَالْعَیْبِ
لَہٗ فَھُوَ سَابٌّ لَّہٗ وَالْحُکْمُ فِیْہِ حُکْمُ السَّابِّ۔ لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت
یہ مشہور[۱] تھا کہ اُس نے اپنے ان تمام اقوال سے توبہ کرلی تھی اس لیے علماء محتاطین نے
اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر و ضلال بتایا اس کا تو اللہ کو علم ہے کہ
اُس نے واقع میں توبہ کی تھی یا نہیں اگرچہ آج کل کے وہابیہ جو اس کے کفریات کی حمایت و

---

[۱] اور پہلے وہابی اکثر یہی کہا کرتے تھے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب ان کفریات سے توبہ کرکے مرے ۱۲

تردید کرتے ہیں وہ توبہ کے منکر ہیں چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ ایک بات بہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی یہ بات کہیں سنی ہے یا محض افترا ہے اس کے جواب میں لکھتے ہیں، توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا فتویٰ ہے (فتاوٰی رشیدیہ حصہ اول ص) لیکن جن علماء نے سُنا کہ اس کی نسبت توبہ کی شہرت ہے انہوں نے احتیاط کی۔ علامہ علی قاری ضوٗ المعالی شرح بدر الامالی ص۱۵ میں فرماتے ہیں:

لا یخفی ان الاستحلال امر قلبی غائب من ظاهر الحال ولو فرض وجوده اولا یحتمل انه مات تائبا عنه اخر فلا یجوز لعنة لا ظاهرا ولا باطنا احتمال

توبہ کی وجہ سے علماء کرام یزید جیسے بدبخت شقی پلید کے حق میں لعن سے احتیاط فرماتے ہیں یہی حال اسمٰعیل کا ہے جس کی توبہ کی شہرت تھی لیکن اسمٰعیل کے بعد وہابیہ کے اور دوسرے پیشواؤں نے شانِ انبیاء علیہم السلام میں شدید گستاخیوں کیں اور توہین کے نہایت ناپاک کلمات لکھے اور باوجود بار بار رد کے ان پہ مصر رہے۔ توبہ کی طرف مائل نہ ہوئے ان کی تکفیر میں علماء عرب وعجب عجم نے کوئی تامل نہ فرمایا اور نہ ایسی حالت میں شریعت طاہرہ تامل کی اجازت دیتی ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان کی نیت و حسن وعمل کی جزا عطا فرمائے اور اپنے بندوں کو کفر و ضلالت سے بچائے آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَسَیِّدِ اَنْبِیَائِہٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰

تمت بالخیر